الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون

انوارِ شمسیہ

المسمّٰی بہ شمس التاریخ

خطبہ شمسیہ

۱۴۳۵ھ

تالیف

مولانا امیر بخش نقشبندی استاذ حدیث دارالعلوم شمس الاسلام سیال شریف

مکتبہ شمس الاسلام ○ سیال شریف پاکستان

دارالعلوم قمر الاسلام سلیمانیہ، پنجاب کالونی، کراچی

أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ

انوارِ سمیّہ

المسمّٰی بسم التاریخی

خطبہ شبیّہ

۱۳۳۵ھ

تالیف

مولانا امیر بخش صاحب منشی آستانہ عالیہ سیال شریف

مکتبہ ضیاء الاسلام ○ سیال شریف پاکستان

دار العلوم قمر الاسلام سلیمانیہ، پنجاب کالونی، کراچی

marfat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب : انوارِ شمسیہ

مولف : مولانا امیر بخش رحمۃ اللہ علیہ منشی آستانہ عالیہ سیال شریف، سرگودھا

پہلا ایڈیشن : جنوری ۱۹۷۸ء مکتبۂ ضیاء شمس الاسلام سیال شریف

دوسرا ایڈیشن : صفر المظفر ۱۴۲۲ھ مئی ۲۰۰۱ء مکتبۂ کاروان قمر کراچی

باہتمام : مولانا سیّد ابوالحسن شاہ منظور ہمدانی

اوراق بندی : شفاعت الرسول بھٹی

ناشر : دارالعلوم قمرالاسلام سلیمانیہ پنجاب کالونی، کراچی

صفحات : ۱۹۰

قیمت : ۶۰ روپے

ملنے کے پتے

☆ مکتبۂ ضیاء شمس الاسلام سیال شریف، سرگودھا

☆ مکتبۂ "کاروانِ قمر" دارالعلوم قمرالاسلام سلیمانیہ پنجاب کالونی، کراچی

☆ ادارہ تعلیماتِ اسلاف، لاہور

☆ ضیاء القرآن پبلی کیشنز گنج بخش روڈ، لاہور

marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فی نعت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آں جملہ رسل ہادی برحق کہ گذشتند
آج تک جتنے سچے رسول گذرے ہیں

برفضلِ تو اے ختمِ رسل دادہ گواہی،
اے ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم، سب نے آپکی بزرگی کی گواہی دی

در خَلق و در خُلق تُوئی نیّرِ اعظم
صورت اور سیرت میں آپ آفتابِ عالمتاب ہیں،

لاتدرک اوصافک لم تدر کماہی
نہ آپکے اوصاف کا احاطہ کیا جاسکتا ہے نہ ہی ان کی حقیقت کو سمجھا جاسکتا ہے

یا احسن یا اجمل یا اکمل اکرم
اے سب سے زیادہ حسین، سب سے زیادہ جمیل، سب سے زیادہ کامل، سب سے زیادہ سخی

واللہ بأخلاقک فی الملاء یباہی
ملائکہ کی محفل میں اللہ تعالیٰ آپ کے اخلاق پر فخر کرتا ہے

تو باعثِ تکوین معاشی و معادی
یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، دنیا و آخرت کی تکوین کا باعث آپ ہیں

اے عبدِ الٰہ ہست مسلّم بہ توشاہی
اے اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے! کونین کی شاہی آپکو بخشی گئی

عالم بہواداریت از ہوش برفتہ
آپ کی محبت کے باعث سارا جہاں مدہوش ہے

آہو شدہ دریمّ و بصحرا شدہ ماہی،
ہرن دریا میں چھلانگیں مار رہا ہے اور مچھلیاں صحرا میں بھاگ رہی ہیں

زآفاق پریدی و زافلاک گذشتی
آپ نے آفاق سے پرواز کی اور آسمانوں سے بھی آگے گذر گئے

درجاتک فی السدرۃ غیر المتناہی،
آپ کے درجات مقامِ سدرہ سے بھی آگے نکل گئے

امید بکرمت کہ مکارم شیم تست
میں حضور کے کرم کا امیدوار ہوں اور کرم فرمانا آپکی پسندیدہ عادت ہے

من کیستم و چیست معاصی و تباہی
اس لامتناہی کے سامنے میری کیا حقیقت ہے میرے گناہوں کی کیا حیثیت ہے

آلیس نسیم از فضلِ تو اے روحِ خداوند
اے رحمتِ الٰہی! میں تیرے فضل و کرم سے مایوس نہیں ہوں

نظرے کہ رباید زقمر رنج و سیاہی
ایک ایسی نظر فرمائیے جو قمر سے رنج و سیاہی کو دور کردے

○

رشحاتِ قلم حضرت خلیفہ قمر الملت جناب حافظ محمد قمر الدین صاحب، سجادہ نشین آستانہ عالیہ سیال شریف قدس سرہ العزیز

marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حمد بیحد خالقِ لیل و نہار — کس نمے آرد بہ تحریر و شمار
آں قدیمے ذات کز بہر شہود — نیست را آورد در کونِ وجود
کرد اشرف خلق مشتِ خاک را — بے ستوں قائم نمود افلاک را
بے عدد اقسام مخلوقِ جہاں — کرد پیدا مختلف رنگ و نشاں
پس مہ و خورشید ابر و آسمان — کرد شانرا شاغلاں اندر جہاں
تا کہ ہر مخلوق زاں روزی خورد — عمر در یاد خدا ماضی کند
ہست ذاتش واحد حی و قدیم — بر ہمہ عالم محیط و مستقیم
عقل و وہم و فکر ادراک و خیال — در پے کیفیتش کرتند و لال
ہست مالک ہر چہ خواہد او کند — نیست جرأت کس کہ پیشش دم زند

در نعت سرورِ کائنات فخرِ موجودات سید المرسلین رحمت للعالمین شفیع المذنبین محبوب الٰہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سید الکونین محبوبِ خدا — سرورِ الثقلین فخرِ انبیا
صاحبِ لولاک شاہِ مرسلین — حامیٔ آفاق رائسِ عالمین
آمدہ قرآں بہ نعتِ آنجناب — شد عطائش از خدا عالی خطاب
رتبۂ اعلیٰ چہ داد آنرا کریم — پایۂ تختش شدہ عرشِ عظیم
ساقیٔ کوثر بہ رحمت بیشتر — امتے را شافع روزِ حشر
حلۂ ما ینطق آں راشد عطا — زاں محلے گشت شاہِ دوسرا

marfat.com

گشت خالق ہم خلائق ہر زماں — بروے اش شام و سحر صلوٰۃ خواں
چوں ثنا خواں ہست خود رحمان او — پس چہ گوید بندہ وصف شان او
لاقد اعجازھا کز آں جناب — در جہاں گشتند ظاہر بے حجاب
لائق قدرش نبودند آں نشان — شان آں بودش کہ نامش از زبان
گرد میدے اُمتش بر مُردگان — زندہ گشتندے ہماندم بیگمان
میر بخش احقر چہ مے دارد قدر — رقم سازد نعت آں خیر البشر
باد صلوات و سلام بے شمار — بروے و بر آل و اصحابش کبار

در مدح قدوۃ السالکین زبدۃ الکاملین فخر العارفین ممتاز

ربّ العالمین حضرت خواجہ محمد شمس الدین چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

قبلۂ ارباب علم معرفت — کعبۂ اصحاب عالی منزلت
پیشوائے سالکین و کاملین — مقتدائے صالحین و عارفین
مظہرِ علم علی المرتضیٰ — حامیٔ دین محمد مصطفیٰ
قدوۂ درگاہ رب العالمین — خواجۂ دوران حضرت شمس دین
بود میلادش چراغے آنجناب — غش بیامد در وصال مستطاب
بد عجوبہ عمر آں عالی تبار — صرف ۱۲۱۶ھ شد گردش در رضائے کردگار
بد ہمہ عادات و فعلش چوں نبی — روز و شب شاغل بیاد ایزدی
بحرہائے عشق و وحدت نوش کرد — در دلِ عمان خود شاں را نورد
از طلاطم ہائے آں ابحار جود — با کرم سیراب عالم را نمود
زہد پیش علمش زبدگانِ فاضلین — طفل مکتب بودہ اند و خوشہ چین
از کمالش سالکانِ آں زماں — بہرہ در گشتند یکدم جملگان
خطۂ پنجاب ہند و سند و چین — از عرب تا ترک بل روئے زمین

marfat.com

آمدندے صد گروہ از ہر دیار — ساختندے بیعتش با انکسار،
ہر کے مقصود قلبی یافتے — در حضورش جان قرباں ساختے
چوں شدے آن فارغ از اشغال خویش — خلق گردش آمدے زاندازہ بیش
بعد ہر ساعت سرے افراختے — نظر خود بر ہر یکے انداختے
زاں نظر زنگِ قلوبِ حاضرین — صاف گردیدے چو شکلِ آبگیں
اندراں مجلس بلطفِ کردگار — نور باریدے چو بارانِ بہار
غیر مذہب معترض منکر زدور — اعتراضاً آمدندے در حضور
ہرگز آنہارا نماندے طاقتے — در تکلم شدندے ساکتے
ساختندے توبہ از کفر و نفاق — طالبِ بیعت بدندے زاشتیاق
ہر دمے صدہا کراماتے حضور — آمدندے در جہاں اندر ظہور
خادمانِ خویشتن را آنجناب — کرد از گنج معارف کامیاب
بے عدد خدام را آں ذوالبُدا — از خلافت خلعتے کردہ عطا
بعض را بایک نگاہ پُرکرم — ساختہ قطب زماں عالی ہمم
خاکساراں را زحالِ مفلسی — برحمت کردہ منال خسروی
سارقاں را ساخت آں اہلِ نظر — ناقصاں راکرد آں عالی قدر
دختراں راکرد مر شکل پسر — کور چشماں را نمود آں با لبصر
بر بساطِ رمتی صدہا جاں را — در دمے بایک نظر دادا داں شفا
از سزائے قتل بردارِ محن — باکرم کرد آں رہا صدہا بدن
رہروانِ ہارا بدشتِ ہائلاں — داد از جورِ دَواں حفظ و امان
بے عدد خدام را از معصیت — باکرم آورد اندر عافیت
پُرمصائب خاماں ہارا بجناب — کرد از راہِ عنایت کامیاب
ہرکہ آمد بردرِ شمسِ جہاں — ہر یکے گردید ازوے کامراں
ہیچ کس خالی نرفتہ زاں جناب — حسب قسمت یافتہ از وے نصاب

marfat.com

جنیان صد ہا ز لُطفِ آں رشید — با عقیدت یافتہ قبضے مزید
الغرض انس و بہائم جن و دام — زیرِ ظلِ عظمتش بودند رام
ایں کرامات و فیوضاتِ حضور — آنکہ در عالم شدند از وے ظہور
جملہ ہیچ انداز علّو ہمتش — زانکہ برتر ہست قدر عظمتش
آں کمالاتے کہ دادش ذوالجلال — کم رسد عقلے دراں ہم نے خیال
ذات اور با صفاتِ ظاہری — ساختن موصوف ہست ایں قاصری
کایں بدان ماند کو گوئی بالمثال — در کمالِ روح اعظم ایں مثال
کز کمالش شد گیا ہے بہرہ ور — چوں ازیں وصف است آں بالاقدر
نیست یارائے خرد ناکام را — در کمالِ باطنی شمس الہُدا
زاں سبب لرزید دست و کلک من — ہیبتے آفتاد در سائر بدن
پس دریں جا نظم را کردم تمام — در سوانح عمریش سازم کلام
رحمت و غفران ایزد ذو الکرام !
بر رُوانِ پاک او بادا مدام !

سببِ تالیف کتاب

اس کتاب مستطاب کی تالیف اور تصنیف کا باعث یہ ہے۔ کہ ایک دن جناب فضائل مآب مولوی محمدؐ ذاکر صاحب بگوی اور مخدومی مکرمی مولوی غلام محمدؐ صاحب للوی نے اس خاکسار کو بڑے اصرار سے فرمایا کہ قبلۂ عالمین حضرت شمس العارفین کی ذات مصدر حسنات سے ہزارہا کرامات کبیر اور کمالات بے نظیر عالم میں ظہور پذیر ہوئے۔ مگر کسی اہل تحریر محبت تحمیر نے تستطیر نہیں کیے۔ بہت غلامان صادق الیقان جو حضور کے کمالات اور مکاشفات سے واقف اور ماہر تھے۔ بتقدیر لایزال انتقال کر گئے۔ اور جو خادمان حضور کے دامن گرفتگاں اب موجود ہیں۔ وہ بھی ایام معدود تک بہ امر کل نفسٍ ذائقۃ الموت مفقود ہو جائیں گے۔ پھر آئندہ زمانہ کے تمام مردمان جناب فیضان اور عظمت نشان کے اعلام سے بیخبر رہیں گے۔ اس لیے اب لازمی اور

marfat.com

ضروری ہے کہ فی الحال اُس محبُوب ذوالجلال کے کمال اور افعال کا کچھ احوال بصدق مقال ضرور لکھا جائے۔ تاکہ بعدالزمان کے آہ مان کو اُس کے دیکھنے اور پڑھنے سے سعادت جاودان اور صدق ایمان حاصل ہووے۔ اگرچہ اس قلیل البضاعت کو عدم لیاقت اور بلاغت سے اس کام کا انصرام محال نظر آیا۔ اور اس مرحلہ ہراساں سے جان ناتواں پر لرزہ پڑ رہا۔ مگر لاجرم اُن صاحبان ممدوح الشان کے فرمان سے آں ذات بابرکات کے ظاہری حالات اور یقینی واقعات کے تحریر کا خیال کسی قدر اس ضراعت سگال کو لاحق حال ہُوا۔ دوسرا یہ کہ ایک دن اسی اثناء میں یہ خادم الفقرا کتاب **احسن الشواہد ترجمہ افضل الفوائد** ملفوظ حضرت سُلطان العارفین خواجہ نظامُ الدّین محبُوب الٰہی کا مطالعہ کر رہا تھا جس کو جناب فیضمآب حضرت امیر خسرو صاحب مرحُوم نے اپنی قلم سے مرقوم فرمایا ہے۔ اس میں یہ ذکر صفحہ ۱۱۱ پر نظر آیا جو بعینہ بعبارت صحیحہ نقل کیا جاتا ہے۔

(حضرت امیر خسرو صاحبؒ تحریر فرماتے ہیں)۔ کہ ۶ ربیع الآخر روز شنبہ میں حضرت محبُوب الٰہی کی پابوسی مجھے نصیب ہوئی۔ اولیا کرام کی بزرگی کا بیان ہونے لگا۔ حضور نے فرمایا کہ عند ذکر الاولیاء تنزل الرحمۃ یعنی اولیاء کرام کے ذکر کرنے کے وقت رحمت الٰہی نازل ہوتی ہے۔ اس کے بعد آپ نے اُسی محل میں فرمایا۔ کہ شیخ نجم الدین صغرا رحمۃ اللہ علیہ کی زبان سے میں نے سُنا ہے۔ کہ منازل امیر المومنین علی المرتضےٰ میں ہے۔ کہ ذکر الاولیاء عبادۃ یعنی اولیاء کا ذکر کرنا عبادت ہے۔ اور عبادت کا ثواب اس کے نامہ اعمال میں لکھا جاتا ہے اور اسی کتاب کے دوسرے محل میں لکھا ہے۔ کہ حضور نے فرمایا کہ جو شخص اولیاء کرام کے حالات اور ارشادات کو اپنی قلم سے تحریر کرتا ہے۔ ہر ایک حرف کے پاداش میں ایک ایک محل خاص اس کے لیے جنّت میں تیار ہوتا ہے۔ پس یہ ذکر پُر اثر دیکھتے ہی خاکسار ذرّہ بیمقدار کے دل میں **شمس الانوار** کے ذکر اذکار کے لکھنے کا شوق بیشمار نمودار ہُوا۔ حتیٰ کہ اشتیاق کمال نے گسستہ خیال کو بلا اہمال یکدم مصمم اور بحال کر دیا۔ بدینموجب کہ اس ناکام گمنام نے اپنی عمر تمام سیاہ کاری اور خواری میں گذاری عاقبت کی گذران کا کچھ سامان نہ کیا اس لیے بغرض ثواب اور حصول مراد آں ذات بابرکات کے حالات بڑی صداقت اور وضاحت

marfat.com

کے ساتھ پہلے فارسی عبارت میں لکھنے شروع کیے۔ لیکن چند اصحاب ذوالاہتدا اور اکثر احباب صائب الرائے نے فرمایا۔ کہ چونکہ اس زمانہ ناہنجار میں بلاغت علمی اور لیاقت فارسی کا اقتدار کم ہوگیا ہے۔ اس لیے خواص اور عوام نے اُردو زبان کا رواج پکڑ لیا ہے۔ بنابرآں شایاں ہے۔ کہ اس مرغوب البیان کو اُردو زبان میں ارقام کیا جائے۔ تاکہ جمیع مردمان یعنی فارسی دان اور اُردو خوان اس کے ملاحظہ اور مطالعہ سے مستفیض اور مستفید ہوں۔ لہذا اُن اصحاب کے ارشاد بالصواب سے اس مختصر کتاب کو اُردو تقریر میں تحریر کیا۔ اور اس کا نام انوارِ شمسیہ رکھا گیا۔ یہ رسالہ دو مقالہ پر مشتمل ہے۔ مقالۂ اوّل میں آں ذات حمیدہ صفات کے سوانحہ عمری کے حالات۔ اور مقالہ دوئم میں آنجناب عظمت مآب کے کرامات اور مکاشفات کے بیانات۔

اب بخدمتِ جملہ صاحبان اہل بلاغت اور انشا پردازان ذی فصاحت بعجز خاص التماس ہے۔ کہ یہ بندہ ناکارہ اُردو کے محاورہ سے بے بہرہ ہے۔ اس لیے براہ عنایت اور مرحمت عبارت کی غلطی پر شکایت نہ فرمادیں۔ بلکہ کرم بخشی سے عیب پوشی کریں ؎

بہ پوش گر بہ خطائے رسی وطعنہ مزن — کہ ہیچ نفس بشر خالی از خطا نبود

ذکر دربیان حسب نسب حضرت شمس دوراں علیہ الرحمۃ والغفران

قوم آں شمس منور ہست کھوکھر زابتدا — بعد ازاں گشتہ سیال از سال جد باصفا
لفظ کھوکھر فی الاصل خونخوار بُداند رجہاں — ہندیاں کھونکھار گفتند بے تخصیصِ زباں
پس مخفف گشت آں گردید کھوکھر مشتہر — دراصل نامش زمان شاہ است بن قطب دہر
چونکہ آں مرد بہادر بُد ہنر برد پہلوان — زاں سبب عرفش بُدہ خونخوار مشہور زماں

آپ کی قوم کھوکھر عرف سیال ہے۔ عرفیت کی وجہ یہ ہے۔ کہ آپ کے اجداد امجاد سے ایک بزرگ کا نام سال ہوا ہے۔ اُس کی اسمیت کی نسبت سے اس کی اولاد بالعموم سیال کی قوم سے موسوم ہوئی۔ فی الاصل یہ اُس قوم سیال سے نہیں جو کہ ضلع جھنگ وغیرہ اطراف اور دیگر اکناف میں بود و باش رکھتے ہیں اور وہ اپنے کو راجپوت کہلاتے ہیں۔ وہ تو نومسلم ہیں

marfat.com

جو ان کا مورث اعلیٰ حضرت گنج شکر علیہ الغفران کی خدمت میں ایمان لایا تھا۔ اور آنجناب شمس الاقطاب کے آباؤ اجداد حضرت عباس بن علی المرتضےٰ مشکلکشا کی اولاد والانژاد سے ہیں۔ جن کے اسناد کی تصدیق و تحقیق کتب تواریخ سے ظاہر ہے۔ اور کھوکھر کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ آپ کے اوّلین بزرگوں سے ایک مرد بڑا بہادر اور جرار تھا جو کہ کرانہ کی بار کا سردار با اختیار تھا۔ ہند کے باشندگان اس شوکت نشان بہادری اور دلیری کے سبب سے خونخوار کہتے تھے۔ چونکہ ہندی زبان میں عوام مردماں حرف خ کو کھ بولتے ہیں۔ اس لیے وہ خونخوار کی بجائے کھونکھار مشہور ہوا۔ اور بعد میں کھونکھار کا لفظ مخفف ہو کر کھوکھر معروف ہو رہا۔ پھر اس کی تمام اولاد کی قومیت اس کی اسمیّت پر مشتہر ہو گی۔ فی الاصل اس کا نام زمان شاہ یا زمان علی ہے جو کہ عبدالعلی کا بیٹا ہے۔ اور عبدالعلی کو جناب قطب الاقطاب محبوب سبحانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی نے عرب کی مملکت سے قطبیّت کے مرتبت پر بند کی کی ولایت میں بھیجا تھا۔ اور ملک پنجاب میں قطبیّت کے القاب سے اُس عالی جاہ کا نام قطب[1] شاہ مشتہر عام ہوُا۔ اس والا منصب کی پاک نسب نانویں پشت سے حضرت عباس علمدار بن حیدر کرار سے ملتی ہے۔ جس سے ثابت اور محقق ہے۔ کہ قوم کھوکھر اصل میں قریش علوی ہے۔ اور آپ کے خاندان عالی شان سے مورث اعلیٰ کا نام جناب کرامت مآب مقبول بارگاہ لم یزلی حضرت شیر کرم علی صاحب ہے۔ جس کو پانچویں پشت سے حضرت شمس دوران کی نسب کرام ملتی ہے اور ان کا روضہ منوّر سیال شریف کے قرب و جوار میں مغرب کی جانب درختان شاخسار میں جس کو لہندیوالہ باغ کہتے ہیں بعمارت پختہ تیار اور نمودار ہے۔

ذکر و بیان حالات مجمع الکمالات سیالک مسالک طریقت عارف معارف حقیقت۔ قدوۂ بارگاہِ لم یزلی شیر کرم علی صاحب قادری رضی اللہ تعالےٰ عنہ

فاضلِ دوران شیخِ قادری قطبِ زماں — در طفولیت بسوئے عرب گردیدہ رواں

[1] کتاب انتخاب الانساب میں مرقوم ہے۔ کہ جناب غوث الاعظم صاحبؒ کی خالہ صاحبہ قطب شاہ صاحب کے نکاح میں تھی۔

marfat.com

بر درِ حرمین و ہم بغداد ماندہ مدتے　　باز در ملتان ز موسیٰ پاک گشتہ کامران
بعد ازاں از صحبتے شیرِ خدا شاہ علیؓ　　بہرہ ور گردیدہ آمد باز واپس بر مکاں
در پئے صد سال آں حسبِ وصیت پیشوا　　کرد شادی پنج پسرانش شدند اندر جہاں
عالمے شد مستفیض از فیضِ آں بحرِ کرم　　پس بہ امرِ ایزدی شد راہرواں سوئے جناں
دفن کردند آں ولی را در عبادت گاہ خود　　پس بنا شد روضہ اش از کوششِ اولادِ آں
بادلطفِ حق تعالیٰ بر روانِ پاک او　　تا نکہ ماند بر بساطِ ارض دورِ آسماں

میاں غلام فرید صاحب سیال وغیرہ چندیں راویان صدق مقال نے یوں بیان کیا کہ والا مراتب حضرت شیر کرم علی صاحب ریاضت اور عبادت میں باکمال اور بے مثال تھے۔ جن کا ابتدائی حال بریں منوال ہے۔ کہ اولاً موضع **دھول** میں جو سیال شریف سے شرق اور شمال کی جانب **ساہیوال** کے قریب ہے۔ آپ کے والدین ماجدین کی سکونت اور اقامت تھی اس زمانہ میں وہ یگانہ بحالت طفلانہ بہت صغیر تھے۔ بتقدیر قادر قدیر مغلوں کا ایک لشکر کبیر جو ہندوستان سے لوٹ کر افغانستان کو واپس جا رہا تھا۔ اُس شہر کے قُرب جوار سے گذرا۔ اور وہ پسر نیک اختر اس راستہ پر آکر لشکر راہ گذر کو دیکھنے لگے۔ تو سپاہ ستمگار نے اس برخوردار کو شکلدار اور پسندیدہ اطوار سمجھ کر جبراً گرفتار کر کے اپنے ساتھ سوار کر لیا۔ اور پشاور کے شہر میں لے جا کر چندیں ایام اس مقام میں آرام کیا۔ ایک دن وہ مسافر غمگیں بہت حزیں ہو کر اُٹھ کھڑے ہوئے اور ٹہلتے پھرتے ایک درس گاہ میں جا نکلے۔ وہاں ایک مولوی صاحب بڑے نیک سیر اور مسکین پرور بیٹھے تھے۔ انہوں نے بڑی شفقت اور پیار سے ان کا حال استفسار کیا تو آپ نے سب احوال زار پُر اضطرار ان کے آگے اظہار کیا۔ مولوی صاحب کو اُس معصوم مغموم کے حالات اور حوادثات پر سخت افسوس آیا۔ اور التفات فراواں سے اُس آزردہ جان پُر حرمان کو بغرض امان اپنے مکان میں چھپا دیا۔ جب چندیں روز کے بعد وہ لشکر اُس شہر سے روانہ ہوا۔ اور اس سے کوئی ڈر اور خطرہ نہ رہا۔ تب مولوی صاحب موصوف نے ان کو تعلیم میں مصروف کر دیا۔ اگرچہ وہ نیک خصال خورد سال تھے۔ مگر ایزد متعال کے فضل کمال سے ان کو پڑھنے کا خیال لاحق حال ہوا۔ اور اُستاد صاحب ذوالکرام کی خدمت

marfat.com

میں بہ اشتیاق تمام پختہ قیام کیا۔ چنانچہ پہلے قرآن کو اختتام کرکے درسیہ کتابوں کا اہتمام کیا۔ بعد ازاں وہ مولوی صاحب حرمین شریفین کی زیارت سے لیے جب عرب شریف کو تشریف افزا ہوئے تو ان کو بھی محبت دلی اور شفقت قلبی سے اپنی معیت میں ہمراہ لے چلے۔ بیت اللہ معلّٰی کا حج کرکے جب مدینہ طیبہ میں وارد ہوئے۔ تو بہ امر ذوالجلال وہ مولوی صاحب نیک خصال وہیں انتقال کر گئے۔ اور وہ فرخندہ عنوان جو اُس وقت نوجوان تھے بغرض تعلیم اُس مُتقدس ترین شہر میں اقامت گزیں ہو رہے۔ عرصہ دس سال میں اُس حمیدہ افعال نے علم کی تحصیل اور تکمیل فرمائی۔ اور بارہ سال محبت ایزدی سے بہ اخلاص قلبی مسجد نبوی میں امامت کرائی۔ اور ریش مُبارک سے اس صحن مُتبرک کی جاروب کشی کی۔ بائیس سال کے بعد جناب رسالت مآب کی بارگاہ والا جاہ سے خواب میں اُن کو ارشاد ہوا کہ تم استرشاد کے لئے بغداد میں جاؤ۔ اور اُس جناب سے اپنا نصاب پاؤ۔ پس حسب الارشاد واجب الاتعمیل وہ طالب رحمان بہ اشتیاق تمام غوث الزمان کے آستان پر حاضر ہوئے۔ کچھ مدت وہیں ریاضت اور عبادت کرتے رہے۔ اور بڑی جانفشانی سے دربار کا پانی بھرتے رہے۔ لیکن بیعت کی نسبت اس دربار کے سجادہ نشین پر ان کو یقین نہ آیا۔ اور یہ خیال اُس صاحب حال کے دل میں سمایا۔ کہ بیعت ظاہری بڑی ضروری ہے کس کے پاس جاؤں اور کس کو ہاتھ پکڑاؤں بدیں تفکرات ایک رات پُر برکات میں اُن کو جناب غوث الاعظم نے خواب کے عالم میں فرمایا اور دکھلایا کہ یہ مرد رشید موسیٰ پاک شہید میری اولاد سے لائق ہے اور برگزیدہ خلائق ہے اور اُس وقت میرے سلسلہ کا مالک ہے۔ تم شہر ملتان میں جاؤ۔ اور اُس فیض رساں سے فیضان پاؤ۔ جو تیرے لیے امانت خاص اس کے پاس ہے۔ پھر آپ نے ان کا ہاتھ بڑی عنایت کے ساتھ پکڑ کر موسیٰ پاک کے سپُرد فرمایا۔ اور شفقت اور مرحمت سے رخصت کیا۔ پس حسب الایما علی الصباح وہ طالب کردگار اُس دربار پُر انوار سے مرخص ہو کر مسافت دور دراز کو محنت بے اندازے طے کرکے ملتان کے قرب وجوار میں وارد ہوئے۔ اور باشندگان دیہات سے اس پاک ذات کے حالات اور توسلات دریافت کرنے لگے۔ استفسار سے اظہار ہوا کہ آنجناب کے خلفاء کبار سے شیر شاہ علی صاحب والا تبار عنقریب مقام میں رہتے ہیں۔ اور

marfat.com

آپ کی خدمت بابرکت میں اکثر اوقات بڑی محبت کے ساتھ مشرف ہوتے رہتے ہیں تو پہلے میاں صاحب موصوف نے اُس خلیفہ معروف کی خدمت میں حاضر ہوکر اپنا سب ماجرا مفصل افشا کیا۔ اور انکو ہمراہ لے جانے میں التجا کیا تو شاہ صاحب مذکور عنایت موفور سے میاں صاحب کی استدعا پر اپنے پیشوا کی خدمت میں اُن کے ہمراہ روانہ ہوئے جب وہ دونوں صاحبان اُس فیاض زمان کے آستان پر پہنچے تو خادمان حاضرین نے آں قدوۃ العارفین کو عرض کیا کہ عالی جاہا آیا ہے شیر شاہ علی۔ آپ نے فرمایا کہ اُس کے ساتھ ہے شیر کرم علی جب وہ دونو اصحاب غلامانہ اداب بجالاکر بیٹھ رہے۔ تو آنجناب نے ارشاد فرمایا کہ عرصہ کثیر سے یہ فقیر تیری انتظار کر رہا ہے۔ اور لیل ونہار تیرے دیدار کا منتظر رہا ہے۔ کیونکہ تیری امانت خاص میرے پاس موجود ہے جس کو بموجب فرمان غوث الزمان کے میں نے تیرے سپرد کرنا ہے۔ یہ کہہ کر آنحضرت نے بڑی شفقت سے ان کو بیعت فرمایا۔ اور نعمت باطنی اور خلافت ظاہری سے یکدم منوّر اور مزین کیا۔ اور کہا کہ میری عمر اب بسر ہو چکی ہے۔ صرف تیرے آنے پر منحصر تھی۔ تجھے لازم ہے کہ میرے انتقال کے بعد کئی سال تو نے شیر شاہ علی کی صحبت میں رہنا۔ اور اس کی خدمت میں رہکر منازل اور مدارج کو تکمیل پر پہنچانا۔ یہ تیرا بھائی ہے۔ تیرے ساتھ برادرانہ خیر خواہی کرے گا جب یہ تمہیں رخصت اور اجازت دے گا۔ تب تو نے اپنے موطن اور مسکن کو جانا ہو گا۔ اور وہاں جاکر اپنا نکاح بیاہ کرنا ہوگا۔ انہوں نے عرض کیا۔ کہ عالیجاہا یہ درویش کنگال معمر کہن سال ہے۔ اس ۹۰ برس کی عمر میں نکاح کرنا بہت محال اور سراسر وبال ہے۔ اس پیر روشن ضمیر نے فرمایا کہ ایزد خبیر نے اس فقیر کو خبر دی ہے۔ کہ تیری پشت سے اولاد نیک نہاد ہوگی جو قیامت تک وہ تیری عاقبت کے لیے دعاء مغفرت کرے گی۔ اور نیز اُن میں سے ایک مرد گرامی عارف ربانی نمایاں ہوگا۔ جس کا فیضان تمام جہان میں عیاں ہوگا۔ اس لیے تم کو نکاح کرنا واجب اور مناسب ہے۔ پس اس ہدایت اور وصیت کے بعد اسی اثنار میں وہ مقتدا بتقدیر کبریا دار الفنا سے عالم بقا کو رحلت فرما ہوئے۔ اور میاں صاحب راسخ الایقان ان کے فرمان سے بصدق یقین شیر شاہ علی صاحب اکمل ترین کی خدمت میں

marfat.com

جاگزیں ہوئے۔ چندیں سال کے بعد جب اُس صاحب حال نے اپنے منازل کو کمال پر پہنچایا۔ تو شاہ صاحب ذوالاہتداء نے بموجب وصیت پیشوا کے نصف حصہ اپنی جائداد اور خزانہ سے بطریق برادرانہ اس یگانہ زمانہ کے پیش کیا۔ اور فرمایا کہ یہ تیرا مال ہے مجھ سے سنبھال لو۔ اور اپنے ابا اجداد کی مسکن پر جاکر سکونت اختیار کرو۔ مگر اس کرامت شعار نے مال اموال کے لینے سے اعتذار اور انکار کیا اور کہا کہ مجھے مال کے لینے کی تو کچھ حاجت نہیں۔ صرف اشغال باطنی کی ضرورت ہے۔ پس وہ ملکی صفات آن ذات بابرکات کی اجازت کے ساتھ اپنے وطن کو روانہ ہوئے۔ جب وہ دھول کے مقام میں جہاں آپ کے والدین ماجدین کا قیام تھا تشریف لائے۔ تو وہاں اپنے مقربین اور متوسلین سے کوئی بشر آپ کو نظر نہ آیا یعنے آپ سے پیشتر سب اقربا عالم بقا کو رحلت فرما ہو گئے تھے چونکہ وہ عالی قدر باعث شغل مراقبات مردم کے اختلاط سے دن اور رات میں احتراز رکھتے تھے اس لیے وہاں سے چل کر ایک دشت مہیب میں جو دریا کے قریب تھا تشریف لے گئے اس جنگل کی ہیکل کو دیکھ کر ایک خواب یاد آیا جو کہ آپ نے زمانہ پیشینہ میں شہر مدینہ کے اندر اس بیابان ویرانہ کو عالم منام میں معائنہ کیا تھا۔ اور اُس خواب میں آنجناب کو ارشاد ہُوا تھا۔ کہ اس خاک بابرکت میں تیری تربت ہوگی۔ اور آپ نے وہاں عرض کیا تھا کہ میری تو استدعا اور التجا یہ ہے۔ کہ مدینہ طیبہ میں رحلت پاؤں ۔۔۔ اور جنّتُ البقیع میں دفن ہوں۔ پھر ارشاد ہوا کہ یہ قطعہ ارضیہ خاص جنۃ البقیع ہے چونکہ اس خواب کی رؤیت کے بعد مُدّت مدید اور عرصہ بعید گذر چکا تھا۔ اس لیے آنجناب کے یاد سے وہ خواب فراموش ہو گیا تھا۔ پھر اب اس دشت کی ہیئت کے دیکھنے سے اس خواب کی رؤیت اور اس کی سرگذشت سبب یاد آئی۔ جس سے آں قدوۃ السالکین نے بہ امر رب العالمین اُس زمین میں بڑی تسکین سے اقامت فرمائی۔ عبادت اور ریاضت کے لیے ایک درخت کے نیچے خلوت نشینی اور مجاہدہ گزینی اختیار کی۔ وہاں ایک ملاح ہوا خواہ نے آپ کی عبادت گاہ کے لیے چھوٹی سی کوٹھی تیار کر دی جس میں آپ آسائش سے رہائش کرنے لگے۔ پھر جب مردمان زائراں ہر گراں سے آپ کی خدمت میں آنے لگے۔ تو اس وقت ان کے آرام اور قیام کے واسطے آپ نے

marfat.com

وہاں ایک کنواں کھدوایا۔ اور مسجد اور مکان بنوایا جن میں مسافر لوگ رہتے تھے۔ اور استراحت پاتے تھے۔ ہزاروں انسان آپ کے فیضان سے کامران ہوئے۔ اور بے شمار عاجزان بیکساں آپ کے کرم عام سے شادماں ہوئے وہیں ایک فقیر نی مائی جیونی جو بڑی شریفہ اور عفیفہ تھی اور عقیدت دلی اور صداقت قلبی سے جناب کی خدمت میں اقامت رکھتی تھی۔ آپ نے حسب وصیت اپنے پیشوا کے اُس کے ساتھ نکاح کیا۔ مگر اُس نیک نہاد سے کوئی اولاد نہ ہوئی۔ پھر اس مائی صاحبہ نے صدق اعتقاد سے اولاد کی ایجاد کے لیے ایک جونہیں قوم زمیندار کے گھر میں اُس عالی جاہا کا بیاہ کر دیا۔ جس سے بفضل خُداوند پانچ فرزند ارجمند تولد ہوئے۔ جن کے نام درج ذیل ہیں۔

۱ ۲ ۳ ۴ ۵
میاں عبدالکریم، میاں محمد یار، حافظ تاج محمود، میاں موسیٰ، میاں عبدالرحیم ؛

ان میں سے حافظ تاج محمود صاحب بڑے فاضل اور کامل مکمل تھے۔ چنانچہ وہ حج کے ارادہ پر گھر سے امادہ ہوکر عرب شریف کو تشریف لے گئے اور اُنہیں مقامات متبرکات میں رحلت پذیر ہوئے۔ پیچھے ان کا فرزند حافظ برخوردار جو صاحب علم اور نیک اطوار تھا۔ اپنے کاروبار میں ہوشیار اور خبردار ہُوا اور اپنے جدامجد کو ماہ رمضان میں خوش الحان سے مصلا پر قرآن سنایا اور جد والاشان نے اُس پر کرم بے پایاں فرمایا۔ جس سے جہان میں وہ جوان صاحب عظمت اور ذوالاحترام ہُوا۔ بعدازاں اُس عارف ربّانی شیریزدانی حضرت **کرم علی** صاحب نے بتقدیر سُبحانی دار فانی سے عالمِ جاودانی کو تشریف ارزانی فرمائی۔ اور اُسی نشست گاہ میں جو آپ کی عبادت گاہ تھی حسب الارشاد آنجناب کی قبر بنائی گئی۔ چونکہ موضع ہندوان کے مالکان نے صدقِ یقین سے پانچ سو بیگہ زمین اُس زبدۃُ العارفین کو نحستیں نذر کی تھی اُس میں میاں برخوردار مذکور نے ایک شہر معمور کیا جس کا نام سیال مشہور ہُوا۔ کچھ مُدّت کے بعد وہ نامدار حسبِ وصیت جد بزرگوار حضرت شیر شاعلی صاحب والا تبار کے دربار پر گئے۔ اُس وقت سیدالسالکین کا پوتا سجادہ نشین تھا۔ بڑی تعظیم اور تکریم سے پیش آیا۔ اور فرمایا۔ کہ جدّی امجدی اپنی اولاد کو وصیت اور ارشاد فرما گئے ہیں کہ میاں شیر کرم علی صاحب مقبولُ الٰہی میرا بھائی ہے۔ اور میرے مال اموال کا مستحق اور مالک ہے۔ بنا برآن میں اُن کے فرمان واجب الایقان پر تعمیل کرتا ہوں۔ اور اپنے کل مال

marfat.com

املاک کو تقسیم کرتا ہوں۔ چونکہ تم آنجناب والا نژاد کی اولاد ہو۔ اس لیے کل جائداد سے نصف حصہ کا حساب میرے سے سنبھال لو۔ اور جلد تر اپنے گھر لے جاؤ۔ میاں صاحب نے عرض کیا کہ جناب نے جو کچھ نصاب اس خاک پاء کو عطا فرمایا ہے۔ وہ سب خاکسار نے آپ کے دربار پر نذر کر دیا ہے بندہ کو تو صرف آپ کی دعا اور رضا کی حاجت اور ضرورت ہے۔ تب اس ذوالاقتدار نے بڑے اصرار سے فرمایا۔ کہ اگر بالفرض ان اشیاء کے لینے پر تیرا مقتضا نہیں تو یہ فہرست اسماء خُدّام جو نصفا نصف مریدوں کے نام آپ کے حِصّہ کی بابت ارقام کئے گئے ہیں۔ ضرور لیکر منظور کرد۔ اور ان تمام مریدوں کو جدّی غُلام سمجھ کر بطور مرشدانہ ان سے نذرانہ وصول کرتے رہو۔ آخر میاں صاحب نے لاچار اُن کے اصرار و تکرار پر اس سند منقول کو لے کر قبول کیا۔ پھر سجادہ نشین نے خُوش تریں ہو کر یہ عہدنامہ ترقیم کر دیا کہ موضع ماچھوال سے لے کر اخیری سمت شمال تک جو لوگ حضرت شیر شاہ علی صاحب کی اولاد والا نژاد کے مرید باعتقاد ہیں۔ وہ سب اپنے آپ کو شیر کرم علی صاحب کی اولاد کے مرید صادق الانقیاد سمجھیں۔ اور حسب دستور قدیمانہ نذرانہ اور شکرانہ بطور خادمانہ ان کے آگے ادا کریں۔ اور نیز ہر گراں میں اپنے مریدوں کے نام اُنہوں نے اعلان بھی مشتہر عام کر دیا۔ پس میاں صاحب وہ عہدنامہ بمعہ گھڑیال اور نشانہ علامت پیرانہ اُس آستانہ سے لے کر دولت خانہ میں تشریف لائے۔ اور ان مریدوں سے نذرانہ لینے شروع کئے۔ چونکہ علاقہ پہاڑ میں مرید بے شمار باعقیدت خدمت گذار تھے۔ وہ ہر سال اُس محال میں بڑے عظمت اور اجلال سے تشریف لے جاتے تھے۔ اور اُن سے بہت سا مال منال وصول کر لاتے تھے۔ آخر وہ نامدار بتقدیر کردگار ناپائدار کو داغدار کر کے جنّت بریں کو رحلت گزیں ہوئے۔ پیچھے اُن کا فرزند سعادت مند حافظ مُحمّد شریف صاحب جو اہل بلاغت اور ذوالکرامت تھے۔ میراں سیّد مُحمّدی صاحب قادری بہروی کی بیعت سے سرفراز اور مجاز ہوئے۔ اور کرامات اور مکاشفات سے عالم میں ممتاز ہوئے۔ اس اثناء میں بسبب گردش روزگار ناہنجار حضرت شیر شاہ علی صاحب کی اولاد امجاد میں باہمی فساد پڑ گیا۔ اُس وقت کے سجادہ نشین نے جو بڑے ذی عظمت اور والا تمکین تھے خشمگیں ہو کر اپنے بھائی چچازاد کو عناد سے برباد کر کے جدّی جائداد سے نکال دیا۔ وہ بیچارہ مصیبت کا مارا بڑی خواری اور زاری سے بحالت لاچاری اپنے ضروریات اور اخراجات

marfat.com

کے لیے دیہات اور مواضعات میں سوال کرتا اور پھر تا سیال شریف میں آرہا۔ میاں محمدؐ شریف صاحب کو اُس کی حالت نحیف پر بڑا رحم آیا۔ اور شفقت دلی اور کرم بخشی سے وہ فہرست مریدانہ اور عہدنامہ جو کہ بزرگان ماضیہ کا عطیہ تھا۔ گھر سے لاکر اس آشفتہ حال پُرملال کو دے دیا۔ اور فرمایا کہ یہ تمہارے بزرگوں کا اپنا مال ہے۔ تم اس کو واپس سنبھال لو۔ اور اپنے قیام کے لئے کسی جگہ مکان بنا کر آرام کرو۔ ایسے حقارت اور خجالت کی حالت میں پریشان اور سرگردان ہو کر نہ پھرو۔ لیکن اس وقت میاں صاحب نے تمام مریدوں سے اقوام کشکہ کو جو سیال شریف کے باشندگان تھے اپنے مریدوں میں رکھ لیا۔ شاہ صاحب کے سپُرد نہ کیا۔ پس شاہ صاحب مذکور نے بہت ممنون اور مشکور ہو کر عہدنامہ مسطور لے لیا۔ اور بڑی خورسندی اور خوشنودی سے ضلع جھنگ میں جا کر دریا کے کنارہ پر اپنی رہائش کا مقام بعمارت خام تیار کرایا جس کا نام پیر کی سابلاں مشہور عام ہوا۔ اُس مکان میں بڑی عزت اور اکرام سے وہ مقیم ہوئے۔ اور سب مرید صادق الیقین دل سے ان کی خدمت گزیں ہوئے بعدہ اُن کی اولاد والا نژاد مثلاً پیر لکھی شاہ صاحب وغیرہ اصحاب اُنہیں مریدوں کی خدمت گذاری اور وفاداری سے جہانداری کے امورات اور حاجات ضروریات کو بسر کرتے رہے۔ میاں محمدؐ شریف صاحب کے چار برخوردار باوقار تھے چنانچہ میاں محمد پناہ، میاں محمد یار، میاں خدا یار، میاں احمد یار۔ ان میں سے میاں پناہ صاحب بڑے بزرگوار اور با اقتدار تھے۔ کرامات اور مکاشفات میں بے نظیر۔ روساء زمان اور سادات کرام کے پیر باتوقیر تھے۔ محتاجوں کے لیے فیاض اور مسکین نواز تھے۔ جہاں میں ممتاز اور سرفراز تھے۔ اپنے جد امجد حضرت شیر کرم علی صاحب کا روضہ شریف قابل تعریف انہوں نے بنوایا اور اپنی سکونت اور اقامت کے لیے شرقیہ بلاد میں ایک قریہ نو آباد کرایا جو کہ وہ ٹھٹھہ محمد پناہ کے نام سے مشتہر عام ہوا۔ آخر بتقدیر قادر قدیر وہ روشن ضمیر دنیا سے رحلت پذیر ہوئے اور جد امجد کے روضۂ مامون میں مدفون کئے گئے۔ اس بزرگوار کے بھائی میاں محمد یار صاحب نیک خصال جو اس سے خورد سال تھے ایزد متعال کے کرم وافضال سے ان کے گلشن آمال میں ایک نونہال پُرجمال ایسا باکمال نمودار ہوا کہ اس کے بوقلمو پھولوں کی شمیم سے تمام جہاں کا مشام خوشبودار اور اس کی نگہت خمار سے سرشار ہو گیا۔ یعنی قبلہ عالمین فخر العارفین حضرت خواجہ شمس الدین اس مسعود کے گھر مولود

marfat.com

ہوئے ۔ جن کے برکات اور تجلّیات سے جہاں کے ظلمات معدوم اور مفقود ہوئے ۔ زہے آں پسر بلند اختر جن کے اجداد امجاد اس کے اقتدار اور افتخار سے عالم میں نامدار اور باوقار ہوئے اور اس کے احترام اور اکرام سے پروردگار کے دربار میں کامگار ہوئے ۔ پیشتر جو کہ عرصہ بعید سے حضرت رشید موسٰی پاک شہید نے حضرت شیر کرم علی صاحب کو بصارت قلبی سے یہ بشارت دی تھی کہ تیری اولاد نیک نہاد سے ایک بزرگ صاحب ارشاد ہوگا ۔ جس کے فیوضات اور کمالات سے عالم فیضیاب ہوگا ۔ سو اس پیشن گوئی کے بموجب اب یہ فیاض زمان شمس دوران اس خاندان عالی شان میں بفضل پروردگار نمودار ہوئے ۔ جن کی برکت اور انوار سے عالم نادار کے بخت بیدار ہوگئے ۔

شجرہ نسب جناب فیضمآب پیشوائے سالکین زبدۃ العارفین حضرت

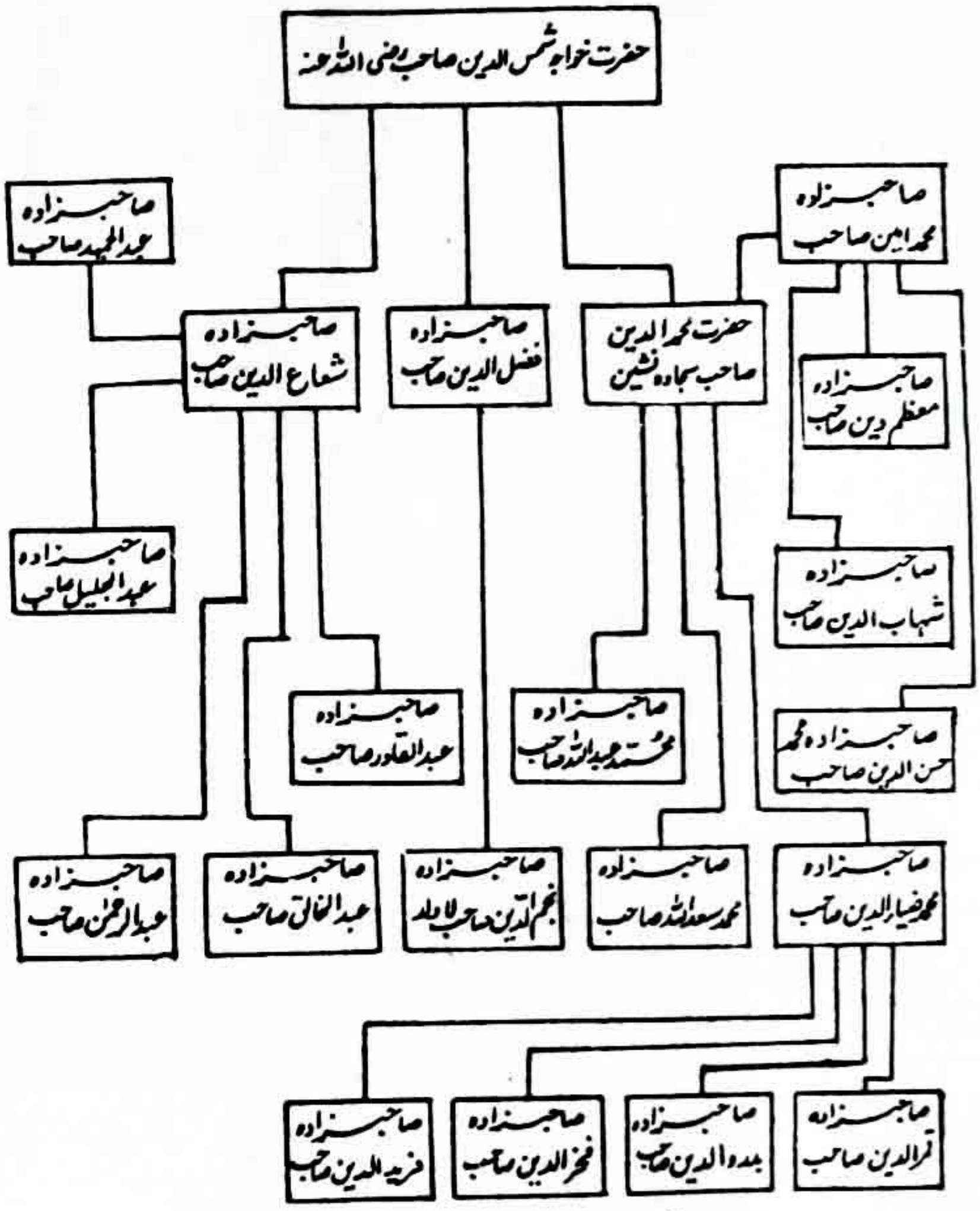
شمس الحق والدین سیالوی

خواجہ شمس الحق رضی اللہ تعالےٰ عنہ

حضرت خواجہ شمس الدین بن میاں محمد یار بن میاں محمد شریف بن میاں برخوردار بن میاں تاج محمود بن میاں شیر کرم علی صاحب بن جان محمد بن سعد اللہ بن دولت بن لنگر بن صالح محمد بن غلام محمد بن عظمت بن سلطان بن الہ دتا بن مقصود بن شیخ بن سارنگ بن کمال بن یعقوب بن بہت بن دریام بن سنجر بن ملائم بن گورگج بن اچھر بن عثمان بن ماہی بن جہانب بن صاحب بن چہتہ بن رسالو بن ہندال بن سیال جس سے اُس کی اولاد سیال مشہور ہوئی بن سانڈر ۔ چونکہ یہ بار کا سردار تھا اس لیے وہ بار اس کے نام سے سانڈر بار مشہور ہوگئی ۔ بن گورا بن چیت بن کوڑ بن سجن بن زمان علی معروف کھوکھر بن قطب شاہ اصل نام عبد العلی معروف عون بن لعلی بن حمزہ بن

marfat.com

طیار بن قاسم بن علی بن جعفر بن حمزہ بن حسن رضؓ بن عبداللہ نزد بعضے عبید اللہ بن عباس بن حضرت علی المرتضےٰ رضؓ بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد المناف الخ



حلیہ کرام حضرت شمس دوران علیہ الرحمۃ الغفران

بنام ایزد کہ آں شمس یگانہ — بصورت بود یکتائے زمانہ
زہے رعنا دلبر کز جمالش — جہانے شد فداؤ پائمالش
زہے قامت زہے اعضاء انور — زہے چشم کحل مست دلبر
ہر انکس زگسش خمار دیدہ — قسم یزداں کہ از خود رمیدہ
گرفتم کلک چوں در رقم حسنش — قلم در لرزہ آمد جان بجنبش

marfat.com

خرد از حیرتش بے تاب گشتہ　　خیال و فہم اندر خواب رفتہ
کہ حسنِ بیچگوں آں ذات اطہر　　زتحریر و بیاں ہا ہست برتر
گدائے بیخرد امکاں چہ دارد　　کہ وصفِ حلیۂ ذاتش نگارد
دلے لا بدشدہ ایں را نوشتن　　بریق نور را در سلک بستن
کہ گرند ہم بہ تحریرش حوالہ　　ہمہ گویند شد ناقص رسالہ
ازاں در رائے احقر ہرچہ دارم　　بحالت حیرت و ہیبت نگارم
ہمایوں پیکرے آں شمس پرنور　　بباغِ حسن یوسف دار مشہور
وجودش معدنِ جود و عنایت　　زبہرِ خلق شد باعث ہدایت

قامت باجسامت آپکا سیدھا اور اونچا سر کی مثال سراپا جمال

کشیدہ قامتے چوں سرو آزاد　　بستانِ لطافت چہرہ بکشاد
چہ سروے بلکہ نخلے باغ رحمت　　زثمرش شد جہاں پر خان نعمت

آپکے سر مبارک کا تارک نشستہ اور بڑا موزوں ہر آفت سے مصئون

سراو معدنِ اسرار پنہاں　　مزین تر زہر افراد انسان
نباید سرسری توصیف آں سر　　کہ ہست آں سرسر ہا ہر سر

آپکا چہرہ بہت چوڑا اور پر رخسار بڑا منور اور ملاحت دار

رخِ او ہمچو خورشید جہانتاب　　شدہ عالم زنورش روشنی یاب
چہ مہرے بل گلے گلزار جنت　　زبوئش شد معطر جملہ خلقت

آپ کی مصفا پیشانی مور انوار سبحانی نہت چوڑی اور نورانی

فروزاں شعلہ از نورِ جبینش　　جہاں شیدا بوضع نازنینش
زیمیں لوح اعلےٰ تر صفائش　　ہمہ عالم شیدہ یکسر فدائش

marfat.com

ہر دو ابرو مقوس جفتہ اوپر کے بال باہم پیوستہ

مقوّس ابروش محراب پاکاں — مقدس تکیۂ اندوہ ناکاں
چہ ابرو بل کماں در صید عالم — کہ دلہا انمودہ زخم و برہم

چشمان مکحل بلا کحل نرگس وار مست خمار

نوشتہ حق ز کحل چشم دو صاد — شدند در صید دلہا خاص صیاد
چہ صاد آں بل مکحل نرگس ناز — بمازاغ البصر شد زیب پرداز

مژگاں کے بال تیروں کی مثال

زہے مژگاں برنگار رنگ اعجاز — گہے کشتہ بہ دلہا ناوک انداز
گہے کردہ بزخم جاں مرہم — گہے انداختہ برجان ہا غم

آپ کا ناک مصفا اور پاک اونچا لمبا ہموار لطافت میں زبیدہ

شدہ بینی بہ پیش چشم خمار — عصائے سیم اندر دست بیمار
عصائے چیست بل از نور سبحاں — کشیدہ یک الف برورق قرآں

آپ کے دانت سفید اور صاف موتیوں کی مثل شفاف

بریقِ دُرش از لعلِ بدخشاں — چو از گلگوں شفق برقِ درخشاں
چہ دُرش بلکہ سین از میم انور — کشادہ عقدۂ عالم سراسر

آپکی ریش مبارک لمبی اور متوسط بھاری سفید رنگ اور بہت نیاری

بہ ریشش ریشہائے جملہ دوران — بہ ہر یک موئے او کشتند قرباں
چہ ریش آں بل شعاع شمس دویش — چو اطنابِ ضیاء ہر تار موئش

marfat.com

گردن مجسم اور دراز بہت نازک اور ممتاز

چہ گردن خاص میناءِ لطافت — ہویدا وصف قلقل از نزاکت
خدائش افرید از نور طاعت — نگر دیدہ سر موجز اطاعت

سینہ فراخ اور پہن اور بھرا ہوا اور مزین

مقدس سینہ اش گنجینۂ راز — شد از وصفِ الم نشرح سرفراز
چہ سینہ بلکہ کان گنج اعلےٰ — زدے شد بہرہ ور اعلیٰ و ادنےٰ

ہاتھ کی ہتھیلی پُر لحم اور اُنگلیاں نرم اور مجسّم

یدش راحت دہِ اندوہ ناکاں — رفادہ بند زخمِ سینہ چاکاں
دو دستش در حقیقت دست قادر — یداللہ فوق شد اعلان صادر

آپ کے پاؤں کی لمبائی پندراں انگلی کے مقدار نیچے کی تلی بہت ہموار

قدم در لطف نیز از دست کم نیست — چو او در لطف کس ثابت قدم نیست
بہر جائیکہ قدمش ساختے جاء — شدے دریائے رحمت زاں ہویدا

آپ کا رنگ بہت عجیب سُرخ سفیدی مائل بڑا نجیب

عجب تر رنگ از حدِ بشر دور — ندیدہ از پری نشنیدہ از حور
قمر پُر رشک گشت از پرتوِ او — نہادہ ہر بشر سر بر درِ او

ذکر در بیان ولادت باسعادت شمس دوران و اختتام قرآن

باعنایت ایزدی آں شمس اجلال و جمال — شد عیاں در دوازدہ صد چاردہ اندر سیال
والدش در سال پنجم نزد اُستادش نشاند — ختم قرآں ساختش در سال ہفتم از کمال

marfat.com

آپ کی ولادتِ باسعادت ۱۲۱۴ھ ہجری کے درمیان سیال شریف کے مکان جنت نشاں میں ہوئی۔ جن کے ظہور پُر نور سے تمام زمین برکت سے رنگیں ہوگئی۔ اُس زمانہ میں سکھوں کی ابتدائی سلطنت اور حکومت تھی۔ اور خلقت میں سخت جہالت اور ضلالت تھی ؎

ہوئی جب شمس کی طلعت منور ہوگئی خلقت　　جہاں میں روشنی پھیلی ہوئی معدوم سب ظلمت

وہ دُرِّ یتیم صاحب تکریم والدین ماجدین کے گھر میں ایک ہی فرزند ارجمند تھے۔ دوسرا کوئی حقیقی بھائی اپنا نہیں رکھتے تھے۔ جب وہ صاحب جمال ساڑھے چار سال تک پہنچے تو والد ماجد نے اُن کو اُستاد صاحب کے پاس بٹھایا۔ اور قرآن مجید شروع کرایا۔ ساتویں سال میں اُس حمیدہ خصال نے تمام قرآن کو اختتام فرمایا۔ اور علم کے استحصال کا خیال بفضل ذو الجلال آپ کے دل سعادت منزل میں مشتعل ہوا۔ ؎

بنانا ہو خدا جس کو جہاں میں صاحب عظمت　　محبت علم کی دیتا ہے اس کو اور تقویت

در سفر رفتن شمس العارفین بہ ہمراہی ماموں صاحب میاں احمد الدین بنابر تحصیل علوم

شد روان شمسِ منور در سفر دور و دراز　　از برائے علم با ہمراہ خالے دل نواز

اوّلاً در ڈھوک پس اندر مکھڈ کردہ قیام　　ساخت آں تحصیل آنجا با محبت و از نیاز

چونکہ اُن ایام سعادت اقتران میں جو شمس العارفین قرآن کی تعلیم سے فارغ ہوئے۔ تو آپ کا ماموں صاحب میاں احمد الدین جو عزیز ترین رشتہ دار۔ اور قابل اعتبار تھا۔ اور آں شمس الانوار سے بہت پیار رکھتا تھا۔ وہ سعادت اطوار تحصیل علم کے لیے خود سفر میں جانے کو تیار ہوا۔ اور جناب کے والدین کو بھی جو کہ اپنے نور العین کے پڑھانے کا شوق بیشمار تھا۔ اور نیز جدائی کا گرانبار بھی ان کو برداشت کرنا دشوار تھا۔ مگر اُس لختِ جگر کی صلاحیت کو مدنظر رکھ کر محبت اور پیار کے سلسلہ کو برکنار رکھ دیا۔ اور صبر کا پہاڑ دل بیقرار پہ استوار کر کے اس نور الابصار کو حصول علم کے لیے اپنی رضا سے ماموں صاحب کے ہمراہ روانہ کیا۔ اس وقت آپ لڑکپن کی حالت پُر ملالت میں سفر کو جانا۔ اور آپ کی ہجرت اور فرقت سے لوگوں

marfat.com

کا حسرت کھانا۔ ایک واقعہ سخت دردخیز اور غم انگیز تھا۔ ؎

یکایک خلق نے رو کر کہا افسوس مادر پر کہ جس نے اس بدرؔ کو آپ خود بھیجا سفر اندر

اگرچہ والدہ ماجدہ کا دل مُشتاق آپ کے اشتیاق اور فراق سے چاق ہو رہا تھا۔ مگر بظاہر زبان بڑے اطمینان سے زنان ملامت کُنندگاں کو فرماتے تھے۔ کہ میرا برخوردار لعلوں اور جواہروں کا گلزار لگا رہا ہے۔ جب وہ گلشن تیار ہوا تو اس کی بہار خوشبودار سے سب جہاں معطّر اور خمار ہو گا پس وہ عالی جاہ ماموں صاحب کے ہمراہ مسافت دور دراز کے نشیب و فراز کو طے کر کے موضع میکی ڈھوک علاقہ پنڈی گھیب میں وارد ہوئے۔ اور اُس درس گاہ میں صرف دو ماہ رہ کر نام حقؔ اور کریماؔ پڑھا۔ پھر وہاں سے اُستاد صاحب کے انتقال پُر ملال کے باعث روانہ ہو کر بسالت درویشانہ بلباس طالبانہ مکھڈ شریف کے مقام میں جا کر قیام کیا ؎

گرچہ ظاہر میں تو وہ اک طالبِ مسکیں تھا لیک باطن میں ازل کے نُور سے رنگیں تھا

تیراں سال بڑے استقلال سے آپ نے وہاں رہ کر علم پڑھا۔ چنانچہ پہلے نثر اور نظم کو اپنے ماموں صاحب والا مراتب سے اتمام کیا۔ پھر دیگر اکثر علوم کو مولوی علی محمدؐ صاحب علیہ الرحمۃ سے تحصیل اور تکمیل کیا۔ اور کچھ عرصہ شہر اخلاص میں مولوی صاحب کے پاس بھی قیام فرمایا۔ اور نیز ایک دفعہ شہر کابل میں تشریف لے جا کر حدیث کی سند مکمل ایک بڑے فاضل اکمل سے حاصل کی جس کی تفصیل علیحدہ تحریر کی جائے گی۔ چونکہ اُس یوسف ثانی کی پیشانی سے حسن ازلیہ کے چمکار اور محمدیہ انوار ہر دقت نمودار تھے۔ اس لیے اکثر مردماں اُس شمس دوران کی صورت درخشاں پر گرفتار اور جانثار ہو جاتے تھے۔ اس سبب سے وہ صاحب جمال بہر حال اپنی چادر کو برقعہ کی مثال مکھ پر ڈال رکھتے تھے۔ اور عورتوں کے اختلاط اور ملاقات سے احتراز کرتے تھے۔ رُباعی

حسن و جمال جس کو دیا ذوالجلال نے اُس پر ہزار جانیں نثار ہو رہیں

آشفتہ حال بُلبُل گل پر تڑپ رہی پروانہ کو بھی ہجر سے آرام جان نہیں

جناب مولوی صاحب کو بھی شفقت اور پیار آپ سے بیشمار تھا۔ تمام درویشوں اور طالبوں پر آپ کا فوق اور اقتدار تھا۔ اکثر احیان اپنے دستر ان پر جناب کو طعام کھلاتے تھے۔ اور تعلیم میں کوشش عمیم فرماتے تھے۔

marfat.com

در بیان رفتن شمس دوران بملک افغانستان وحصول کردن حدیث سند از یکے فاضل زمان

شمس دوران باجازت خاص اوستادِ زمان — رفت اندر شہر کابل با معیّت کاروان
کرد حاصل از یکے فاضل دراں سندِ حدیث — بعد از شش ماہ آمد باز واپس بر مکاں

میاں محمد امین تاجر نامدار جو درویشوں کا بڑا خدمت گزار اور خاص کر مولوی صاحب کا معتقد اور جان نثار تھا۔ ایک بار تجارت کا مال لے کر کابل کو تیار ہوا۔ اور مولوی صاحب کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ چونکہ اس غلام کا کارواں افغانستان کو جانے والا ہے۔ اور راستہ کے درمیان رہزنوں کا خوف فراواں ہے۔ اس لیے اپنی عنایت اور احسان سے شمس دوران کو میرے کارواں کے ساتھ روانہ فرمایا جائے۔ جو علماء اور فضلا کی برکت اور خدمت سے اس مُلک کے باشندگان سوداگراں کے مال اور جان کو نقصان نہیں پہنچاتے۔ بلکہ نیاز بے انداز سے پیش آتے ہیں۔ مولوی صاحب کو جو اس با اعتقاد کے ساتھ دلی اتحاد تھا۔ بنا بر آں شمس دوران کو انہوں نے کارواں کے ساتھ روانہ کیا۔ اور فرمایا کہ یہ میری امان ہے تو نے اس کا دھیان رکھنا ہوگا پس جب وہ کاروان بسلامتی مال وجان کے بڑے آرام سے کابل میں داخل ہوُا۔ تو جناب کی برکات اور عنایات سے شہر کے باہر ہی ایک سودا ہو گیا۔ جس سے اس کو ہزار روپیہ کا فائدہ ہوا۔ پھر تاجر موصوف وہاں اپنے کار بیوپار میں مصروف ہو رہا۔ اور آنحضرت غریب نواز نے حافظ دراز صاحب کی خدمت میں جو کہ وہ علماء دہر سے ایک فاضل متبحر تھے ہدایۂ شروع کیا۔ چندیں ایام میں اختتام فرما کر حدیث کی سند کو بھی حاصل کر لیا۔ چونکہ وہ استاد صاحب نیک نہاد بڑی بھاری جائداد کے مالک تھے۔ اور سرکار کے دربار میں بڑے نامدار اور با اقتدار تھے۔ مگر بتقدیر کردگار کوئی اپنا فرزند نور الابصار نہیں رکھتے تھے۔ صرف ایک دختر نیک اختر ان کے گھر میں نوجوان تھی۔ جس کی شادی کے سامان کے لئے کسی لائق فائق انسان کے جویاں اور خواہاں تھے ؎

چو اوستاد قدر و کرامش بدید — بدانست پیشم ہمائے رسید

انہوں نے جب شمس دوراں کو صاحب عظمت اور ذیشان دیکھا۔ تو اُن کو اپنا داماد

marfat.com

بنانے پر آمادہ ہوئے۔ اور اپنے ارادہ پر استادہ ہو کر شادی کے کام کے انصرام میں سامان کرنے لگے۔ گو انہوں نے اس باب میں جناب سے استصواب کیا۔ مگر آپ نے شرم کے حجاب سے کچھ جواب نہ دیا۔ آخر جب چھ ماہ کے بعد وہ تاجر نامدار واپس جانے کو تیار ہوا تو اس وقت شمس دوران نے اُس عاقل زمان کو یہ حال تمام بیان کیا۔ اور فرمایا کہ اس معاملہ میں اگر جناب استاد صاحب کی مرضی سے خلاف ورزی کی جائے تو میرے لیے ندامت اور سخت خجالت ہوگی۔ لہٰذا کوئی ایسی مصلحت اور مشورت دل پسند عمل میں لائی جائے جس سے اخوند صاحب رضامند اور خورسند ہو کر اس نیازمند کو اجازت اور رخصت فرما دیں۔ تب وہ تاجر ہوشیار جو بڑا تجربہ کار اور برگزیدہ روزگار تھا، اُستاد صاحب کی خدمت میں بڑی انکساری اور خاکساری سے حاضر ہوا۔ اور رخصت کے استحصال میں کمال دانشوری اور سخنوری سے بہ شیریں مقال ایسا دلچسپ حال عرض کیا۔ کہ جس کے استماع سے وہ قدوۂ دوران دل اور جان سے راضی اور شادماں ہو گئے۔ اور شمس دوران کو رضامندی تمام اور عنایت فراواں سے مرخص کیا۔ اور نیز علم حدیث کی سند عالمانہ اور خلعت اُستادانہ اس فاضل زمانہ نے شمس یگانہ کو عنایت کیا۔

پس شمس الانور بڑے اعزاز و اقتدار سے رخصت ہو کر بہمراہی کارواں مکھڈ شریف کو راہرواں ہوئے۔ اور چندیں ایام میں بخیریت تمام اُس مقام پر تشریف لائے۔ اور علوم کی تعلیم اور تکمیل میں مشغول اور مصروف ہوئے۔

حضرت شمس دوران کا مولوی صاحب فضائل نشان کے ہمراہ توسہ شریف کو تشریف لے جانا اور حضرت خواجہ محمد سلیمان علیہ الرحمۃ والغفران سے بیعت کرنا

شمس انور رفت سوئے توسۂ عالی مقام — ہمراہ اوستاد بہر حضرت ذوالاحترام
روز اوّل ساخت آں بیعت بہ شاہ توسوی — مولوی صاحب پس از شش ماہ گشتہ شادکام

مولوی صاحب علی محمد معروف اگرچہ ظاہراً تدریس اور تعلیم میں مصروف تھے مگر باطناً مجاہدہ

marfat.com

قلبی اور تزکیہ دلی میں ہر وقت مشغول تھے۔ محبت الٰہی کے جوش وخروش سے لیل و نہار درد مندانہ اور اشفتگانہ بیقرار اور اشکبار رہتے تھے [1]

محبت یار کی جس جان کو ٹھوکر لگاتی ہے　　تو اوس شیدا کی آنکھوں سے جگر کا خون بہاتی ہے

ہر وقت عارفان باکمال کی جستجو میں خیال رکھتے تھے۔ اور ہر دیار کے مسافروں سے بزرگوں کا ذکر اذکار استفسار فرماتے تھے۔ ایک دن کسی معتبر جوان نے صداقت زبان سے ان کے آگے بیان کیا۔ کہ میں نے توسہ منگر وہٹہ میں ایک فقیر روشن ضمیر نامی مُحمد سلیمان ایسی عظمت اور شان سے دیکھا ہے۔ کہ اگر آپ بھی ان کو دیکھیں تو مجھے یقین ہے۔ کہ آپ کے دل حزین کو پوری تسکیں ہو جائے گی۔ پس اس کی بات سحر آیات کے سنتے ہی مولوی صاحب کے دل مُشتاق میں قلق اور تپاک پیدا ہوُا۔ اور ان کی زیارت کا اشتیاق ہویدا ہو۔ ؎

محض دیدار سے اٹھتا نہیں شوق　　بہت اُٹھتا ہے گفتاروں سے یہ ذوق

اُن ایام میں شمس دوران اٹھاراں سال کے نوجوان تھے۔ نحو میں کافیہ اور منطق میں یک روزی پڑھتے تھے۔ چونکہ دن بدن محبت کی آنچ مولوی صاحب کی جان ناتواں کو بریاں کر رہی تھی۔ بنا بر آں اُس فضائل نشاں نے بمشاورت شمس دوران توسہ شریف کو تشریف لے جانے کا عزم بالجزم کیا۔ مگر کسی انسان کے آگے یہ حال بیان نہ فرمایا۔ کیونکہ اس جگہ کے تمام باشندگان مولوی صاحب کے اوپر قربان اور جانفشاں تھے۔ اور آنجناب کی مفارقت کی تاب نہ لا سکتے تھے۔ اور ان کو کہیں باہر نہیں جانے دیتے تھے۔ لہذا اُس عالی قدر نے ہر بشر سے بیخبر اپنی سواری کے لیے کشتی کے بجائے ایک چرمی[1] ترکی بنوائی جس پر ایک شمس دوران اور دوسرا کشتی بان کو اپنے ساتھ بٹھا کر دریا میں تیرائی اور توسہ مقدسہ کو جانے کی قصد فرمائی۔ جو کچھ کھانے کے لیے طعام پاس تھا راستہ میں ہی اختتام ہو گیا۔ گرسنگی کی آشفتگی نے بہت گھبرایا۔ ملاح بیچارے بھوک کے مارے نے واویلا مچایا۔ مگر صبر کے سوا کوئی چارہ

[1] ترکی کشتی کی شکل پر ایک چوکاٹھ بنایا جاتا ہے۔ اس کے اُوپر چرم لگایا جاتا ہے اور اس کے اندر میں بھوسہ ڈالا جاتا ہے۔ اس پر تین چار آدمی بخوبی دریا کی سیر کر سکتے ہیں۔

marfat.com

نظر نہ آیا۔ آخر جب شام سیاہ فام کے اندھیرے نے جہان پر ظلمت چھائی۔ تو ایک بستی کے محاذ سے کتے کی آواز آئی۔ سامعین کو یقین ہوا کہ اس زمین میں ضرور کوئی آبادی ہے جس سے خوشنودی ہوئی۔ تب اُستاد زمان نے شمس دوران کو فرمایا۔ کہ اگرچہ اس وقت اس بستی تک جانا سخت دشوار ہے۔ مگر کھانے کے لیے کسی چیز کا لانا بھی ضروری درکار ہے۔ کیونکہ بھوک سے ہم سب بیقرار ہیں۔ مگر ملاح بہت لاچار ہے۔ حتیٰ کہ ترکی کے چلانے سے بھی بیکار ہو رہا ہے۔ پس اس وقت وہ شمس دوران استاد صاحب والا شان کے ارشاد پر جان قربان کر کے بہادرانہ جنگل ویرانہ میں جہاں شیر کا ٹھکانہ تھا روانہ ہوئے۔ ؎

شب تاریک بیم شیر دشتِ بائل و ویران　　نہ راہ و نے نشانِ منزل آنجا عاقلاں حیراں

راستہ کے درمیان جو سر کنڈا کا بیابان سخت ہراساں تھا۔ جس میں شیر غراں ضرر رساں درپے نقصان رہتا تھا بہ تکلیف تمام اس سے گذر کر اس آبادی کے مقام پر پہنچے اور مردمان باشندگان کو مولوی صاحب کا حال بیان فرمایا۔ چونکہ اس مکان کے مقیمان مولوی صاحب کے غلام جانفشاں تھے۔ شادماں ہو کر بعجالت تمام جمع ہو گئے۔ کمر بستہ اور برجستہ ہو کر شیر کے ڈر اور خطر سے تلواریں اور بندوقیں پکڑ کر اور بہت سا دودھ اور طعام لے کر اس یگانہ کے ساتھ مشتاقانہ مولوی صاحب کی جانب روانہ ہوئے۔ پوچھنے لگے کہ آپ کس راستے سے آئے ہیں۔ شمس دوران نے اُس سمت کا پتہ نشان فرمایا تو ان سب مردماں نے حیران ہو کر بتلایا کہ ہزاراں ہزار شکر پروردگار کا جو کردگار نے تجھے شیر خونخوار سے بچایا ہے۔ کیونکہ آج تک کوئی انسان اس نیستاں میں سے شیر ہراساں سے بچ کر نہیں آیا ؎

جس کو ازل سے خلعت عظمت عطا ہوا ہے　　سب مشکلوں میں اس کا حافظ خدا ہوا ہے

پس وہ سب لوگ بادفا شمس الہدا کے ہمراہ ہو کر ایک دوسرا راستہ پکڑ کر شیر کے خوف سے بندوقیں چھوڑتے اور روشنی کرتے مولوی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے جو کچھ اشیاء اور غذا ساتھ لائے تھے پیش نظر کر کے دعا طلبی کرا کر واپس گھر چلے گئے۔ پس اُن صاحبان نے کھانا کھا کر ترکی کو روانہ کیا۔ جب دارہ دین پناہ کا شہر ان کو کنارہ سے نظر آیا تو ترکی سے وہاں اتر کر ملاح کو واپس مرخص فرمایا۔ وہیں ایک قلندر صاحب عرفان کا قیام تھا۔

marfat.com

جس کا شہرہ جہان میں مشتہر عام تھا۔ اور مولوی صاحب کو مُدت فراداں سے اس کے دیکھنے کا اشتیاق بے پایاں تھا۔ اس لیے وہ دونوں صاحبان اس کے مکان پر تشریف لائے محبت اور صداقت سے اس سے ملاقی ہوئے۔ دیکھتے ہی مولوی صاحب کو اس قلندر عالی قدر کی نظر بڑی مؤثر ہوئی۔ اور اس کی جذب مولوی صاحب کے قلب کو مقیّد کرنے لگی۔ تو شمس دوران کو جو اس انسان کے قلندرانہ اطوار اور ملامتیہ آثار ناگوار گذرے۔ تو مولوی صاحب کو کہنے لگے کہ اگرچہ یہ فقیر روشن ضمیر ہے۔ مگر آپ جیسے متشرع انسان کو اس سے فیضان کا حاصل کرنا بہت حقیر ہے ؎

شریعت کا مخالف گر کرے پرواز فلکوں پر نہیں ارشاد کے لائق جو وہ مجنوں ہے اظہر

مناسب ہے کہ یہاں سے تشریف لے جاے۔ جس ذات انور کے لیے سفر کا بستر اختیار کیا ہے اس کا دیدار کیجئے۔ تب مولوی صاحب وہاں سے رخصت ہوکر ایک گدھے کرایہ دار پر سوار ہوئے۔ اور عصر کے وقت توسہ مقدسہ کے دربار پُرانوار پر جا پہنچے۔ اور اُسی وقت قبلہ عالیان خواجہ محمد سلیمان علیہ الرحمۃ والغفران کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے۔ تسلیمات اور تعظیمات بجالا کر بیٹھ رہے۔ حضرت بزرگوار نے مولوی صاحب سے استفسار فرمایا کہ آپ کا کیا نام ہے۔ اور کس مقام سے آئے ہیں۔ انہوں نے عرض کیا کہ محمد علی میرا نام ہے۔ اور شہر مکھڈ میرا مقام ہے۔ چونکہ مولوی صاحب ایک شہرہ آفاق تھے۔ اور آں ذات بابرکات ان کے صفات اور فضائلات سے واقف تھے۔ اس سبب سے ان فیاض نے بڑے اعزاز سے فرمایا کہ آپ مولوی صاحب ہیں۔ انہوں نے عرض کیا کہ فیاضا اس غلام کو مردماں مولوی کہتے ہیں اور بعض سے روایت ہے۔ کہ جب مولوی صاحب حضرت کی جناب میں زیارت سے شرف یاب ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ کہاں سے آئے ہو۔ مولوی صاحب نے عرض کیا کہ مکھڈ سے حضور نے فرمایا کہ مولوی صاحب بخیریت تھے۔ اُنہوں نے گذارش کیا کہ عالی جاہ وہ تو میں ہی ہوں۔ تب آں ذات عظامی نے بڑی مہربانی سے اُٹھ کر معانقہ جسمانی فرمایا۔ اور عنایت خاص سے ان کو اپنے پاس بٹھایا۔ اور التفات بے غایات سے سب حالات پوچھ کر آرام کے لئے ایک علیٰحدہ مقام میں ٹکایا۔ چونکہ شمس دوران اس سلیمان زمان کو دیکھتے

marfat.com

ہی بعقیدت تمام قربان ہو رہے تھے۔ فی الحال دل میں خیال آیا کہ مولوی صاحب تو خود را اور بے پروا ہیں۔ شائد فردا روز واپس ہو جاویں۔ تو میں حضور پُر نور کے فیوضات سے محروم اور مہجور نہ رہوں ؎

حسن ازل زردے سلیمان بہ شمس تافت　　صبر و قرار بُرد بیکدم نثار ساخت

اس لیے آپ نے اسی وقت حضرت کی خدمتمیں حاضر ہو کر بیعت کے لیے عرض کیا تو آنحضور فیض گنجور نے بہت مسرور ہو کر بعنایت موفور بیعت سے مشرف فرمایا۔ نفل اوابین اور حفظ الایمان نماز شام کے بعد اور دس دس مرتبہ درود شریف ہر نماز کے بعد جناب نے ارشاد کیا۔ اور فرمایا کہ بالفعل تیرے لیے اتنا وظیفہ کافی ہے۔ کیونکہ طالب علم کے لیے بہت وظیفہ علم پڑھنے کا منافی ہے۔ جب تو علم کی تحصیل اور تکمیل کر کے پھر میرے پاس آئے گا۔ تو اُس وقت بہت کچھ وظیفہ تجھے بتلایا جائیگا۔ پس شمس دوران نے اُس فیاض زماں کے فیضان سے کامران ہو کر مکان پر آرام فرمایا۔ اور ہزاراں ہزار شکر پروردگار کا بجالایا۔ پھر مولوی صاحب نے چند روز کے بعد آنحضرت کی خدمت بابرکت میں بیعت کے لیے عرض کیا۔ تو جناب نے فرمایا۔ کہ آپ کو میرے ساتھ بیعت کرنے کی کیا احتیاج ہے۔ کیونکہ آپ بہر وجہ سرفراز اور ممتاز ہیں۔ یعنی اوّل آپ میرے سے بڑے معمر ہیں۔ اور دوسرا علم میں کامل مکمل ہیں۔ مولوی صاحب نیاز بے انداز سے عرض پرداز ہوئے کہ عالیجاہا عمر کا بڑا ہونا کوئی بیعت کا مانع نہیں۔ جیسا کہ حضرت صدیق اکبر وغیرہ اصحاب اور احباب نے باوجود بڑے ہونے کے حضرت رسالت مآب سے بیعت کی تھی۔ دوسرا یہ کہ جو علم میں نے پڑھا ہے محض ہدایت کے لیے پڑھا ہے۔ نہ کہ یہ علمیت میرے لیے محرومیت کا باعث ہو۔ تب آنجناب نے مولوی صاحب کو صادق الاعتقاد سمجھ کر پہلے کچھ وظیفہ ارشاد فرمایا۔ کہ اوّل اس کو پڑھنا چاہیئے۔ اور اس کا ثمرہ دیکھ لینا چاہیئے۔ پس مولوی صاحب نے حسبُ الفرمان واجب الایقان اس کا پڑھنا شروع کیا۔ چند روز میں اس وظیفہ کا یہ نتیجہ ظاہر ہوا کہ جو صفائی باطنی اور روشنی قلبی اوّل ان کو حاصل تھی وہ بالکل زائل ہو گئی۔ مولوی صاحب نے اس حال سے پُر ملال ہو کر گزارش کی تو حضور نے بڑے سرور سے فرمایا کہ (بابا ایک لڈے تو بیا آوے) یعنے ایک صاحب کا ڈیرہ مکان سے باہر جاوے۔ تب دوسرے کا ڈیرہ اس میں سماوے۔ ؎

چو سلطان نخستیں تاز ملک خود بروں نرود　　دگر شاہِ زماں در ملک آں داخل نے گردد

marfat.com

چونکہ سلیمان زمان اکثر احیان ریت کے تودہ پر تشریف لے جاکر بحالت ہجراں بہ اشتیاق فراواں مہار شریف کی طرف متوجہ ہوکر اشعار شوقیہ اور ابیات فراقیہ زبان زد فرماتے تھے اور محبوب کی دیار اور اُس کے آثار اور اطوار کو یاد کر کر دل کو تے تھے تو اُس حالت فرقت اور محبت میں ایک روز اضطرار اور اضطراب سے مولوی صاحب کا حال آپ کے خیال میں گذرا تو یہ شعر کسی سفال پہ لکھ کر ان کی جانب ارسال فرمایا۔ ؎

صونی میاکہ مشرب رنداں ست مہیّا ۔۔۔ رنجا چہ کاروای کہ شراب ست مہیّا

مولوی صاحب اس شعر پُر سحر کو پڑھکر بہت ہی مسرور اور مخمور ہوئے۔ اور یہ رباعی محبت کثیر کاغذ پہ تحریر کر کے بخدمت آں پر روشن ضمیر ترسیل کی

رباعی

من برائے دیں فروشی سوئے تو ۔۔۔ آمدم تا دیں دہم در روئے تو

ننگِ ناموسم نماندہ جنتِ ۔۔۔ تا نہادم پائے خود در کوئے تو

جب آں ذات والاصفات نے ان ابیات کو ملاحظہ فرمایا۔ تو مولوی صاحب کے حالات محبت آیات پر آپ کو التفاتات بے غایات آیا۔ بعد ازاں توجہ دلی اور عنایات قلبی سے آں محبوب ذوالجلال ان کے حال پر شفقت کمال مبذول فرمانے لگے۔ جس دن بدن ان کے دل اشتیاق منزل میں انوار کے جلوے مشتعل ہونے لگے۔ اور عشق کی آنچ سے ا بریاں ہو رہی اور شوق کے سوز گداز سے اُن کے دل مضمحل پروانہ کی مثل جل رہی۔ ؎

عشق ہے اک اگ سوزاں جان کو بریاں کرے ۔۔۔ ماسوا اللہ کو جلا کر عقل کو حیراں کرے

الغرض مولوی صاحب نے چھ ماہ تک اُس مقام میں قیام کیا اور حسب الفرمان بعقیدت تمام بڑے اہتمام سے وظائف کو اتمام کیا اور دل کی زنگال کو درد اوراد کے اشغال سے بتوجہ حضرت ذوالکمال صیقل اور صاف کر دیا۔ پس چھ ماہ کے بعد آں فیاض غریب نواز نے بہ کرم بے اندازہ ان کو بیعت سے سرفراز فرمایا۔ اور اسی وقت نعمت باطنی سے ممتاز کر کے خلافت کا خرقہ پہنایا۔ پس مولوی صاحب فیضان باطنی سے فائز المرام ہوکر معہ شمس دوران مکھڈ شریف میں تشریف لائے اور خلقت کی بیعت اور ہدایت میں مصروف ہوئے۔

marfat.com

ایک بشارت حضرت شمس دوراں کی نسبت جو طالب علمی کے زمانہ میں ایک صاحب عرفان کی زبان سے عیاں ہوئی تھی

در زمانِ طفلی شمسِ دہر شد رہگذر — از حضورِ عارفے آں ساختش عزّ و قدر
حاضریں پرسید از وے کیست ایں طفلِ صغیر — گفت ہست سالکے خواہد شد ایں قطب عصر

چونکہ شمس دوران کے ناصیہ درخشاں پر طفولیت کے زمانہ سے سعادت ازلی کے نشاں نمایاں تھے۔ اس لیے اکثر ابرار اُن کے انوار اور آثار کو دیکھ کر بشارت کا اظہار کرتے تھے چنانچہ جب طالب علمی کے زمانہ میں مکھڈ شریف سے کبھی کبھی دولت خانہ کو تشریف لاتے تھے۔ تو راستہ پر دین پور کے شہر میں جو سیال شریف کے قریب شمال کی جانب واقع ہے۔ کچھ وقفہ فرماتے تھے وہاں کے میاں محمد اکرم صاحب جو بڑے عارف اور کامل مکمل تھے۔ آں نونہال گلشن اجلال کے لیے بہر حال تعظیماً استقبال کرتے تھے اور روانگی کے وقت دور تک ان کے ساتھ جاتے تھے۔ ایک دن کسی درویش با اقتدار نے میاں صاحب سے استفسار کیا۔ کہ آپ اس لڑکے سیال کی اس قدر تعظیم کمال اور استقبال کس خیال پر فرماتے ہیں۔ شاید اس سبب سے کہ وہ شبیر کرم علی صاحب والا نژاد کی اولاد سے ہے انہوں نے فرمایا کہ یہ لڑکا سعادت نشان ایک زمانہ میں ولایت کی مملکت کا سلطان ہوگا۔ جس کے فیضاں سے تمام جہاں کامراں ہوگا۔ اور میاں کرم علی صاحب جیسے بزرگوار اور میرے جیسے لقمہ خوار ہزاراں ہزار اس کی آستان پہ دربان ہوں گے۔ بنا برآں یہ لڑکا عظیم اور تکریم کے شایاں ہے۔

اور نیز میاں صاحب نے اپنے فرزند میاں مراد بخش کو وصیتاً فرمایا۔ کہ تو نے میرے انتقال کے بعد بہر حال شمس دوران سے بہ صدق ایقان بیعت کرنا اور اس فیاض زمان سے فیضان حاصل کرنا۔ چنانچہ بعد ازاں حسب الارشاد میاں مراد بخش صاحب شمس الاقطاب سے مشرف بیعت ہو کر کامیاب ہوئے۔

marfat.com

مولوی صاحب ذوالکرم کا شمس دوران کو اپنا قائم مقام بنانا اور
آپ کے والد بزرگوار کا تونسہ شریف میں تشریف لے جانا اور خواجہ محمد سلیمان
علیہ الغفران سے سفارشنامہ لکھوانا اور اس کے ذریعہ مکھڈ شریف سے آنجناب کو

دولت خانہ میں اپنے ہمراہ لانا

مولوی صاحب کرد بدلا ولد ممتاز جہاں — شمس انور را نمود آں وارثِ خود بر مکاں
چوشنید ایں والدش رفت اں دراں انجاز ودتر — از راہِ خطِ سلیمان زماں آورد زاں

چونکہ مولوی علی محمد صاحب مجرد اور آزاد تھے۔ اور اپنے اجداد امجاد کی اولاد سے کوئی مستحق جائداد نہیں رکھتے تھے۔ اس لیے اس فضائل نشان نے شمس دوران کو تحصیل اور تکمیل کے بعد اپنا قائم مقام بنایا۔ اور فرزند کی مثال کل مال اموال کا مالک ٹھیرایا۔ اور شمس الاقطاب نے بھی اُستاد صاحب کے فرمان پر اس مکان میں قیام فرمایا۔ تجرید اور تفرید کو اختیار کر کے تزویج کا ارادہ تردید کر دیا۔ لیکن آپ کے والدین ماجدین یہ سنکر بہت بے چین ہوئے۔ اور آپ کی جدائی سے بڑے حزیں اور غمگین ہو رہے۔ آخر والد صاحب بزرگوار بہت مغموم اور بیقرار ہو کر تونسہ شریف کے دربار پُر انوار پر حاضر ہوئے اور بڑی زاری اور انکساری سے عرض کیا۔ کہ عالی جاہا اس بوڑھے خاکسار کا ایک ہی برخوردار ہے جو کہ وہ حضور پُر نور کا خدمت گار جاں نثار ہے۔ اس لختِ جگر نے اپنی سب عمر علم کے لیے سفر میں گذاری اور والدین مہجورین نے اس کی فرقت اور ہجرت میں اپنی زندگی بحالت پراگندگی بسر کی۔ جب وہ اب علوم کے نصاب سے بہرہ یاب ہو چکا ہے۔ تو جناب مولوی صاحب نے اس نیک نہاد کو شہر مکھڈ میں مقید کر رکھا ہے۔ جس سے اس عاجز کا دل مضمحل اس کے ہجر کی رنج اور محن سے مشوش اور منغص ہو رہا ہے۔ براہ غریب نوازی اور ذرہ پروری مولوی صاحب کی جانب ایما فرمایا جاوے۔ تاکہ وہ برگزیدۂ فضلا اپنی خوشی اور رضا سے اُس کو رخصت عطا فرماوے

marfat.com

اور وہ برخوردار اپنے گھر بار میں آکر آرام پا دے۔ حضرت منیر کو اس کی حالت دلگیر پر رحم کثیر آیا۔ اور فی الفور شاہانہ طور مولوی صاحب کی جانب اس تقریب سے تحریر فرمایا کہ مولویا تو نے اس فقیر کو کیوں اسیر کر رکھا ہے۔ اس کو اپنے باپ کے ساتھ روانہ کیجئے۔ لوگوں کے فرزندان کو قید نہ کر لیجئے۔ نیز شمس دوران کے نام بھی ارقام فرمایا۔ کہ تم کو بھی اپنے والد ماجد کی رضا اور مقتضا پر چلنا چاہیئے۔ اور شادی کے کام کو بھی سرانجام کرنا چاہیئے۔ پس آپ کے پدر عالی قدر وہ نوازشنامہ لے کر اس آستانہ سے مکھڈ شریف کو روانہ ہوئے۔ اور مسافت بعید کو محنت شدید سے طے کر کے وہاں جا پہنچے۔ اور جناب کا سفارشنامہ مکرمت شمامہ مولوی صاحب کے پیش کیا تو اس عاشق بیجان نے جاناں کے فرمان کو دیکھ کر اپنی جان کو قربان کر دیا۔ اور حسب الفرمان بہ تعجیل تمام اس صادق الایقان نے شمس دوران کو بڑے اعزاز اور اکرام سے والد ماجد کے ہمراہ راہروان کیا۔ جب وہ فیاض زمان بفضل رحمٰن اپنے مکان پر تشریف لائے۔ تو ہزاراں ہزار بندگان کردگار کے بخت بیدار ہوئے۔ اور اُس گلبن گلزار علوم کی بہار سے عالمیان کے دل اور دماغ سرشار اور خمار ہو گئے۔

شادی کتخدائی کے کام کو سرانجام کرنا حضرت شمس دوران کا بہ تعمیل فرمان حضرت خواجہ محمد سلیمان علیہ الرحمۃ والغفران جہت منڈی والد عالیشان

شمس انور در رہ تجرید بودہ شاہسوار — لیک حسب الامر والد کرد شادی اختیار
نیز از پیر کرمش اندریں ارشاد بود — زاں بجا آورد سنت سید عالی تبار

اگرچہ شمس الانوار تجرید اور تفرید کے شاہسوار تھے اور تعلقات خانگی سے بیزار اور دست بردار تھے۔ مگر آخر کار اپنے پیشوا کے ایما اور والدین کی رضاء سے لاچار شادی کو اختیار فرمایا۔ اور چچا صاحب میاں احمد یار کی دختر نیک اختر سے نکاح پڑھایا۔ اس وقت تخمیناً ۳۴ برس آپ کی عمر تھی۔ اور ریش مبارک کچھ سفید ہو گئی تھی۔ اور خدا کی شان جو پہلے آپ کے والد علیہ الغفران کے گھر میں مال گاواں اور اسپاں وغیرہ سامان فراواں تھا جب

marfat.com

شمس دوران کا اس مقام میں ابتداءً قیام ہوا۔ تو وہ سب مال اموال فے الحال جاتا رہا۔ مسکینی اور مفلسی اختیاری آپ کے گھر میں طاری ہوئی۔ گویا الفقر فخری کے نشہ سے آپ کو خماری ہوئی۔ کبھی کھانا میسر ہوتا تھا۔ کبھی فاقہ آجاتا تھا ؎

خلعتِ الفقر فخری از درِ خیر البشر　　با سرور و خرمی پوشید آں عالی قدر

آپ بہر اوقات رب العباد کی یاد میں شاد رہتے تھے۔ اور خلوت اور عزلت کو ہمیشہ معتادر کھتے تھے۔ جب اپنے اوراد اور اشغال سے فارغ البال ہوتے تھے تو چند طالبوں کو دینی کتابوں کا سبق پڑھاتے تھے۔ پہلے توسہ شریف کے دربار پُر انور کو ہر سال میں چند بار پیادہ تشریف لے جاتے تھے۔ اور م سے کم چالیس روز تک اس مقام میں قیام فرماتے تھے۔ پیچھے تقاضا عمری اور ضعف بدنی کے سبب سے اُس سفر میں بحالت لاچاری سواری کو اختیار کرتے تھے۔ فاقہ کی محنت اور مجاہدہ کی ریاضت بڑی ہمت سے اٹھاتے تھے۔ اور محبّت کے نشہ سے ہر وقت مخمور اور مسرور رہتے تھے۔ اور دائما اپنے پیا کی رضا کو مدنظر رکھتے۔

حضرت شمس دوران علیہ الغفران کا توسہ شریف کو تشریف لے جانا اور راستہ میں فاقہ اختیار کرنا

من چہ گویم حال فاقہ شاقۂ شمسِ دھر　　اختیاراً فاقہ برداشتے عالی قدر

نیم آثار آرد از خود در توہ توسہ شریف　　مکتفی بنمود پس نگرفت چیزے از بشر

چندیں صاحباں مقیماں مکان نے یوں بیان کیا۔ کہ ابتداء کے زمانہ میں بحالت درویشانہ جناب کے دولت خانہ میں اکثر مسکینی اور مفلسی رہتی تھی۔ مگر آپ کو اس سے روحانی مستی اور فراغ دستی ہوتی تھی۔ ایک بار کا ذکر ہے۔ کہ معاملہ سرکار کا جناب کے گھر میں تیار نہ تھا۔ اس لیے آپ کے والد بزرگوار کو سکھوں نے گرفتار کر لیا۔ والدہ صاحبہ نے بہت متفکر اور بیقرار ہو کر آنجناب کو فرمایا۔ کہ تم قرب وجوار کے کسی نامی زمیندار کو سکھوں کے کاردار کے پاس لے جاؤ

marfat.com

اور اپنے والد ماجد کو چھوڑا لاؤ۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے تو ایک ہی سرکار کا دربار دیکھا ہے۔ دوسرے سردار کے پاس جانا میرے لیے عار ہے۔ اس لیے شمس الانوار بحالت افتقار توسہ شریف کے دربار کو تیار ہوئے۔ دولت خانہ میں سفر خرچ اور نذرانہ کے لیے کوئی چیز موجود نہ تھی۔ آخر والدہ مہربان نے بکوشش تمام پانچ پیسہ کسی سے اُدھار پر لے کر اور آرد جوار کا جو صرف آدھ آنا گھر میں تیار تھا لے کر اُس نورالابصار کو دیا۔ اور دعاء سے پیشوا کی طرف ان کو رخصت کیا جب وہ قدوۃ الابرار اپنے مرشد ذوالانوار کے دربار میں حاضر ہوئے۔ اور آنجناب کی قدم بوسی سے کامیاب ہو کر بیٹھ رہے۔ تو اس رقم قلیل کو شرم کثیر حضرت روشن ضمیر کی خدمت اطہر میں پیش نظر کیا۔ حضور نے بڑے سرور سے منظور فرما کر جیب خاص میں اپنے پاس رکھ لیا۔ اور آپ کے حال پر شفقت کمال سے اس قدر کرم مالا مال فرمایا۔ کہ جس سے حاضرین محفل نشین کو تحیر اور تعجب آیا۔ مگر شمس الانوار نے اپنے والد بزرگوار کی گرفتاری اور معاملہ کی ناداری کا کچھ عرض نہ کیا کیونکہ اس شمس ربانی نے اپنے قبلہ دوجہانی کی خدمت میں اپنی زبانی تا زندگانی کبھی کوئی گذارش اور خواہش ظاہر نہ کی تھی۔ اور جس تردد اور تفکر سے آن شمس الہدا اپنے پیشوا کی جانب گھر سے تشریف افزا ہوئے تھے۔ وہ فکر تو ذات کبریا نے اُسی وقت مٹا دیا تھا۔ یعنی بکھوں کے دزرانے آپ کے والد صاحب کو رہا کر دیا تھا۔ اور بفضل خدا معاملہ ادا ہو گیا تھا۔ پس بعد مرور چند یں ایام جب وہ خیرالانام سلیمان زماں سے مرخص ہو کر اپنے مقام پر تشریف لائے تو والد بزرگوار نے مادری پیار سے سفر خرچ کا حال استفسار فرمایا۔ تو جناب نے یہ جواب دیا۔ کہ وہ آدھ آنا آرد جوار کا جو کہ آپ نے اس خاکسار کو دیا تھا۔ آمد رفت کے سفر خرچ میں کفالت کر رہا تھا۔ بفضل پروردگار کسی دنیا دار کے دروازہ پر محتاج ہو کر جانا نہیں پڑا تھا۔ پھر اسی اثناء میں کسی نے اقربا ؤں میں سے پوچھا کہ اس سفر میں کتنے احباب آپ کے ہمرکاب تھے۔ جناب نے مسکرا کر جواب دیا کہ ایک سرما اور دوسرا گرما جو ہر دات یہ دونوں میرے ساتھ رہتے تھے۔ مجھے تنہا نہ رہنے دیتے تھے سبحان اللہ اُس ذات بابرکات نے علیٰ ہذا القیاس اپنی ابتدائی زندگانی کیسی ہی ریاضت نفسانی میں اختتام کی۔ جو دو ہفتہ کی مسافت میں ایک روٹی پر کفایت کی۔ اور بیماری کی کلفت بڑی مسرت سے برداشت کی۔

marfat.com

کیفیت سفر مہار شریف

شمس انور ہمرہ شاہ سلیماں در مہار — چارہ نوبت برفتہ بانیاز و انکسار
پیش اسپ حضرتِ خود تیز تر بشتافتے — بر سر و دوش بُدے سامان آن عالی تبار

شمس دوران بمجتت فراواں چودہ مرتبہ سلیمان زمان کے ہمراہ مہار شریف کو تشریف لے گئے۔ چنانچہ حضرت توسوی بزرگوار ایک متوالی گھوڑی تیز رفتار پر سوار ہوتے تھے اور ایسی تیز چلاتے تھے کہ تمام ہمراہیاں کے گھوڑے تیز رواں اُس سے پیچھے رہ جاتے تھے۔ مگر سب خادموں سے ایک ہی شمس دوران حضور کا ضروری سامان اُٹھا کر اس گھوڑی تیز رواں کے آگے آگے منزل کے اختتام تک دوڑے جاتے تھے۔ یعنے حضور انور کا ایک رائل کلاں بمعہ وظائف اور قرآن سر پر رکھکر اور پانی کا کوزہ دائیں ہاتھ میں پکڑ کر اور بٹوں کا توبرہ بائیں دوش پر لٹکا کر اور حضور کا عصا اور تسبیح و مصلا بغل میں لے کر بادہ وحدت سے سرشار ہو کر اس شاہسوار کے آگے چلے جاتے تھے۔ باوجود اس تمام سامان کے کوئی انسان اس شمس دوران کو نہ مل سکتا ہر ایک خورد کلان اس شیر نیستان کی ہمت فراواں کو دیکھ کر حیراں اور انگشت بدنداں رہ جاتا تھا۔

بدیں سا عطائے خلافت حضرت شمس دوراں از بارگاہ خواجہ محمد سلیمان علیہ الرحمۃ والغفران

شمس انور شد چو از علم معارف کامیاب — پس خلافت داد و یرات حضرت قدسی مآب
مردماں بیخبر زیں احدے نکردہ بیعتش — والدینش صرف بیعت کرد او دل با جناب

جب شمس دوران علوم ظاہری اور باطنی سے کامراں ہوئے۔ اور منازل اور مراحل عرفان سے فائز المرام ہوئے تو قبلۂ عالمیاں حضرت خواجہ محمد سلیمان علیہ الغفران نے بہ امر سبحان خلافت کا خرقہ پہنایا۔ اور نعمت باطنی اور گنج مخفی سے بعنایت کمال مالا مال فرمایا۔ اس وقت تخمیناً ۲۶ برس آپ کی عمر تھی۔ خبر متواتر ہے۔ کہ حضرت علیہ الرحمۃ توسوی نے جناب کو فرمایا کہ میں تجھے خلقت کی ہدایت کے لیے بیعت اور خلافت کی اجازت دیتا ہوں۔ آپ نے عرض کیا کہ عالی جاہا میں

marfat.com

اس کام کے انصرام کا امکان نہیں رکھتا۔ کیونکہ یہ بڑا گراں بار ہے۔ میرے سے برداشت کرنا سخت دشوار ہے۔ حضرت علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ تو کہاں رہا۔ تیرے ہر کام کا میں ذمہ دار ہوں۔ اپنے آپ سے بھی نہیں۔ بلکہ ایزد کارساز کے امر سے تجھے اس کا مجاز اور ممتاز کرتا ہو آخر آں فیاض غریب نواز نے عنایت بے انداز سے جناب کو خلعت ظاہری اور نعمت باطنی سے مزین اور منور فرمایا۔ اور خلائق کی ہدایت کے لیے گھر کو مرخص کیا۔ اور روانگی کے وقت تاکید مزید کی کہ بیعت کا کام بڑے اہتمام سے کرنا۔ اپنے اشغال کے اشتغال سے اسکو نہ ٹال دینا

شمس دوراں چوں ز درگاہ سلیمان باریافت　　از فلک آمد ندا کایں خاص محبوب خداست

پس شمس دوران حضرت خواجہ محمد سلیمان کی آستان فیض نشان سے کامراں ہو کر حسب الفرمان اپنے مکان پر تشریف لائے۔ اور اپنے مشاغل میں مشغول اور مصروف ہوئے۔ لیکن پہلے آپ نے والدین ماجدین کی خدمت میں مجاز ہونے کی کیفیت بیان کی تو انہوں نے محبت اور صداقت سے پہلے ہی آپ سے بیعت کر لی۔ چونکہ اس وقت ان بلاد میں بیعت کا کوئی رواج نہ تھا اور ہر ایک بشر بیعت کے سلسلے سے بے علم اور بیخبر تھا۔ بنا برآں اُن ایام میں اور کسی انسان نے جناب سے بیعت نہ کی۔ اور آپ نے بھی اس امر سے دوسرے کسی بشر کو خبر نہ دی۔

شمس انور رفت چوں در خدمتِ پیر رشید　　گفت آں چند شخص را بیعت نمودی اے سعید
عرض گردش والدین را گفت پیرش باکرم　　تو بعالم شاہبازی خلقتے را کن مرید

بعد ازاں جب شمس دوران حضرت خواجہ محمد سلیمان کی آستان عالی شان پہ حاضر ہوئے تو آپ نے زبان دُرفشاں سے فرمایا کہ مولویا چند کسان مریدمان کو تو نے بیعت کیا ہے انہوں نے عرض کیا کہ عالیجاہ اور تو کوئی شخص با اخلاص بیعت کے لیے میرے پاس نہیں آیا۔ البتہ اپنے والدین ماجدین کو حسب الایما وظیفہ بتلا دیا ہے۔ حضرت مکرم نے بڑے تبسم سے فرمایا کہ کسی زمانہ بافندگان نے ایک باز کو محبت بے انداز سے کہا تھا۔ وہ ان کے گھر بار کی مرغیوں کو لیل و نہار شکار کرتا تھا۔ تجھے اس باز بے پرواز کی مثل نہ ہونا چاہیئے۔ تو شاہباز ہے جہاں کے باشندگان کو شکار کر اور ہمت خداداد کو خلقت کے رشد و ارشاد میں صرف کر۔ پس چند یں ایام

marfat.com

کے بعد جب شمس دوران سلیمان زمان سے رخصت ہو کر اپنے مقام پر تشریف لائے بعض تو مردمان زائران جناب کی خدمت میں حاضر ہونے لگے۔ اور آپ کے فیوضات اور عطوفات سے فیض پانے لگے۔ سبحان اللہ آپ کی نظر ایک ایسی فیض اثر تھی۔ کہ جس بے بصر پہ پڑتی تھی یکسر اُس کو اہل بصر کر دیتی تھی۔ اور جو لوگ محبت اور شوق سے اُس پُر انوار کے دیدار کے لیے حاضر دربار ہوتے تھے۔ اُن کے دل مجنون وار آپ کی چشم خمار پر جاں نثار ہو جاتے تھے۔ اور اکثر زوّار اپنے گھر بار سے بے زار ہو کر حضور کے دربار پر لاچار اقامت اختیار کرتے تھے۔ اور اس فیاض زمان کے فیضان سے فائز المرام ہوتے تھے۔ جو احباب بے حساب آں ذات بابرکات کے فیوضات سے کامگار ہوئے۔ خارج از تحریر اور شمار ہیں۔ ان کے ذکر اذکار کی گنجائش اس مختصر رسالہ میں دشوار ہے۔ مگر بطور مشت نمونہ خروار تھوڑا سا حال ان کا اظہار کیا جاتا ہے جو کہ ابتدا از مان میں سب سے پہلے حضور کے آستانہ پر معمولی حیثیت کے اشخاص جناب کے پاس آئے۔ اور جناب کی نظر فیض اثر سے یکسر خاص الخاص ہوئے۔ حسب ذیل ہیں۔

میاں چھٹہ[1] کسب دار۔ شیخ عبدالجلیل[2] قریشی۔ عبداللہ[3] دیندار۔ میاں فضل[4] احمد قریشی بعد ازاں تو دن بدن آپ کے فیوضات اور کمالات نے سمندر بیکنار کی مثل لہریں ماریں۔ جس کے سیلاب سے تمام عالم کی کناریں سیراب ہوگئیں۔ ہزاراں فرومانگاں آپ کے فیضاں سے ارباب اور کامیاب ہوئے۔ اور بے پایاں طالبان جناب کے کرم اور احسان سے ابدال اور اقطاب ہوئے۔

ذکر میاں چھٹہ کسبدار اور شیخ عبدالجلیل صاحب قریشی ساکنان شیخ جلیل

شیخ صاحب آمدہ ہمرہیٔ چھٹہ فقیر — از برائے دیدنِ حسنِ رخِ شمس منیر
مبتلا شد بر جمالش کرد ترکِ خانمان — بر درش تا زندگی ماندہ شدہ روشن ضمیر

محبت آثار میاں چھٹہ کسب دار ساکن موضع شیخ جلیل میال شریف کے قریب جنوب کی جانب تین میل پہ واقعہ ہے۔ ابتداء زمانہ میں اس نے ایک دن اتفاقاً شمس انوار کے دربار پر آکر دیدار کیا۔ دیکھتے ہی جناب کے انوار پہ دیوار پہ دیوانہ وار اشفتہ اور گرفتار ہوا

marfat.com

محبت کے اضطرار سے صبر اس کا بیکبار جان سے فرار ہوا۔ اور آخر گھر کے کاروبار سے دست بردار ہو کر حضور کے دربار پہ قیام کر رہا۔ اور جناب سے کسی کتاب کا سبق شروع کر دیا۔ اکثر رات کو اپنے گھر میں جا رہتا تھا۔ اور دن حضرت کی خدمت بابرکت میں گزارتا تھا۔ اور لیل و نہار پریم کے نشہ سے سرشار ہو کر مجنوں وار مست اور خمار پھرتا تھا۔ **شیخ عبدالجلیل** قریشی ساکن موضع شیخ جلیل جو اس شہر کا اعلیٰ زمیندار نوعمر سردار اول درجہ کا عیاش اور خوش باش تھا وہ اکثر اوقات میاں چھٹہ کو شکایات اور ملامات کرتا تھا۔ مزاح سازی اور خندہ بازی سے اس نیاز اندیش کے پیش آتا تھا۔ ایک دن اس مسکین نے غمگین ہو کر شمس العارفین کی خدمت میں عرض کیا کہ عالیجاہا عبدالجلیل مجھے ہر وقت ذلیل کرتا رہتا ہے۔ اور طرح طرح کی ہنسی اڑاتا ہے جس سے میرے حال پر بڑا ملال آتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس کو خداوند سعادتمند کرے۔ وہ درویش دلریش کے کیوں پیش پڑ گیا ہے۔ سبحان اللہ جب دوسرے روز میاں چھٹہ مشتاقانہ اپنے غریب خانہ سے سیال شریف کو روانہ ہوا تو شیخ صاحب اس کو راستہ میں ملا۔ اور کہنے لگا بڑا افسوس جو تو بیعقل اور مدہوش ہو گیا ہے جو اپنے گھر بار کا تو نے ہر کام فراموش کر دیا ہے۔ دیوانوں کی مثال آشفتہ حال ہو کر سیال کے پیچھے پھر رہا ہے۔ کیا اس نے تجھے کچھ نشہ پلایا ہے یا کوئی سحر لگایا ہے جس سے تو دیوانہ وار مضطرانہ خوار ہو رہا ہے۔ اس بات پہ بڑے درد کے ساتھ چھٹہ نے ہیہات کیا اور کہا کہ اے مہربان اگر اس شمس دوران کو جس کے حسن درخشاں پہ یوسف کنعان بھی قربان ہے۔ کبھی تو اپنی آنکھوں سے دیکھتا تو قسم ہے ذات سبحان کی جو اس ناتواں کو تو عمر بھر ملامت اور شکایت نہ کرتا۔ یہ تقریر پُر اثر اس وقت شیخ صاحب سن کر موثر ہوا۔ اور شمس انور کے انوار کا آثار اس کے دل بے خبر پر غیب سے جلوہ گر ہو رہا۔ زہے قدرت ذوالجلال کہ وہ صاحب اقبال محبت کمال سے دو چار روز کے بعد میاں چھٹہ کے پاس آیا اور اخلاص سے کہا کہ مجھے بھی تیرے پیر سیال کے دیکھنے کا خیال لاحق حال ہو رہا ہے۔ آج مجھ کو اس کی بارگاہ میں اپنے ہمراہ لے چل تاکہ میں آں جناب کی زیارت سے کامیاب ہوں۔ یہ سن کر میاں چھٹہ مذکور بہت مسرور اور مشکور ہوا اور بعجالت مزید اس خوش نصیب کو حضرت رشید کی خدمت میں لے گیا۔ وہ دیکھتے ہی

marfat.com

جناب کے انوار پر مجنوں وار فریفتہ اور گرفتار ہوگیا۔ آپ نے اس پراگندہ افعال کے حال پر کرم کمال فرمایا اور اس کی جان پر الفت کا نشان لگایا جس سے اُس مغرور کا سب غرور اور نفسانی فتور یک دم دور ہوا۔ اور حضور فیض گنجور کی نظر میں منظور ہُوا۔ پس حضرت غریب نواز کے دیدار سے سرفراز ہوکر جب گھر میں گیا تو جناب کا تصور اس کے دل پر ایسا جلوہ گر ہوا۔ کہ تعلقات خانگی اور مقاصدات دینوی سے یکسر متنفر ہو رہا۔ لیل و نہار محبت کے اضطرار سے بیقرار رہتا تھا۔ اور کبھی کبھی حاضر دربار ہوکر واپس چلا جاتا تھا۔ چند روز کے بعد جب حضرت بزرگوار توسہ شریف کی جانب تیار ہوئے تو میاں چھپّہ خدمت گار کو فرمایا کہ فردا روز تو نے میرے ساتھ سفر کو جانا ہے۔ کل کو بوقت سحر اپنے گھر سے تیار ہوکر میرے پاس جلد تر آنا۔ بنا برآں وہ عقیدت نشان دوسرے دن حسب الفرمان صبح کے وقت سفر کا سامان لے کر اپنے غریب خانہ سے اس یگانہ کی طرف روانہ ہوا۔ شہر سے باہر اس کو شیخ صاحب ملا۔ اور پوچھا کہ اے یار آج اس قدر تیز رفتار کیوں جا رہا ہے اس نے کہا کہ آج حضرت ذوالکرام اپنے مقام سے توسہ شریف کو تشریف لے جائیں گے۔ اور یہ غلام گمنام بھی آنجناب کے ہمرکاب ہوگا۔ شیخ صاحب یہ بات سن کر اس کے ساتھ ہو لیا۔ اور کہا کہ میں بھی اس محبوب کردگار کا روانگی کے وقت دیدار کر لوں۔ جب حاضر دربار ہُوا تو اس وقت حضرت بزرگوار سامان بستہ تیار کھڑے تھے۔ اور میاں چھپّہ کی انتظار کر رہے تھے۔ پس اسی وقت عبداللہ جمعدار کو جو آپ کا فرمانبردار جاں نثار تھا۔ اور میاں چھپّہ خدمت گذار کو جو آپ کا دلی تابعدار تھا ہمراہ لیکر توسہ شریف کو تشریف افزا ہوئے۔ شیخ صاحب کو وہاں سے بنظر عنایت واپس رخصت فرمایا۔ مگر وہ محبت کی شدت اور عشق کی حدت سے نہ رہ سکا۔ لاچار بحالت اضطرار فراق کی تپاک سے جناب کے پیچھے دوڑا۔ اور آپ کے ہمرکاب ہوکر مجوکہ کے مکان میں جہاں حضور کے لیے شب باشی کا مقام تھا۔ بہ اشتیاق تمام اس نے قیام کیا۔ جب اخیر شام کو وہاں سے شمس دوران کا آگے خرام ہوا۔ تو وہ جاں نثار اس جگہ سے بھی فرقت کا اضطرار اختیار نہ کر سکا۔ آشفتہ وار آپ کے ساتھ چل پڑا آخر علیٰ ہذا القیاس وہ باخلاص شمس الٰہی کی ہمراہی میں منزل بمنزل توسہ مقدسہ کے دربار فیض

marfat.com

اطوار پر جا پہنچا۔ اور سلیمان زمان کی زیارت سے کامراں ہوا۔ چوں کہ اس کے ابا اجداد بڑے نیک نہاد با ارشاد تھے۔ اور خاص کر آپ کے قرب جوار کے اعلیٰ زمیندار با اقتدار تھے۔ اس سبب سے شمس الاقطاب نے اس صادق الاعتقاد کو شفقت دلی اور عنایت قلبی سے حضرت فیضمآب کی جناب میں پیش کر کے بوقت خاص التماس کیا۔ کہ یہ شخص ہوا خواہ میرزی گردنواح سے ایک خاندانی آدمی ہے۔ براہ مہربانی بہ کرم فراوانی اس کو بدست خود بیعت فرمایا جاوے۔ اور اس کے حال پر لطف کمال مبذول کیا جائے۔ پس سلیمان زمان نے اُلفت تمام سے اُس کا ہاتھ پکڑ کر شمس دوران کے سپرد فرمایا۔ اور ارشاد کیا کہ چونکہ تیری میری بیعت ایک ہی ہے۔ اس لیے آپ کو وظیفہ بتلاویں۔ اور اس کے حال پر شفقت مالا مال فرماویں۔ پس شمس العارفین نے تعظیم سے سر تسلیم خم کیا۔ اور اُس صادق الیقین کے دل حزیں کو بہ لطف عمیم خورم کر دیا۔ چندیں ایام کے بعد جب شمس دوران قبلۂ عالمیاں سے رخصت ہوئے اور بمعہ ہمراہیاں اپنے مکان پر تشریف لائے۔ تو شیخ صاحب اپنی تمام جائداد اور علائق کو اور سب اقربا اور لواحق کو واگذار کر کے شمس الانوار کے دربار پر مقیم ہو رہے۔ درویشی اور آزادی کو اختیار کر کے بصدق یقین عزلت نشین ہوئے۔ چونکہ پہلے علوم ظاہرہ سے وہ بے بہرہ تھے۔ اس لیے حضرت رشید نے اوّل ان کو قرآن مجید پڑھایا۔ بعدہٗ درسیہ کتب سے عبور کرا کر تصوّف کا علم تکمیل کرایا۔ پھر علوم باطنی اور نعمت مخفی سے ان کو مالا مال فرما کر منزل کمال پر پہنچایا۔ اور خلافت کا خرقہ عنایت فرمایا۔ وہ شمس انوار کے بڑے جاں نثار اور با اعتبار خدمت گذار تھے۔ لنگر کے ہر کاروبار میں مختار با اختیار تھے۔ اور جناب کے ہر ایک کام اور سب انتظام میں مدار المہام تھے۔ آپ کے کل امورات اور جمیع معاملات ان کی زبان پر منحصر تھے۔ گویا لنگر کے وہ ایک مالک متصور تھے۔ پھر بہت عرصہ انہوں نے دربار شریف پر قرآن مجید کا درس پڑھایا اور فرقان کا فیضاں جہاں میں خاص عام کو پہنچایا۔ زُہد اور دیانت میں بے نظیر تھے۔ غریبوں اور عاجزوں کے لیے بشفقت کثیر دستگیر تھے۔ صاحب کشف کرامات باکمالات تھے۔ عمیم الاشفاق اور برگزیدہ آفاق تھے۔ تمام عمر تجرید اور تفرید میں گذاری اور اپنی جان حضور کی آستان پر نظر کی۔ جس وقت اس حمیدہ خصال کا انتقال ہوا تو اس

marfat.com

وقت حضرت ذوالکمال کو سخت ملال آیا۔ اور حضرت سے فرمایا۔ کہ افسوس کہ اس کو عمر نے وفا نہ کیا۔ اگر یہ شخص زندہ رہتا تو میرے پیچھے میرے پسماندگاں کی خدمت کرتا۔ اور لوگوں کو فیض پہنچاتا۔ آخر اُس صاحب عرفان کو شمس دوران نے مغربی گورستان میں دفن کرایا اور فاتحہ درود اُس مسعود کو پہنچایا۔ زبدۃ السالکین مولوی معظم الدین صاحب مرحوم صدق یقین سے فرماتے تھے کہ حضرت کی ذات بابرکات کا روحانی ارتباط شیخ صاحب کے ساتھ اس قدر تھا کہ جس شخص کو شیخ صاحب مغفور نظر عاطفت سے منظور کر لیتے تھے۔ شمس انوار بھی اسی پر عنایت اور مرحمت مبذول فرماتے تھے۔ حالانکہ اب تک بھی وہ دستور بدستور جاری ہے۔ چنانچہ جب تک میں شیخ صاحب کی قبر انور پر جا کر فاتحہ نہ پڑھوں اور اپنے مدعا کی استدعا نہ کروں تو حضور کی بارگاہ میں سے مجھے اجازت عطا نہیں ہوتی۔

ذکر میاں عبداللہ جو شمس الانوار کے دیدار سے بہ یکبار گرفتار اور جاں نثار ہوا

جمعدارے جود عبداللہ بہ فوج رہگذر — دید شمس دہر را شد مضطر و اشفتہ تر
داد استغفار و راندم بر در حضرت نشست — باعنایت ایزدی شد عارف اہل بصر

لانگری احمد الدین وغیرہ محققین نے بصداقت زبان یوں بیان کیا۔ کہ شمس دوران کے ابتدائی زمانہ میں ایک لشکر راہرواں نے سیال شریف کے مقام میں آکر قیام کیا۔ اس فوج میں مسمی عبداللہ دیندار بعہدہ ملازمت جمعدار تھا۔ عصر کے وقت نماز کے لیے بڑی نیاز سے مسجد میں آیا۔ نماز کے انفراغ کے بعد دیکھا تو شمس العارفین بصورت علماء دین اس مسجد میں عزلت نشین ہیں۔ اس خیراندیش نے جناب کے پیش ہو کر کہا کہ میاں صاحب میں نے مسئلہ کی ایک بات آپ سے دریافت کرنی ہے۔ کیا آپ بتلا سکیں گے۔ جناب نے فرمایا کہ جو کچھ مجھے معلوم ہوا کہہ دوں گا۔ تب اس نے کچھ استصواب کیا۔ شمس الاقطاب نے اس کو جواب باصواب دیا۔ وہ آپ کی زبان درفشاں سے شیرین کلام اور دلچسپ بیان سن کر بہت شادماں ہوا۔ اور کہنے لگا کہ شاید تو کوئی بڑا فقیر روشن ضمیر ہے۔ جو تیری تقریر پُر تاثیر پہ میرا دل اُلفت پذیر ہو رہا ہے۔ اور تیری تصویر خورشید نظیر پہ میری جان محبت

marfat.com

گیر ہے۔ الغرض آخر آپ کی نظر کیمیا اثر اس کے حال پر ایسی کارگر ہوئی جس کے اشتیاق کے احتراق سے اس کا دل پروانہ کی مثل جلنے لگا۔ اور عشق کے قلق سے اس کا قلب تڑپنے لگا۔ آخر وہ مسافر جگر پر زخم کھا کر اپنے لشکر میں گیا اور اضطراب کے گرداب میں مضطرب ہو کر مدہوشی کے خواب میں بیتاب ہو رہا۔ صبح کے وقت جب فوج سرکاری کو نیند کی خماری سے بیداری ہوئی۔ تو سب لشکریوں نے روانگی کی تیاری کی۔ تو وہ جمعدار بھی جو پریم کے نشہ سے سرشار اور مست مار پڑا تھا اٹھ کر بحالت زار ان کے ہمراہ سوار ہوا۔ اور سرائے نہنگ میں جو سیال شریف سے دو فرسنگ ہے جا اترا۔ وہاں محبت کے اضطرار سے بیقرار ہو کر لاچار ملازمت سے استعفاء دے دیا۔ اور اپنے اعزاز اور اقتدار سے بیزار ہو کر درویشی اور مفلسی کو اختیار کر کے شمس الانوار کے دربار پر حاضر ہوا۔ اور حضور کی بارگاہ میں اپنا ماجرا اور مدعا سب عرض کیا حضرت لجپال نے اس کے حال پر کرم کمال فرمایا۔ اس کے دل مضمحل کو رحمت کی نظر سے منور فرما کر بہ نعمت باطنی مالا مال اور خوشحال کر دیا۔ حاصل کلام اس نیک نام نے اپنی بقیہ زندگی تمام حضرت ذوالکرام کے مقام پر گذاری اور ہمت خداداد کو خدا کی یاد میں صرف کی۔ لیل و نہار وہ مست وار عندلیب کی مثال شمس کے جمال پر آشفتہ حال رہتا تھا۔ اور پروانہ وار حضور کے انوار پر بے اختیار تڑپتا تھا۔ کبھی کبھی کہیں باہر جانے کا ارادہ کرتا تھا۔ تو ایک دو میل تک جا کر واپس آجاتا تھا۔ اور ہجر کے اضطرار سے زار و زار روتا تھا اور اشکبار ہو کر کہتا تھا کہ سنو یارو اس صاحب جمال نے غریب کنگال گردن میں ایسا الفت کا رسن ڈال دیا ہے۔ کہ کسی دوسرے مکان پر جانے نہیں دیتا۔ اگر کہیں جانا چاہوں تو ہمت فراواں سے کھینچ کر اپنے آستان لاتا ہے۔ اور مقید وار اپنے دربار پر بٹھاتا ہے۔ آخر بہ تقدیر ذوالجلال اس نیک خصال کا وہیں انتقال ہوا۔ اور حضور کی عنایت کمال سے واصل ذوالجلال ہوا۔

ذکر میاں فیض احمد صاحب حکیم

بد حکیمے فیض احمد طالب مرد خدا — دید روئے شمس انور راشدہ بروے فدا
بر ظہور کشف حضرت کردیکدم بیتے — اندر آں لحظہ دلش گردید روشن باصفا

marfat.com

قریشی عبدالمجید حکیم ساکن ٹبہ قائم الدین نے جو میاں فیض احمد طبیب کا خلفِ رشید ہے۔ بصدق زبان بیان کیا کہ میرے والد ماجد طبیب حاذق اور طالب صادق تھے۔ فقیروں اور بزرگوں سے بہت محبت رکھتے تھے۔ اکثر اولیاء کرام اور اصفیا عظام کی خدمت میں باشتیاق تمام حاضر ہو کر مستفید ہوتے تھے۔ چنانچہ پہلے ان کو فقیر محمد نعیم نے جو شہر خوشاب کے مقیم تھے۔ کچھ ورد اوراد ارشاد فرمایا جس سے کدورت کا حجاب اور ظلمت کا نقاب ان کے قلب سے دور ہوا۔ اور باطن کے نور کا شعلہ ان کے دل سے ظہور ہوا۔ مگر چونکہ اُس فقیر روشن ضمیر نے ابتداء میں ہنود کی ہر ایک اشیاء اور غذا سے امتناع کیا تھا۔ ایک دن اتفاقاً انہوں نے بیخبر میں کسی کھتری کا طعام کھا لیا جس سے تصفیہ باطنی اور تزکیہ قلبی کا اثر تمام جاتا رہا حسرت اور حیرت کے ہاتھ بڑے افسوس کے ساتھ ملنے لگے۔ اداس اور بیحواس ہو کر پھر اُس خدا شناس کے پاس گئے۔ اور بعجز خاص اپنے مطلب کے لیے التماس کیا۔ فقیر صاحب نے جواب دیا کہ تو نے خود اپنی مراد کو برباد کر دیا ہے۔ اب میرے سے تجھے کچھ مفاد نہ ہوگا۔ اُنہوں نے بہت ہی عرض پردازی اور حیلہ سازی کی مگر آخر اس فقیر نے بمعذرت کثیر یہ کہا کہ جناب الٰہی میں رسائی صرف یہاں تک ہے۔ اس لیے اب یہ تیرا کام میری طاقت اور امکان سے باہر ہے۔ بالفعل تجھے کسی اور بزرگوار کے پاس جانا چاہیئے۔ پس لاچار اُس طالب کردگار نے فقیر صاحب سے دست بردار ہو کر مدت بسیار اکثر دیگر بزرگوں کے دربار پر جا کر زاری اور انکساری کی۔ مگر کسی کی دستیاری سے ان کی مطلب براری نہ ہوئی۔ چندیں سال کے بعد ایک مرد سیال نے اُس نیک خصال کو اپنی بیماری کے علاج سازی کے واسطے سیال شریف میں بلوایا۔ اور کئی دن وہاں ٹکایا اُن ایام میں شمس دوران بھی تونسہ مقدسہ سے مجاز اور سرفراز ہو کر وہاں تشریف لائے ہوئے تھے۔ لیکن اپنے شغل اشغال کے خیال میں ہر وقت مشغول اور مصروف رہتے تھے۔ اور لوگوں کے اختلاط اور ملاقات سے احتراز رکھتے اس اثناء میں اس حکیم صاحب کو ساہیوال کے خاں صاحب نے علاج کے واسطے بلوایا۔ ظہر کا وقت تھا۔ روانگی کی اثناء میں ان کو خیال آیا۔ کہ پہلے نماز ادا کیجیئے۔ اس لیے وہ مسجد میں گئے۔ دیکھا تو شمس العارفین بصورت سالکین ایک گوشہ میں عزلت نشین ہیں۔ اس باکمال کا جمال دیکھ کر ان کو احتمال ہوا۔ کہ یہ کوئی

marfat.com

فقیر روشن ضمیر معلوم ہوتا ہے۔اس کے پاس اپنی حاجت کی التماس کروں۔مگر پھر دل میں آیا کہ گذرا کر ایسے کئی اشخاص درویشانہ لباس بصورت خواص دیکھے ہیں۔مگر یہ عقدہ مشکل کسی سے حل نہیں ہوا۔لہٰذا شمس الہدیٰ سے وہ پیاسا ہوکر ساہیوال کو روانہ ہوئے۔راستہ میں شمس اجلال کا ایسا جذب کمال ہوا کہ جس سے آگے جانا ان کو محال ہوگیا۔لاچار کشش باطنی سے گرفتار ہوکر بے اختیار شمس الانوار کی طرف واپس ہوئے۔جب سیال شریف کے قریب پہنچے تو دل میں سوچا کہ شہر کے تمام باشندگان میرے واپس جانے پر شکایت اور اتہام کریں گے۔جس سے میں عوام میں بدنام ہوں گا۔بنا بر آں رواگردان ہوکر پھر ساہیوال کے راہرواں ہوئے صرف ایک رات بعد مشکلات اُس جگہ رہکر بوقت بامداد پھر شمس الاقطاب کی جناب میں آکر حاضر ہوئے اس وقت شمس دوران اُسی مسجد کے درمیان اپنے شغل اشغال میں مشغول تھے۔نیاز بے انداز سے اُس فیاض کے پاس بیٹھ کر عرض پرداز ہوئے۔کہ آپ کا کیا نام ہے۔اور کس علاقہ میں آپ کا مقام ہے۔جناب نے فرمایا کہ اس مسکین کا نام شمس الدین ہے۔اور اسی شہر کا مقیم ہے۔بہت حیراں اور نگراں ہوکر وہ پوچھنے لگے کہ آپ کس بزرگوار کے برخوردار ہیں۔فرمایا کہ میرا والد ماجد ایک زمیندار ہے۔جس کا نام میاں محمد یار ہے۔وہ بولا کہ مدت نزاواں سے میری آمد و رفت اس مکان پر ہے۔کبھی آپ کو نہیں دیکھا۔آیا اتنی مدت مدید اور عرصہ بعید آپ کا قیام کس مقام پر رہا ہے۔فرمایا کہ علم کی تعلیم کے لیے مدت کثیر کھنڈ شریف میں اقامت پذیر رہا ہوں۔اس نے کہا کہ سیاہ حروف پڑھتے رہے ہو۔یا کوئی سفید حرف پڑھا ہے۔پھر اس نے پوچھا کہ کس انسان عظیم الشان سے آپ نے فرمایا۔کہ حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی علیہ الغفران سے چونکہ ان کی زیارت کا مشتاق رہتا تھا۔اس لیے اس کو یقین خاطر نشین ہوا کہ واقعی یہ شمس دوران اس سلیمان زمان کے قائم ہیں اور اس کے بحر عرفان اور گنج فیضان سے کامراں ہیں۔جس سے محمدی انوار اور عارفانہ اطوار ان کے چہرہ سے نمودار ہیں۔اور ناظرین کے دل ان کے حسن مشتعل پر پروانہ وار بیقرار ہیں۔آخر وہ مجنوں کی مثال شمیہ جمال پر گرفتار اور جاں نثار ہوا۔اور عجز و انکساری سے عرض کیا کہ عالیجاہا مجھے اپنا غلام بنایئے اور بیعت سے مشرف فرمایئے۔آپ نے فرمایا کہ تم تو دیر و زبیعت ہوگئے تھے۔عرض کیا کہ فیاضاں

marfat.com

تو دیر وز صرف زیارت سے شرف اندوز ہوا تھا۔ کوئی کسی قسم کی گفتار اور ذکر اذکار بھی نہیں کیا تھا۔ پھر بیعت کس طرح ہو گئی۔ فرمایا کہ جو سوار کسی کے دیدار کے لیے اشفتہ وار بیقرار ہو کر ساہیوال کے راستہ پر لوٹتا پھرے اُس کے ارادات پر بیعت ہو جاتی ہے۔ پس اس کشفی اشارت سے اس کا دل زیادہ تر عارت ہُوا ؎

عجب نیست گر عارف از کشف خویش کند منکشف حال دلہائے ریش

پس وہ عقیدت مآل جناب کی عنایت کمال دیکھ کر عارض ہُوا۔ کہ پہلے اس آشفتہ حال کے دل میں ایک خیال تھا۔ مگر جناب نے کریم الامال سے فی الحال اس کو ٹال دیا ہے۔ اب اس کی گزارش کی نسبت کوئی حاجت نہیں رہی۔ آپ نے فرمایا کہ تیرے دل میں یہ خیال تھا۔ کہ کسی صاحب حال نے جو تجھے ایک ہزار بار اسم پروردگار بتلایا تھا۔ جس سے تیرے دل پر کسی قدر انوار کا اظہار ہوا تھا۔ اور اب کسی ہنود مردود کی اشیاء کے استعمال سے اس کا زوال ہو گیا ہے۔ تو چاہتا ہے کہ کسی طرح وہ پھر بحال ہووے۔ سو فی الحال بھی اس مطلب کا استحصال کوئی محال نہیں۔ اگر ہزار بار کے بجائے وہ اسم کردگار کا پانچ بار پڑھا جائے تو پھر اب بھی وہی انوار اور آثار تیرے دل پر نمودار ہوں گے۔ چنانچہ اسی وقت حسب الارشاد اس نیک منہاد نے پانچ بار اس اسم کا تکرار کیا تو فی الآن جناب کے فیضان سے اس کے قلب کے درمیان سے جلوہ نور کا تاباں اور درخشاں ہوا۔ جس سے وہ نہایت شادمان اور فرحاں ہُوا پس اسی وقت بصدق یقین اور دلی تسکین سے آنجناب کی بیعت سے شرف یاب ہوا اور علوم باطنی کے نصاب سے بہرہ یاب ہو کر رب الارباب کی جناب میں مستجاب ہوا۔ پھر بقیہ زندگانی اس نے شمس نورانی کی خدمت میں گذاری اور اپنی جان پیاری بکمال انکساری جناب کی خدمت گذاری میں صرف کی۔ ابتدا میں لنگر کی مسجد موجودہ اور جناب کے لیے عبادت کا حجرہ محبت کثیر سے اس نے ہی تعمیر کرایا۔ اور پھر درویشوں اور مسافروں کے آرام کے لیے ایک مکان بڑے اہتمام سے بنوایا۔ اکثر حضور کے آستانہ پر وہ بحالت درویشانہ زیادہ تر ٹکانہ رکھتے تھے مقیموں اور مسافروں کی علاج سازی بہ نہایت احتیاط اپنے ہاتھ کے ساتھ کرتے تھے۔ ہر وقت وہ پریم کے نشہ سے مخمور اور پیا کے وصل سے مسرور رہتے تھے۔ ان کی جان بر بان میں عشق

marfat.com

کا سوز گداز بے انداز تھا۔ قطع نظر از نغمہ سرایان خوش الحان کے صرف کنوئیں کی آواز پر بھی وجد ہو جاتا تھا۔ جب بہ امر سبحان ان کی عمر اختتام ہوئی۔ تو ایک روز بخیریت تمام اپنے گھر کے مقام میں بیٹھے ہوئے تھے۔ کسی آزار اور بخار کا نام نشاں نہ تھا۔ بڑی شادمانی اور خندہ پیشانی سے اس طالب کردگار نے تین بار کلمہ طیب کا تکرار کیا۔ تو فی الحال بتقدیر ذوالجلال اُن کا روح دنیا سے انتقال کر گیا۔ اور جنت بریں میں بفرحت تریں جاگزیں ہوا تاریخ رحلت آں مرحوم شعر کے ضمن میں مرقوم ہے ؎

۱۲۸۹ھ

چو فیض احمد قریشی سفر بنمود ہزار و دو صد و ہشتاد نہ بود

جناب خضر علیہ السلام کا تشریف لانا سلیمان زمان کی خدمت میں بموجودگی شمس دوران علیہ الغفران

در حضورِ شہ سلیمانِ زمان شمس منیر بدنشستہ اندرانجا آمدہ خضرِ بشیر

چوں رواں شد در پے اش رفتند جملہ حاضرین جز یکے شمسِ منور زاں بگشت آں بے بصیر

اکثر محققین صادق الاخبار اور مقیمان دربار باعتبار سے سنا گیا ہے۔ کہ ایک دفعہ شمس دوران بخدمت حضرت خواجہ محمد سلیمان علیہ الغفران حاضر تھے۔ اُس وقت دربار پُر انوار میں مردمان زوار بیشمار بیٹھے ہوئے تھے۔ ناگاہ ایک مرد خدا میلے کچیلے لباس سے اس محفل خاص میں آیا۔ اور سلام مسنون الاسلام کے بعد جناب کا دست پنجہ لے کر بڑے اخلاص سے آپ کے پاس بیٹھ رہا۔ آں جناب نے مسکرا کر فرمایا کہ آپ خضرؑ ہیں۔ وہ خاموش ہو رہا۔ تمام موجودہ مردماں اس والاشان کو دیکھ کر حیران اور شادماں ہوئے۔ مگر حضرت عالی درجات بحالت استغراق چپ چاپ رہے۔ جب تھوڑی دیر کے بعد وہ یگانہ زمانہ اس آستانہ سے اُٹھ کر واپس روانہ ہوئے تو سب حاضرین مجلس نشین بصدق یقین استفادہ کے ارادہ اُن کے پیچھے دوڑے۔ مگر ایک شمس دوران راسخ الایقان سلیمان زمان کی خدمت میں بیٹھے رہے۔ حضور انور نے شمس منور کو فرمایا کہ خضرؑ کے پیچھے تو کیوں نہیں گیا آپ نے عرض کیا عالی جاہا میرے خضر تو آنجناب

marfat.com

ہیں ۔اس خضر کی مجھے کوئی احتیاج نہیں ۔تب آنجناب کو شمس الاقطاب کی عقیدت اور صداقت پر بہت رحم آیا ۔ اور شفقت اور عنایت سے رحمت کے دریا نے سیلاب بہایا تو اُس وقت سلیمان زمان نے شمس دوران کو گنج عرفان سے فی الحال مالا مال کر دیا ۔ اور سر مبارک سے اپنی کلاہ اُتار کر پروردگار کے دربار میں بڑے عجز و انکسار سے تین بار عرض کیا کہ (اللہ سائیں میرے سیال نوں رنگ لائیں) اور اس روز کے بعد شمس دوران کے فیضان کا شہرہ عام تمام عصر میں مشتہر ہو گیا ۔ اور دور دور کے علاقہ جات سے مخلوقات کا آنا آپ کے در پر شروع ہوا ۔ سب زائران جناب کے فیضان سے کامران ہونے لگے ۔ بیکران مصیبت زدگان کے مشکلات آپ کی عنایات سے حل ہونے لگے ۔ ہزاران ہزار علماء نامدار اور سادات کبار آپ کے فیوضات سے فیض یاب ہوئے ۔ بیحساب غربا پُر اضطراب جو انقلاب زمانہ سے خراب تھے ۔ آپ کے الطاف اور اعطاف سے ارباب اور صاحب نصاب ہو گئے ۔ ہر وقت آپ کی کچہری میں رحمت کی بوندباری جاری رہتی تھی جس سے حاضرین مجلس نشین کے دلوں کی زنگال فی الحال دور ہو جاتی تھی ۔ اور اس محبوب کردگار کے دربار پُر انوار کا گلزار ایسا خوشبو دار نمودار تھا جس کے بوئے دل آرام سے ہر ایک انسان کے مشام معطّر اور مخمور ہو جاتے تھے ۔ اور اس کی رائحہ جاں فزا سے تمام مردماں کے دل مفروح اور مسرور رہتے تھے ۔

ذکر مُلاقات دو ابدال بحضرت شمس الاجلال

شمس انور در بیتہ در محل بہ نشستہ بود — آمدند ابدال دو دروازہ خود آندم کشود
از ورت کس را مگر دانی باد گفتند شان — گفت اوز ینجا نہ گردد ہیچ کس جز نفع سود

مولوی محمد امین صاحب ٹکوچی اور نیز دیگر چندیں پیر بھائیاں معتبران نے بیان کیا ۔ کہ سید الٰہی بخش صاحب لانگری کہتا تھا ۔ کہ ایک روز دوپہر کے وقت میں لنگر خانہ سے نکل کر نہانے کے لیے کنوئیں پر جانے لگا ۔ تو دو اشخاص عربی لباس مجھے سراء کے پاس ملے پوچھنے لگے کہ شمس دوران اب کس مکان میں آرام فرما رہے ہیں ۔ میں نے کہا کہ اس محل میں

marfat.com

اپنے شغل میں مشتغل ہیں اور دروازہ اس کا بند ہے۔ چند منٹ یہاں ٹھہر جاؤ۔ اور اپنے وطنِ اقامت اور سفر کی کیفیت بتلاؤ۔ مگر اُنہوں نے میرے سوال پر کچھ خیال نہ کیا جلد تر اُس محل کی طرف چلے گئے۔ اور دروازہ پر جاکر کھڑے ہو رہے۔ دیکھا تو بلا تامّل اندر سے دروازہ کھُل گیا۔ وہ بڑی نیاز اور اخلاص سے حضور کے پاس جاکر بیٹھ رہے۔ سلام مسنون الاسلام کے بعد جناب سے ہمکلام ہوئے۔ میں بھی بغرض دریافت حالات واپس آکر دروازہ سے باہر کھڑا ہو رہا۔ اور ان کی بات بڑی احتیاط سے سُننے لگا۔ چنانچہ انہوں نے کہا کہ اے مہربان ملائک عظام نے آپ کے نشان اور فیضان کا شہرہ تمام جہان میں مشتہر عام کر دیا ہے۔ جس سبب سے مردمان زائراں ہر کراں سے بمحبت فراوان آپ کے آستان پر آرہے ہیں۔ لیکن آپ کو شایاں ہے۔ کہ ان کے حال پُر ملال پر توجہ کمال فرمادیں تاکہ کوئی انسان آپ کے فیضان سے خالی اور محروم نہ جاوے۔ جناب نے جواب دیا۔ کہ اس سے پیشتر اس مکان سے ناکام کوئی نہیں گیا اور آئندہ بھی انشاءاللہ الرحمٰن کوئی شخص آئندگان سے خالی نہ جائے گا۔ پس تھوڑی دیر کے بعد وہ دونوں صاحبان شمس دوران سے مرخص ہوکر شمال کی طرف ساہیوال کی سمت کو روانہ ہوئے۔ تو میں نے فی الفور وہاں سے دوڑ کر ان کا تعاقب کیا۔ کہ یہ کون ہیں اور کہاں جاتے ہیں۔ مگر وہ عالی قدر جلد تر میری نظر سے غائب ہو گئے۔ کچھ پتہ نہ لگا کر وہ کہاں گئے۔ بعد ازاں ایک درویش معارف کیش نے فرمایا۔ کہ یہ ہر دو رجال عالمِ غیب سے ابدال تھے۔ اور آں ذات بابرکات کی ملاقات کے لیے تشریف لائے تھے۔

ذکرِ خلاصہ حالات دربارۂ اخلاق اور عادات آں ذات بابرکات

شمس دوران در ہمہ عادات و اخلاق و صفات — پیرو پیغمبرے بُد بر شریعت تا حیات
صورتِ او بود چوں شاہ سلیماں تو سوی — بر جمالش بود شیدا عالمے از شش جہات

جب بعنایات قاضی الحاجات شمس دوران کی آستان پر مخلوقات ہر جہات سے بیعنایات آنے لگی۔ تو ہر اشیاء ضروریات کی مسخرات بے نہایات ہونے لگی۔ تمام زائروں

marfat.com

اور مسافروں کو آپ کے لنگر خانہ سے عام کھانا ملتا تھا۔ چارپائی اور بستر ابھی ہر ایک مہمان کو آرام کے لیے مقام پہ دیا جاتا تھا۔ صدہا طالبان خدا پرست اور شاغلان مست الست جو آپ کی خدمت میں اقامت رکھتے تھے۔ ان سب کو پارچات اور ضروریہ اخراجات لنگر سے ملتے تھے۔ آپ کے سب اخلاق اور اوصافِ محمدی صفات کے مطابق تھے۔ اور آپ کی شکل باجمال اور سب افعال خواجہ محمد سلیمان علیہ الغفران کے موافق تھے۔ شرعی امورات اور دینی معاملات میں ہر وقت نیازمندانہ پابند رہتے تھے۔ ایزد ذوالجلال کی تقدیر پہ ہر حال خوش حال اور خورسند ہوتے تھے۔ مصائبات اور حوادثات زمانہ سے صابرانہ شکر کرتے تھے خویشوں اور درویشوں کے حالات پر بے غایات التفات فرماتے تھے۔ شہر کے مفلسوں اور بیکسوں کو لنگر سے کھانا دیتے تھے۔ مساکینوں اور یتیموں کو بہت عزیز رکھتے تھے۔ زائروں اور مسافروں کو بڑی مہربانی اور شیریں کلامی سے پاس بٹھاتے تھے۔ اور ہر شخص سے بشفقت کمال مفصل حال پوچھتے تھے۔ جو کہ وہ سب مردمان آپ کے حُسن اخلاق اور اشفاق سے شادماں اور کامران ہو جاتے تھے۔ اور ہمیشہ آپ کی مہربانی کی شادمانی سے ثناخوان رہتے تھے۔ آپ کی ذات بابرکات سے صدہا کرامات اور خوارق عادات ہمیشہ رونما ہوتی تھیں۔ مگر زیادہ تر اخفا کرتے تھے۔ ہر محتاج کی حاجات اور مرادات توجہ باطنی سے خود ادا فرماتے تھے۔ مگر اکثر اوقات حل مشکلات کے لیے ظاہری توسلات پیش لاتے تھے۔ بہت منکرین اور منافقین جو بغرض بحث اور تکرار حاضر دربار ہوتے تھے۔ صرف دیکھتے ہی بلا گفتار آپ کی ذات پُر انوار پہ مجنون وار فریفتہ اور جاں نثار ہو جاتے تھے۔ اور آنجناب ان کی حالت پر عنایت کی نظر بیشتر فرماتے تھے۔ اگرچہ آپ کے پیر روشن ضمیر مجالس میں ساز اور مزامیر سنتے تھے مگر آپ بنا بر مزید اتقان کا استماع ہرگز نہیں کرتے تھے۔ جب سب مہمان اور مسافران لنگر سے کھانا کھا جاتے۔ تب حضور انور تھوڑا سا ماحضر تناول فرماتے تھے۔ ہمیشہ پایں کی تکلیف کو اختیار اُبرداشت کرتے تھے۔ کبھی سیر ہو کر پانی نوش نہ فرماتے۔ باوجود ضعف عمری کے ہر وقت مصلا پہ دوزانو بیٹھے رہتے تھے۔ صرف قیلولہ کے وقت چارپائی پر دراز ہوتے تھے۔ اکثر مسجد میں باجماعت نماز پڑھتے تھے۔ مگر فرش کے اوپر کوئی علیحدہ مصلا

marfat.com

اپنے لیے نہیں بچھواتے اور عرس کی مجلس میں مصلا پر دوزانو بیٹھے رہتے تھے کوئی تکیہ وغیرہ پاس نہیں رکھتے تھے۔ اگر کسی لنگر کے مجرم کو مقیمان دربار خدمت میں پیش کرتے تھے تو آپ اُس پر ہرگز خشمگین اور چین بہ جبیں نہ ہوتے تھے۔ بلکہ شیرین کلامی اور مہربانی سے اس کو نصیحت فرماتے چونکہ آپ کی جمالیت کئی درجہ جلالیت سے زائد تھی۔ اس لیے ہر حالت اور ہر شان میں جمال کا عنوان بے پایاں آپ کی ذات بابرکات سے عیاں تھا۔ جب وظائف سے فراغت پاتے تھے تو سب زائرین اور سائلین بعقیدت خاص جناب کے پاس آ بیٹھتے تھے۔ پس آپ بعنایات خاص ساعت بہ ساعت نظر عنایت ہر ایک بشر کے حال پُر ملال پر مبذول فرماتے تھے۔ جس سے ان کے دردوں کے وبال اور دلوں کے زنگال فی الحال دور ہو جاتے تھے علماء نامدار اور سادات کبار کی بہت تعظیم کرتے تھے۔ طالبوں اور درویشوں کو زیادہ عزیز رکھتے تھے۔ بیوگاں اور یتیموں پر بہت شفقت فرماتے تھے۔ بزرگوں کی اولاد اگرچہ ناشائستہ کردار اور کجرفتار ہوتی تھی۔ تاہم ان کا لحاظ اور اعزاز کرتے تھے۔ بلکہ اگر کوئی نامراد کسی عناد سے بزرگوں کی اولاد سے فساد کرتا تھا تو اس پر ناراض ہوتے تھے۔ اور خلاف عادات ان کی امداد فرماتے تھے۔ چنانچہ منجملہ ازاں تھوڑا سا ذکر درج ذیل ہے۔

ذکر شاہصاحب پیر لکھی شاہ ساکن شاہپور کانجو بطور تمثیل

سیدے را دزدے بخود دہقان شریر — عرض کرد ایں حال شخصے نزد آں شمسِ منیر
گفت آنحضرت سرِ دہقان حق خواہد شکست — روز دوم از اسپ زیر افتاد شد رحلت پذیر

یہ بیان بزبان خاص اور عوام مشتہر عام ہے۔ اور میاں غلام فرید صاحب سیال نے بصدق مقال یوں ذکر کیا ہے۔ کہ سیادت پناہ پیر لکھی شاہ صاحب ساکن شاہ پور کانجو جو سیال شریف سے سات آٹھ میل کے فاصلہ پر واقعہ ہے۔ اور وہ ایک مشہور خاندان پیران والا نژاد کی اولاد میں سے تھے اور شمس دوران بہ طفیل بزرگان اس کا بہت لحاظ اور اعزاز فرماتے تھے۔ اس نے بہ شامت کردار ایک منکوحہ عورت زمیندار کو اغوا کر لیا۔ اور مطلقہ کرا کر پھر نکاح کیا۔ مسمی جمال کو جو اس عورت کا سسرال تھا اس حال سے

marfat.com

سخت ملال آیا۔ اور شاہ صاحب کو اس نے برملا بہت کچھ ناسزا کہا۔ اور مجلس عام میں دشنام دے کر بیعزت اور بدنام کیا۔ جس سے عوام مردمان میں شاہ صاحب کی ذلت فراواں ہوئی۔ کسی نے حضرت بزرگوار کی خدمت میں آکر اظہار کیا۔ عالی جاہا مسمّی جمال نے لکھّی شاہ کا بہت بُرا حال کیا ہے۔ آپ کو رنج آیا۔ اور فرمایا جب اس نامراد نے بزرگوں کی اولاد کو رنجیدہ اور ناشاد کیا ہے۔ تو ضرور اس مغرور کا سر چور ہو جائے گا۔ دنیا کے جہان میں وہ آرام نہ پائے گا۔ پس ایسا ہی ہوا کہ دوسرے روز وہ برات کے ساتھ گھوڑے پر سوار ہو کر موضع جوڑے میں جا رہا تھا۔ راستہ میں بتقدیر کردگار ایک آندھی دھند ہو کار یک دم نمودار ہوئی۔ جس سے بیکنار اس کے غبار اور اندھار سے تمام جہان میں شام پڑ گئی اُس وقت اُس کم بخت کا گھوڑا بے اختیار دوڑا۔ اور وہ سوار لاچار ہو کر بحالت زار زمین پر گر پڑا۔ اور جھٹ اس کا سر پھٹ گیا۔ پس اسی آن میں بتقدیر سُبحانِ عالم جاودان کو راہ رواں ہوا۔

ذکر در بیان کیفیّت اجلاس اعراس خواجگان علیہم الرضوان

حضرت شمس دوران احتیاط فراواں سے اپنے مکان پہ پیران عظام کے اعراس بڑے اخلاص اور اختصاص سے تواریخ معیّن پہ فرماتے تھے۔ یعنی بڑے سامان سے گوشت حلوا عام پکوا کر مہمانان حاضرین اور سائلین و مساکین کو پیٹ پُر کھلاتے تھے اور اس طعام اور کلام کا ثواب بروح مقدّس جناب رسالت مآب اور ان کی آل امجاد اور اصحاب و احباب کو اور خصوصاً اس بزرگ صاحب ارشاد اور جمیع پیران والا نژاد کو بخشتے تھے۔ سب اعراس میں سے حضرت خواجہ محمد سلیمان علیہ الغفران کے عرس پہ ہفتم ماہ صفر کو مردمان کا اژدحام بے پایاں ہوتا تھا۔ ہر اطراف اور اضلاع سے جوق در جوق ہو کر بڑے شوق سے لوگ آتے تھے تمام اعراس پر صرف ایک دن ہی مجلس ختم کا اجلاس فرماتے تھے۔ اور آپ اُس مجلس میں مُصلّا پر عجز اور ادب کثیر سے آخیر تک دوزانو بیٹھے رہتے تھے۔ کوئی تکیہ وغیرہ پاس نہ رکھتے تھے۔ اوّلاً حسبُ الارشاد آں شمس الاقطاب اکثر مولوی معظم الدین صاحب مرد لوی اور میاں غلام محمدؐ

marfat.com

صاحب سیالوی حسب ترتیب ذیل ختم پڑھ کر اس کا ثواب آنجناب کے ملک کرتے تھے۔ بعد اللہ
دہ روشن ضمیر قوالی بلا مزامیر سنتے تھے۔ (ترتیب ختم) اوّل سورۃ ملک بعدہٗ سورۃ اخلاص
تین مرتبہ اور سورۃ فلق ایک مرتبہ اور سورۃ الناس ایک مرتبہ اور سورۃ فاتحہ ایک مرتبہ اور سورۃ
بقر اَلَمْ سے هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ تک ایک مرتبہ بعدہٗ دَعْوٰىهُمْ فِيْهَا سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ
وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلَامٌ وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۝
ایک بار۔ بعدہ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ
وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝ ایک بار سُبْحَانَ
رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ
لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ ایک بار پڑھتے تھے قوالی کے بعد بھی اسی طرح یہ ختم حسب ترتیب
پڑھاتے تھے۔ اور کبھی بعد میں بباعث تنگی وقت کے سورۃ ملک کی بجائے آیات لَا
يَسْتَوِيْ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝
پڑھایا کرتے تھے اور ختم کا ثواب حضرات کے ارواح مطہرات کو بخش کر سب خادمین
حاضرین کے لیے عنایت قلبی سے دعا طلبی فرماتے تھے۔ اس مجلس میں قوالان بزبان خوش
الحان صرف مولود شریف اور غزلیات توحید سناتے۔ کوئی مزامیر نہیں بجاتے تھے جس
سے سب سامعین اور شائقین بڑا لطف اٹھاتے تھے۔ سبحان اللہ آں ذات بابرکات
سے اُس خاص اجلاس میں ایسا اقتباس ہوتا تھا کہ صدہا مشتاقان اشتعلگان اس میدان میں
آپ کے جلوہ رخسار پُرانوار پہ پروانہ وار پھڑکتے تھے۔ اور سینکڑوں صوفیا کرام اور اتقیاء
عظام آپ کے جمال بے مثال پہ فریفتگاں بحالت وجدان تڑپتے تھے۔ ہزاراں ہزار
بندگان کردگار کے دل مضمحل آپ کے فیضاں کے باران سے مصفا اور مسرور ہوتے
تھے اور آپ کی عنایت کی نظر سے بہ نعمت باطنی اور بمحبت ایزدی بڑے محظوظ اور
مخمور ہوتے تھے ہر ایک انسان اس رحمت کے عمان سے کامران ہوتا تھا کوئی بشر
حاجت ور آپ کے فیوضات اور عطوفات کے بحر سے ناکام نہیں جاتا تھا۔ جب کوئی
طالب خدا اور ۔ تی باصفا وجد کے اثناء میں اُٹھ کر رقص کرتا تھا اور مخمورانہ اور اشتعلگانہ

marfat.com

اُس مجلس میں پھرتا تھا۔ تو آپ اُس کے لئے تعظیماً کھڑے ہو جاتے تھے۔ تا دقیقہ کہ نہیں بیٹھتا تھا کھڑے رہتے تھے۔ اور قوالوں کی ہر ایک جوڑی کو ایک ایک روپیہ بطور دیل کے تبرکاً عطا فرماتے تھے۔ بجز ایام اعراس کے بھی ہمیشہ اس آستانِ ہدایت نشاں پر زائروں کا آمد و رفت بے پایان ہوتا تھا۔ اور رات دن ہزاروں مہمانوں کا مکان پر اژدحام رہتا تھا۔ اور وہ لوگ محبت اور شوق سے جماعت وار اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے رہتے۔ اور قوالی سے ذوق اُٹھاتے۔ اور عشق کے میکدہ سے لذت پاتے تھے۔ اس مُبارک زمانہ میں جناب کا آستانہ ایک عشق الٰہی کا میخانہ تھا اور زندگی تک اُس شراب کا نشہ صوفی کے دماغ سے دور نہیں ہوتا تھا۔ عمر بھر وہ ساقی اور ساغر اس کو یاد رہتا تھا۔

ذکر دیرین سال حالت وجدان حضرت شمس دوران علیہ الرحمۃ والغفران

شمس انور ابر وزے بر سماعِ غزل خواں وجد شُد افتاد اندر مجلسے شور و فغاں
ساکنانِ شہر زانحالت ھمہ بگریستند بل تزلزل او فتادہ در زمین و آسماں

راقم نے روایت جناب حضرت صاحب ثانی عارف ربانی کی زبانی یوں سُنی ہے۔ اور دیگر پیر بھائیان معتبران بھی اسی طرح بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک دن مردمان زوّار تخمیناً ایک ہزار حضرت کے دربار پر موجود تھے۔ علی الصباح وہ خادمان درگاہِ آستان کے میدان میں باہم بیٹھ کر قوالی سُن رہے تھے۔ اور شمس دوران اپنے مکان میں اس وقت وظائف پڑھ رہے تھے۔ جب قوالوں کا آواز اس غریب نواز کے کان میں گزرا تو جناب کو اس کے سننے کا میلان ہُوا۔ پس شغل عبادت سے فراغت پاکر قوالی کی سماعت کے لیے اس جماعت میں تشریف لائے۔ مگر وہ قوال جناب کی عظمت اور اجلال سے ہیبت کھا کر خاموش ہو رہے۔ جناب نے فرمایا کہ ع چوں دور سرد آمدئے درسبو نماند۔

مولوی حفیظ ماہی صاحب نے جو عارف ذات الٰہی تھے۔ عرض کیا کہ عالی جاہا سب کچھ مہیا ہے۔ تب قوالوں نے بلند آواز سے یہ غزل آغاز کی جس سے آنحضور فیض گنجور بہت محظوظ اور مخمور ہوئے۔

غزل

شرابِ عشق کا اندر جام کردند نصیبِ عاشق بدنام کردند
ثنائے زلفِ رخسارِ تو اے ماہ ملائک ورد صبح و شام کردند

marfat.com

اس کی سماعت سے جناب کی طبیعت پر اس قدر اثر ہوا۔ کہ آپ کی خاطر عاطر سے صدہا اضطرار اور چہرہ منوّر سے رنگارنگ انوار نمودار ہو رہے۔ اور چشمان خمار سے گوناگوں اطوار اظہار ہوئے اور آپ کے اندرون سے ایک ایسا آواز پر سوز گداز آنے لگا جیسا کہ دیگ کلاں چولہے پر جوشاں اور خروشاں ہے۔ اس وجد کی حالتِ پُر جلالیت میں آپ نے ایک زانو اٹھایا۔ اور دوسرا دبایا اور آنکھ خونیں سے اشک رنگین کا ایک قطرہ باہر آیا۔ تو یکسر ہر ایک بشر پر اس وجد کا اثر ایسا جلوہ گر ہوا کہ تمام مردمان خورد و کلان بے ہوشی اور مستی کے عالم میں غلطاں اور نالاں ہو رہے اور پروانہ وار اس شمس کے انوار پر بیقرار ہو کر افتاں خیزاں قرباں ہو گئے۔ اور حضرت محمد الدین سجادہ نشین صاحب پر ایسی حالت طاری ہوئی کہ وجد کی خماری اور بیقراری سے اُنہوں نے اپنی ساری پوشاک اتار کر قوالوں کو دے دی اور مستورات کے زیورات بھی فی الحال گھر سے نکال کر بے اختیار ان کو ایثار کر دیئے اور بادۂ وحدت سے سرشار ہو کر مست وار پڑے رہے۔ دوسرا مولوی سلطان محمود صاحب ساکن انگا ضلع جہلم جو عالم معتبر اور استاد نامور ذیقدر تھے۔ اور وہ اکثر حضرت شمس انور پر سماع کی نسبت شکایت اور اعتراض رکھے تھے۔ اور اس مسئلہ کی بحث اور تکرار کے لیے شمس انوار کے دربار پر آنے کو تیار رہتے تھے۔ تو بتقدیر کردگار وہ بلاغت شعار اتفاقاً اس دن مناظرہ اور مباحثہ کے لیے خاص اس اجلاس میں آ گئے ان محبوب کبریا کی مست نگاہ ہوش ربا کو دیکھ کر یک دم بے حواس ہو رہے۔ بیتاب ہو کر کتاب کو پھینک ڈالا اور دستار کو اتار کر زمین پر مارا اشفتگانہ اس مجلس خانہ میں رقص کرنے لگے اور بار بار بالتکرار کہنے لگے کہ بیشک سماع برحق ہے۔ چنداں سکھاں ملازمان سرکار جو ملک سلطان محمود خاں رسالدار کے ہمراہ دربار پر آئے ہوئے تھے وہ بھی اُس مجلس میں سر برہنہ دیوانہ کی مثل سرگردان اور نعرہ زناں تھے بلکہ شہر کے باشندگان بھی اس آن میں تمام مرداں اور زناں خود بخود ذوق شوق سے اشک ریزاں اور گریاں تھے۔ الغرض ہر اطراف سے گریہ کا آواز بڑے سوز گداز کا آ رہا تھا۔ بلکہ زمین اور آسمان بھی گونج مچا رہا تھا ؎

عاشقانِ کبریا در وجد چوں نعرہ زنند　　آسماں وہم زمین با درد دل نالہ کنند

اس وقت صرف مولوی حفیظ ماہی صاحب اور شیخ عبدالجلیل صاحب جو عارف

marfat.com

باخلاص تھے قائم الحواس رہے۔اور حضور کے پاس کھڑے ہوکر لوگوں کو ہٹاتے رہے۔اس لیے کہ وہ لوگ آتش شوق سے جل کر پروانہ کی مثل بیخود ہوکر شمس الانور پر گرتے تھے۔ اور اپنی جان بریاں کو جناب کے اقدام پر فدا کرتے تھے۔وہ ایک ایسا دردخیز اور قلق انگیز واقعہ تھا جو تحریر اور تقریر میں نہیں آسکتا۔اور کاغذ کے میدان میں وہ دل سوز بیان نہیں سما سکتا۔

قلم بشکن سیاہی ریز کاغذ سوز دم درکش　　کہ ایں ذکرے الم افزا بدفتر ہائے گنجد

آخر جب آنجناب کی حالت پُر اضطراب کی انقلاب سے فرد ہوئی تو آپ نے پوشاک اپنی اُتار کر قوالوں کو عطا فرمائی۔ اور تمام غلامان اشفتہ حال کے احوال پر کمال عنایت اور مرحمت کی۔

ذکر دربارہ اوراد و اشغال حضرت ذوالکمال رضی اللہ المتعال

ظاہراً کیفیتِ اوراد آں عالی جناب　　مے نویسم دباطناً واللہ اعلم بالصواب

ہر زمان در ذکر قلبی بود شاغل باخدا　　لیک از وردِ لسانی نیز کشتے کامیاب

شمس الاجلال کے اوراد اور اشغال کو پورا بیان کرنا محال ہے۔مگر جو کچھ علے العموم بذہن ناقص معلوم اور مفہوم ہوا ہے۔اس کو مرقوم کیا جاتا ہے۔ وہ عالی قدر زیادہ تر مجاہدہ قلبی اور مراقبہ باطنی میں مشغول اور مصروف رہتے تھے۔چنانچہ آدہ رات کے بعد اُٹھکر بارہ رکعت نماز تہجد پڑھتے تھے۔پھر ایک بار اسماء حسنیٰ اور پانچ سو بار دعاء استغفار پڑھ کر مراقبہ کرتے تھے۔پھر بامداد کی نماز کے بعد مسبعات عشرہ اور اسبوع شریف اور دعاء کبیر اور درود مستغاث اور ورد کبیر بیت احمر اور سلسلہ چشتیہ اور منزل دلائل الخیرات اور منزل قرآن پڑھکر بارہ رکعت نوافل اشراق ادا کرتے تھے اور بعدہ تمام زائروں اور ارادتمندوں کو جو اس وقت حاضر خدمت ہوتے تھے بڑی عنایت سے بیعت فرماکر وظائف سے مستفیض اور مستفید فرماتے تھے۔پھر دوپہر کے وقت طعام ماحضر تناول فرماکر چارپائی پر دراز ہوتے تھے۔اور کوئی تصوف کی کتاب مطالعہ کے لیے پیش نظر رکھتے تھے اور مغرب کے بعد چھ رکعت نفل اوّابین دو رکعت حفظ الایمان اتمام کرتے تھے۔پھر تین سو مرتبہ نفی اثبات اور اسم ذات کا جہر کرتے مراقبہ فرماتے تھے

marfat.com

عشائ کے وقت کچھ غذا تناول فرما کر اور نماز سے فارغ ہو کر ایک ہزار درود شریف اور ایک بار سورۃ ملک اور سورت یٰسین پڑھتے تھے۔ پھر باطنی شغل رکھتے تھے۔ الغرض آں ذات بابرکات دن اور رات بہر اوقات خدا کی یاد میں مستغرق رہتے تھے۔ کسی وقت شغل باطنی سے فارغ نہ ہوتے۔

ذکر دیرین ارشادات حضرت شمس دوران بناحصول مرادات اور حاجات مسترشدان

چند ادرادنے ارشادات آں شمس الھدا — بہر حاجات و مصائب نیز حُبِّ کبریا

مینویسیم با صداقت از برائے خاص و عام — تا شود حاجت وراں راہر زماں حاجت روا

جو اوراد حضرت شمس الاقطاب لوگوں کو ارشاد فرماتے تھے۔ ان میں سے بعض وظائف جو طالبوں اور حاجت مندوں کی حاجات اور مرادات کے لیے ضروری ہیں ارقام کیے جاتے ہیں ذکر جہر جو محبت الٰہی کی آتش کو بھڑکانے والا اور خطرات نفسانی کو ہٹانے والا ہے۔ آں فیاض زمان اپنے غلامان خاص اور عام کو اُس کے پڑھنے کی اکثر اجازت فرماتے تھے۔ اور اس کی مداومت میں بکثرت تاکید اکید کرتے تھے۔

ترتیب ذکر جہر نفی اثبات

آپ فرماتے تھے کہ طالب حق کو چاہیئے۔ کہ نماز شام کے بعد بہ طہارت تمام خلوت میں رو بہ قبلہ بشکل مربع بیٹھ کر آنکھیں بند کرے۔ اور ہر دو ہاتھ اپنے ہر دو زانو پر رکھے اور دائیں پاؤں کے انگوٹھے اور انگلی سے بائیں زانو کے اندرون رگ قیماس کو محکم پکڑے تاکہ دل میں حرارت پیدا ہو جو بہ تصفیہ کا باعث ہے۔ اس سے دل کی چربی جو وہ خناس کی جاء قرار ہے۔ گداز ہو جاتی ہے اور وساوس شیطانی اور ہواجس نفسانی کم ہو جاتے ہیں پس اس طریق سے سب خیالات دنیاوی دور کر کے یک دل اور یک زبان ہو کر ذکر شروع کرے۔ مگر پہلے تین مرتبہ درود شریف اور تین مرتبہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھ کر لا الہ الا اللہ بلند آواز سے شروع کرے۔ لیکن اس میں شرائط مندرجہ ذیل کو جو بیت کے ضمن میں درج ہیں ملحوظ رکھے **بیت**

بررخ[۱] و ذات[۲] و صفات[۳] و مدد[۴] و شد[۵] و تحت[۶] و فوق[۷] — مینماید طالباں را کل نفس ذوق شوق

اس کے معانی اور مرادات یہ ہیں۔ بررخ[۱] سے مراد اپنے پیر بیعت کی صورت اور ذات[۲]

marfat.com

سے مُراد حق سبحانہ و تعالیٰ کا وجود مطلق اور صفات[۳] سے مراد صفات امہات مثلاً حیات اور علم اور قدرت اور ارادت اور بصر اور کلام۔ اور مدّ[۴] سے مراد لا الٰہ کی مد کھینچنا اور شد[۵] سے مراد اِلّا اللہ کی شد کو تشدد سے پڑھنا۔ اور تحت[۶] سے مراد کلمہ لا کا بائیں زانو سے شروع کرنا اور الٰہ کو دائیں کتف پر پہنچانا۔ اور فوق سے مراد کلمہ اِلّا اللہ کو دائیں کتف سے شروع کرنا۔ اور سانس کی تقویت سے دل پر لاکر قلب پر زور سے ضرب چلانا۔ آنجناب اس کا خلاصہ یوں فرماتے تھے کہ طالب اپنے پیر کی صورت کو حاضر ناظر سمجھے اور کلمہ لا[۷] کا بائیں زانو کے سر سے شروع کرے اور مدّ سے لمبا کرکے الٰہ کو دائیں کتف پر پہنچاوے۔ اور اپنے خیال میں اس کے معنے کے لحاظ سے اپنی ذات اور کل موجودات کی نفی کرے اور اِلّا اللہ کو دائیں کتف سے اٹھاکر تشدید سے نیچے لاکر دل پر ضرب لگائے اور حسب لیاقت اس کے معنے مطابق اللہ کی ذات کا اس طرح اثبات کرے۔ چنانچہ لامعبودا الا اللہ لامقصودا الا اللہ لا مطلوب الا اللہ لا موجودا الّا اللہ اس سے خطرات اور وہمات دل کے جاتے رہتے ہیں۔ ان شرائط سے پہلے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کو ایک سو مرتبہ پڑھے۔ مگر ساتویں مرتبہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ کہے بعدہ صرف اِلَّا اللّٰہُ کو شرائط مطابق دو سو مرتبہ پڑھے مگر ہر نانویں مرتبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہ کہے پھر اسم ذات یعنی اَللّٰہُ کو تین سو مرتبہ اس ترتیب سے پڑھے کہ پہلے تین بار اَللّٰہُ کے ساتھ جل شانہ کہے اور لفظ اَللّٰہ کا الف ناف سے شروع کرے اور قوت سے اللہ کے لام کو مشدد کرکے ہٗ کو دماغ میں پہنچاوے اور اس میں صفات امہات کا ضرور خیال رکھے اور اپنے وجود کو اس کی ہستی میں نیست کردیوے۔ اسماء صفات امہات یہ ہیں۔ حیٌّ۔ علیمٌ۔ قدیرٌ۔ مُرِیدٌ۔ سمیعٌ بصیرٌ۔ متکلمٌ۔ الغرض چونکہ تمام کائنات میں ان اسماء کی صفات کا ظہور ہے۔ اس لیے اس واحد ذات کی ان صفات سے سب تعینات صورت دکھلا رہے۔ یعنے ایک خورشید سے جا بجا جلوے صفاتی رونما ہو رہے ہیں۔ فی الاصل سب موجودات اور مخلوقات نیست ہے۔ صرف اس کی صفات کا عکس ہے۔ جیسا کہ کلمہ لا موجودا الّا اللہ اس کا مصدق ہے۔ جب طالب اسم ذات کو ان شرائط سے تین سو مرتبہ پورا کرے تو دل کی طرف متوجہ ہوکر بیٹھ رہے۔ اور دل کی حرکت کو محسوس کرے اور زبان بند کرکے اُس حرکت کو اللہ کا تلفظ تصور

marfat.com

کرے۔ کہ گویا دل کے مقام سے اللہ کا نام ظاہر ہو رہا ہے پھر تھوڑی دیر کے بعد اپنے شوق ذوق کے لیے دعا مانگے۔

ذکر پاس انفاس کلمہ نفی اثبات

حضرت شمس دوران علیہ الغفران فرماتے تھے۔ کہ اس وظیفہ کے شغل سے ذاکر کو تصفیہ قلبی اور تزکیہ باطنی حاصل ہوتا ہے اور اس کی مداومت سے دل زندہ ہو جاتا ہے۔ خواب اور بیداری میں دل سے ذکر آواز محسوس ہوتا ہے۔ اور ذاکر کی عمر دراز ہو جاتی ہے۔ اور دل میں محبت الٰہی کی حرارت پیدا ہوتی ہے۔ اور اس کے شغل کا طریقہ یوں فرماتے تھے کہ سانس اندر جائے تو لَآ اِلٰہ اور باہر آئے تو اِلَّا اللّٰہ کو سانس سے کہے نہ زبان سے۔ بلکہ زبان کو تالو سے لگا کر بند کر دی جائے تاکہ وہ کچھ حرکت نہ کر سکے۔ اور ان کلمات کا آغاز اور انتہا ناف سے ملحوظ رکھے اور اس ذکر کو ہر وقت یعنی بیٹھنے اٹھنے پھرنے سونے میں برابر جاری رکھے۔ کچھ عرصہ کے بعد دل خود بخود ذاکر ہو جائے گا۔

ذکر پاس انفاس اسم ذات

آنجناب فرماتے تھے کہ اسم ذات کا پاس انفاس نفی اثبات کے برابر ہے۔ اس سے بھی وہی فوائد اور نتائج ظاہر ہوتے ہیں جو نفی اثبات سے برآمد ہوتے ہیں اور اس کے ذکر کا طریقہ یہ ہے۔ کہ اَللّٰہُ کے ضم کو بطور اشباع اس قدر لمبا کھینچا جائے کہ اس سے واؤ پیدا ہو۔ اور لام کو مدسے مشدد کر کے سانس سے دل کی لسان (زبان) بنا کر پڑھا جائے۔ یعنی جب سانس اندر آئے تو اَلّا مشدد کو سانس کی قوت سے دل پر لٹکایا جائے۔ پھر جب سانس باہر جائے تو ہٗ کو اشباع کے طور کھینچ کر ناک سے نکالا جائے۔ زبان اور دہان بالکل بند رہے۔ اور معنی کا لحاظ رکھا جائے اس سے حرارت اور سوزش بہت پیدا ہوتی ہے۔ اگر اس سے دماغ میں زیادہ تر خشکی ہو جائے تو روغن سے سر کو تر رکھے۔

وظیفہ حل مشکلات اور مہمات کے واسطے

مرأۃ السالکین سے نقل ہے۔ کہ حضرت شمس العارفین فرماتے تھے۔ کہ اگر کسی کو کوئی سخت مشکل اور مصیبت پیش آئے تو وہ سورۃ یٰسین کو اہم مرتبہ ہر روز تین دن تک یعنی چار شنبہ سے

marfat.com

سے شروع کر کے جمعہ تک پڑھے۔ وحدت مکان اور وحدت زمان اس میں شرط ہے۔ اور پڑھتے وقت اپنے سر بن کو زمین سے نہ اُٹھائے۔ جب ختم کرے تو اس طرح دعا مانگے کہ الٰہی بحرمت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور برکت خواجگان چشت میری مشکل حل فرما۔

وظیفہ واسطے دفع شر ظالماں اور فساد مخالفاں کے

حضرت شمس الاقطاب واسطے دفع فساد ظالموں اور عناد مخالفوں کے یوں ارشاد فرماتے تھے کہ فجر کے وقت ان سات آیات کو مسبعات عشرہ کے بعد سات سات مرتبہ پڑھا جائے انشاء اللہ تعالیٰ ظالموں اور مخالفوں کی شرارت سے نجات ہو جائے گی۔ آیات یہ ہیں جو پانچویں سیپارہ کے اخیر میں ہیں۔

اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا ۝ وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ وَاسْئَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ وَاِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰٓى اِثْمًا عَظِيْمًا ۝ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۝ مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا ۝

برائے ادائے قرض

حضرت شمس الاقطاب ادائے قرض کے لیے ارشاد فرماتے تھے کہ یَا وَهَّابُ کو فجر کی نماز کے بعد ستر مرتبہ روز مرہ بلاناغہ پڑھا جائے۔ اور اس طرح دعا مانگی جائے کہ خداوندا بہ طفیل حضرت سرور کائنات اور طفیل آل خلاصہ موجودات اور اصحاب والا درجات اور حضرات خواجگان چشت رضی اللہ تعالےٰ عنہم اجمعین کے میرا خاتمہ بالخیر کر اور سلب ایمان سے امان بخش اور دین و دنیا کی مشکلات اور قرض سے فارغ کر۔

marfat.com

دیگر برائے دفع ادائے قرض

جو شخص اس دعاء کو ہر فرض کے بعد ایک سو مرتبہ پڑھے۔ تھوڑے عرصہ میں اُس کا قرض ادا ہو جائے گا۔ اور اس کو کسی کی احتیاج نہ رہے گی۔ اَللّٰھُمَّ یَا غَنِیُّ یَا حَمِیْدُ یَا مُبْدِئُ یَا مُعِیْدُ یَا رَحِیْمُ یَا وَدُوْدُ اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْ بِحَلَالِکَ عَنْ حَرَامِکَ وَبِطَاعَتِکَ عَنْ مَعْصِیَتِکَ وَاَغْنِنِیْ بِفَضْلِکَ عَمَّنْ سِوَاکَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ۝

برائے خلاصی محبوس

مَاشَاءَ اللّٰہُ کَانَ وَلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ۝ حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ۔ اس کو قیدی جلسہ واحد میں ہزار بار پڑھے اور خداوند تعالیٰ سے بعجز و نیاز دعا مانگے۔ بفضلہ تعالیٰ قید سے رہا ہو جائے گا۔

برائے شفائے ہر مرض

آنجناب ارشاد فرماتے تھے کہ ان آیات کو بمعہ فاتحہ لکھ کر مریض کے گلے میں ڈالا جائے۔ اگر دھو کر پلایا جائے اور پڑھ کر دم کیا جائے تو دفع مرض کے لیے بہت مفید ہے۔ یَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ یٰاَیُّھَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْکُمْ مَّوْعِظَۃٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ ۙ وَھُدًی وَّرَحْمَۃٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ۝ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَاتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ ۝ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا ھُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَۃٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ۙ وَاِذَا مَرِضْتُ فَھُوَ یَشْفِیْنِ ۝ قُلْ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ھُدًی وَّشِفَآءٌ ۝ بفضلہ تعالیٰ مریض شفایاب ہو جائے گا۔

برائے دفع امراض چشم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَرْقِیْکَ مِنْ کُلِّ نَفْسٍ اَوْ عَیْنِ حَاسِدٍ اَللّٰہُ یَشْفِیْکَ بِسْمِ اللّٰہِ اَرْقِیْکَ ۝ ان کلمات کو لکھ کر پانی میں حل کر کے مریض کو پلایا جائے آنکھ کا ہر درد اور ہر عرض بفضلہ تعالیٰ دور ہو جائے گا۔

برائے الفت قلوب :۔ جمعہ کی آدھی رات کو بہ طہارت کامل اس آیت کو تیس

marfat.com

بار پڑھا جائے۔ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۝ اور آخر میں ہر بار کہے اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّيْ وَحَسْبِيْ عَلٰى فَلَانَ ابْنِ فَلَانَةٍ اَوْ فُلَانَةٍ بِنْتِ فُلَانَةٍ اَعْطِفْ قَلْبَهٗ اَوْ قَلْبَهَا عَلَيَّ وَذَلِّلْهُ اَوْ ذَلِّلْهَا فَاِنَّ اللّٰهَ يُعْطِفُ قَلْبَهٗ اَوْ قَلْبَهَا عَلَيْهِ اَوْ يُذَلِّلُهَا ۝

دیگر برائے اُلفتِ قلوب

وَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ اِنَّهٗ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝

برائے روائے حاجات دنیوی

حاجت براری کے لیے ستر مرتبہ اس دعا کو رات کے وقت روئے قبلہ بیٹھ کر پڑھا کرے۔ يَا شَفِيْقُ يَا رَفِيْقُ نَجِّنِيْ مِنْ كُلِّ ضِيْقٍ ۝

دیگر برائے حاجت روائی

حاجات براری کے لیے اس دعاء کو تین سو مرتبہ پڑھے انشاءاللہ حاجت روا ہوگی۔ يَا حَيُّ يَا حَلِيْمُ يَا عَزِيْزُ يَا كَرِيْمُ اس سخت کام کو آسان کر بِحَقِّ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝

برائے فتوحات

ہر صبح کو تین مرتبہ پڑھے اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ ابْتَدَيْتُ وَبِكَرَمِكَ اقْتَدَيْتُ وَبِنُوْرِ قُدْسِكَ اهْتَدَيْتُ وَبِفَضْلِكَ اسْتَغَثْتُ وَاسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ اس دعاء کو علی الدوام روزمرہ پڑھا جائے اس سے انشاء اللہ تعالیٰ بڑے برکات اور فوائد دینی و دنیوی میسر ہوں گے۔ حضور دل سے پڑھ کر دعا مانگا کرے۔

ذکر در بیان خلفائے کرام حضرت شمس دوران علیہ الغفران

پیشتر بودند خلفا یان آں شمس زماں — فیض ادشاں منتشر گردید اندر ہر کراں
نام ہا ۔۔ پنج دسی معروف را نبوشتہ ام — بیخبر ہستم زجاؤ اسم ہائے دیگراں

marfat.com

حضرت شمس دوران کے خلفاء کرام بے پایاں ہیں مگر اُن میں سے پینتیس[۳۵] صاحبوں کے نام جن کا راقم کو علم ہے۔ بصحت تمام ارقام کئے جاتے ہیں۔ منجملہ ازان تین صاحبزادگان صاحبان عالی شان ہیں۔ قائم مقام حضرت شمس العارفین خواجہ محمد الدین سجادہ نشین صاحب فضائل وکمالات اگین صاحبزادہ فضل الدین صاحب معارف وحقائق آئین صاحبزادہ شجاع الدین صاحب۔ اور پانچ خلفائے عظام بہ نسبت دیگر خلفائے زماں زیادہ ترفیض رساں عالمیان اور برگزیدہ فضلائے جہان ہیں۔ کرامت[۴] وعظمت پناہ حضرت غلام حیدر شاہ صاحب ساکن جلال پور شریف۔ عوارف[۵] وفضائل دست گاہ حضرت مہر علی شاہ صاحب ساکن گولڑہ شریف۔ قدوۃ[۶] العاشقین مولوی فضل الدین صاحب ساکن چاچڑ تحصیل شاہ پور۔ زبدۃ[۷] السالکین مولوی معظم الدین صاحب ساکن مروالہ والہ تحصیل بھیرہ۔ برگزیدہ[۸] صادقین مولوی محمد امین صاحب ساکن چکوڑی ضلع گجرات۔ مگر ان میں سے جناب شاہ صاحب جلال پوری اور حضرت پیر صاحب گولڑوی کرامات اور کمالات میں مستثنےٰ ہیں اور خلائق کی ہدایت اور افادت کے لیے مقتداء ہیں۔ باقی ستائیس[۲۷] صاحبان روشن ضمیر کے اسماء حسب ذیل تحریر کئے جاتے ہیں۔ مقبول[۹] بارگاہ جمیل شیخ عبدالجلیل صاحب ساکن موضع شیخ جلیل صاحب تحصیل شاہ پور۔ جو ابتداء سے اخیر عمر تک حضرت شمس منیر کی خدمت میں اقامت پذیر رہے اور ۲۵۔ ماہ جمادی الآخر ۱۲۹۳ھ کو بتقدیر قادر قدیر جنت بریں میں راحت گزیں ہوئے جناب مولوی حفیظ[۱۰] ماہی صاحب سید[۱۱] محمد شاہ صاحب غزنوی ساکن کٹاواڑہ علاقہ بوبک خیل ملک خراسان۔ سید[۱۲] اکرام شاہ صاحب ساکن سلہو کے علاقہ رسول نگر۔ سید نوبہار[۱۳] شاہ صاحب ساکن سنجر ضلع ڈیرہ غازی خاں اور سید[۱۴] حسن شاہ صاحب سنجر ضلع ڈیرہ غازی خاں اور سید[۱۵] صالح شاہ صاحب ساکن سلطان پور ضلع جھنگ۔ مگر اخیر عمر میں حضور انور کی اُس پر ناراضگی ہوئی اور نعمت باطنی اس سے سلب ہوگئی۔ اور میاں پیر[۱۶] بخش صاحب قریشی ساکن خواجہ آباد ضلع میانوالی۔ سید جندو[۱۷] ڈاہا شاہ صاحب ساکن تیسے خیل ضلع میاں والی۔ میاں علی حیدر[۱۸] صاحب ساکن خاص میانوالی۔ مولوی سلطان[۱۹] محمود صاحب ناڑ والہ ساکن چھپڑ تحصیل خوشاب مولوی احمد اللہ[۲۰] بن صاحب صوفی ساکن کلور ضلع میانوالی۔ ملاں[۲۱] خوشتو صاحب یوسف زئی۔ ساکن علاقہ کابل۔ سید حیات[۲۲] شاہ صاحب نارنگ والہ مولوی غلام[۲۳] محمد صاحب ساکن کدلہتی تحصیل خوشاب۔ سید رستم[۲۴] علی شاہ ساکن علاقہ پنچھ کشمیر

marfat.com

۲۵ محمد سعید شاہ صاحب ساکن بہتہ متصل شہر لاہور مصنف مرأۃ العاشقین ۲۶ سید مبارک شاہ جہانا آبادی علاقہ راولپنڈی۔ ۲۷ سید گلاب شاہ صاحب اورنگ آبادی ضلع کیمبل پور۔ ۲۸ سید غلام شاہ صاحب ساکن ہرن پور ضلع جہلم سید شاہ الہ بخش صاحب ساکن حاجی پور ضلع ڈیرہ غازی خاں سید شاہ خدا بخش صاحب ساکن سنجر ضلع ڈیرہ غازی خاں۔ ۳۱ مولوی علی محمد صاحب ساکن کوٹ کالا ضلع شاہ پور مولوی فتح محمد صاحب ساکن سلہیانہ ضلع جھنگ۔ ۳۳ حافظ صاحب سموکے والا ضلع کیمبل پور۔ سید فیض شاہ صاحب ساکن جہانب علاقہ جھنگ۔ ۳۵ میاں محمد طیب صاحب ساکن ملبل پڑی معروف جالندھری۔

ناظرین اور محققین کو واضح ہو کہ ان کے ماسوا اور بھی بہت خلفاء ہیں جو کہ بُعد الاطراف سے جناب کے پاس آئے اور نعمت باطنی اور گنج مخفی سے کامران ہو کر واپس اپنے مکان کو گئے اور پھر مسافت بعیدہ کے تکلفات سے یا عوارضات شدیدہ کے موانعات سے دوبارہ حضور کے دوارہ پر حاضر نہ ہو سکے۔ لہذا ان کا نام بوجہ عدم اعلام ارقام نہیں ہو سکا۔ جمیع اصحاب اور احباب کو پیدا ہو۔ کہ منجملہ سب خلفاء ذوالا ہنداکے؛ ابتدا میں جناب شاہ صاحب سید غلام حیدر شاہ شمس الہدا کی بارگاہ میں خلافت کے خلعت سے سرفراز ہوئے اور سب سے بعد سید پیر مہر علی شاہ صاحب خلافت سے مجاز اور نعمت باطنی سے ممتاز ہوئے۔ اس لیے صرف ابتدا اور انتہا کو لیا جاتا ہے۔ اور ان ہر دو صاحبان عظیم الشان کا خلاصہ بیان لکھا جاتا ہے۔ اور بقیہ خلفاء کا حال چونکہ اس مختصر رسالہ میں انفصال سے لکھنا محال ہے۔ اس لیے التوا کیا گیا ہے۔

ذکر سیادت و شرافت پناہ معارف و حقائق دستگاہ جناب شاہ صاحب حضرت غلام حیدر شاہ صاحب ساکن جلال پور شریف ضلع جہلم

عارفِ خمار بادۂ معرفت — کاملِ طیار ادنیٰ منزلت
تکیہ گاہِ عاجزان و بیکساں — باعنایت رہنماءِ گمرہاں
صاحبِ کشف و کرامت بالصفا — کاشفِ سرِ معارف بالضیا
معدن گنج خزائن معنوی — حضرت عالی قدر حیدر علی

marfat.com

در ہمہ اطراف عالم فیض آں — منتشر گشتہ بہر پیر و جواں
بود در اوصاف چوں شمس منیر — از رہِ الطاف شدا فاق گیر
بُد بہ گلزارِ معارف نونہال — شد معطر خلقتے زاں پر کمال
نیک منظر صاحبِ حسن و جمال — بر روانش باد رحمت ذوالجلال

آپ کی سکونت موضع جلال پور رکیکناں ضلع جہلم میں ہے۔ آپ کے والد ماجد کا نام سید جمعہ شاہ مکرم معظم ہے۔ اور آپ کی نسب چندیں پشت سے سید العارفین مخدوم جلال الدین صاحب بخاری سے ملتی ہے۔ اور زبدۃ الکاملین حضرت شمس العارفین سیالوی کے خلفاء اولین سے ہیں۔ ایسے صادق الیقین اور نیاز اگین تھے کہ ابتداء سے انتہا تک تمام عمر میں اس عالی قدر نے سیال شریف کی زمین پر بہ ادب تریں کبھی قدمیں میں نعلین نہ لیں اور نہ کبھی اپنے مرشد فیض رساں کے مکان میں چارپائی پر آرام فرمایا۔ ابتدا میں جتنے ایام حضور کے آستان پر قیام فرماتے تھے۔ لنگر کے کام میں محبت اور اہتمام سے ہر وقت کمربستہ رہتے تھے۔ اور مکانات کی تیاری اور لپائی کے لیے گارا اور کیچڑ سر پر اٹھاتے تھے۔ اور لنگر کے تمام کام کو دل و جان سے سعادت جاوداں سمجھتے تھے جب وہ پہلے معارف آگاہ سید غلام شاہ ہرن پور والوں کے ہمراہ حضرت کی خدمت حاضر ہو کر بیعت سے مشرف ہوئے تو ایک درویش خیر اندیش نے عرض کیا کہ عالی جاہ یہ سیدزادہ خوبصورت اور نیک سیرت بڑا شاغل ہے آپ نے فرمایا کہ واقعی یہ درویش صاف دل خلافت کے قابل ہے۔ بعدہ حضور فیض گنجور نے عنایت موفور سے ان کے حال پر کرم کمال فرمایا اور مدت قلیل میں منزل تکمیل کو پہنچایا۔ اور نعمت باطنی سے سرفراز اور ممتاز کر کے خلافت سے مُزین فرمایا۔ پس ہزاراں ہزار بندگان کردگار آپ کے فیضان سے کامران ہوئے۔ اور صدہا طالبان آپ کے احسان سے ذوالاحترام ہوئے۔ کشف اور کرامات میں بےنظیر تھے۔ متوکل اور شاکر ارادات تقدیر تھے تمام افعال اور اقوال میں شمس الانوار کے پیرو کار اور تابعدار تھے۔ عقیدت اور محبت سے مجنون وار جناب کے راستہ پر جاں نثار تھے۔ آنحضرت غریب نواز شاہ صاحب کی اعزاز بے انداز فرماتے تھے۔ چنانچہ جب مذکورہ روانگی کے وقت آنحضور سے مرخص ہوتے تھے تو حضرت عالی قدر اپنے مصلّے سے اُٹھ کر شہر سے باہر تک ان کے ساتھ تشریف

marfat.com

لے جاتے تھے۔ اور بڑی توجہ اور عنایات سے رخصت فرما کر واپس تشریف لاتے تھے۔ مگر شاہ صاحب بہت دیر تک وہاں پیچھے دست بستہ کھڑے رہتے تھے۔ آپ کا لنگر جناب کے لنگر کے مطابق تھا۔ اور آپ کا اشتغال حضور کے اشغال کے موافق تھا۔ شریعت کی متابعت میں نہایت ثابت قدم تھے۔ فیض بخشی اور فیاضی میں بحر کرم تھے۔ آخر جب بمشیت سرمدی اُس مقبول ایزدی کو داعی اجل نے بلایا۔ تو لبیک سے ان کا رمح پُر فتوح قالب عنصری سے بتاریخ ۶ رجمادی الثانی سنہ ۱۳۲۶ھ کو پرواز کر کے جنت الفردوس میں سرفراز ہوا۔

ذکر جناب معارف ایاب زبدۂ خاندان مصطفوی قدوہ دودمان مرتضوی بحر علوم ظاہری و باطنی برگزیدہ خانماں قادری حضرت مہر علی شاہ صاحب گولڑوی ادام اللہ تعالیٰ برکاتہم الیٰ یوم الدین آمین

مقتدائے سالکان و کاملاں — دستگیر بیکسان و عاجزاں
قرۃ العینین سرور انبیاء — وارث حسنین فخر اصفیا
زینتِ سجادۂ کل چشتیاء — نازنین بارگاہ مرتضےٰ
کامل غواص بحر معرفت — افضل شاہباز اوج منزلت
معدنِ علم خفی و ہم جلی — حضرت مہر علی شاہ ولی
از کمالش گشت شورے در جہاں — شد چو مقناطیس در جذبِ دلاں
فاضلانِ دین غلام درگہش — سروران دہر خدام درش
جنّ و انساں طالب دیدار او — گشت روشن عالم از انوار او
در کمالات و کرامت بے نظیر — مثل جدّ شاہ جیلاں دستگیر
فیض او چوں منتشر شد در بسیط — گشت ہر اطراف عالم را محیط
غیر مذہب کجرواں از ہر دیار — گشتہ اند در پیش علمش شرمسار

marfat.com

گر نبودے ذاتِ آں دریں زماں — تیرہ گر دیدے جہاں از گمرہاں
نسب اوازپشت بست وچارمیں — میرسد با دستگیر محی الدّین
از طفیلِ حرمت خیر البشر — باد فیاضِ خلائق تا حشر

آپ کا مولّد خاص مقام گولڑہ شریف ضلع راولپنڈی ہے۔ آپ عظمت پناہ سید نظیر الدّین شاہ صاحب کے خلف الرشید ہیں۔ آپ کی نسب نامہ منصب چوبیسویں (۲۴) پشت سے محبوب سُبحانی غوث صمدانی شیخ عبد القادر جیلانی سے ملتی ہے۔ چنانچہ حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب بن سید نظیر الدین شاہ بن سید غلام شاہ بن سید اسعد اللہ شاہ بن سید فخر الدین بن سید احسان اللہ شاہ بن سید درگاہی شاہ بن سید جمال علی۔ بن سید محمد جلال الدین بن سیّد ابو محمدؒ بن سید میراں شاہ محمد کلابی بن میراں شاہ قادر قمص بن سید شاہ ابی الحیات بن سید تاج الدین بن سید بہاء الدین بن سید جلال الدین بن سید داؤد بن سید علی بن سید ابو صالح نصر بن سید عبد الرزاق بن حضرت محبوب سبحانی میراں محی الدین عبد القادر جیلانیؓ۔ آپ کی والدہ ماجدہ پیران شاہ مقیم حجروی کی اولاد سے ہیں۔ اور آپ کی نانی صاحبہ حضرت مخدوم جلال الدین اوچ والوں میں سے ہیں۔ رحمت اللہ علیہم اجمعین ۵ علوم ظاہری اور باطنی میں بحرِ بے پایاں ہیں۔ حقائق اور معارف میں دریائے عمان ہیں۔ علماء متبحرین اور فضلائے محققین آپ کے علوم سے خوشہ چین ہیں۔ عارفین اور سالکین آپ کے فیضان سے بہرہ گزیں ہیں۔ سنا گیا ہے کہ جب پہلے پہل ارادہ استفادہ حضرت شمس الاقطاب کی جناب میں وہ زیارت سے شرف یاب ہوئے تو وحدت وجود کا مسئلہ بڑے تکرار اور اصرار سے استصواب کیا۔ اور جناب نے ان کے سوالات اور دلائلات کا مطمئن جواب دیا۔ جس سے اُن کو یقین واثق اور تسکین باسق ہوا۔ اور دل میں خیال کیا کہ یہ صاحب کمال بیشک شیخ مکمل اور عارف اکمل ہیں۔ مگر چونکہ اُن کو قادریہ سلسلہ میں بیعت کرنے کا اشتیاق اور رفاق زیادہ تھا۔ اس لیے دل میں گذرا کہ حیف اگر یہ قادری شیخ ہوتے تو میرا مدعا اور مقتضا پورا ہو جاتا۔ اُس محبوب ربانی نے کشف باطنی سے فرمایا کہ مجھے اپنے حضرت سے چاروں سلسلوں کی اجازت ہے۔ جو شخص قادریہ سلسلہ میں بیعت کرنی چاہے اس کو اُسی سلسلہ میں بیعت کیا جاتا ہے۔ تب ان کے دل سے سب خطرات اور شبہات دور ہوئے اور یک دم عقیدت

marfat.com

اور محبت موفور حضور کی بیعت سے مشرف اور مسرور ہوئے۔ بعدہٗ آں ذات بابرکات نے اُن کے حالات پر عنایات بے غایات سے توجہ فرمایا اور تھوڑی مدت میں کمال شفقت سے منزل مقصود کو پہنچایا۔ پھر آخرین اوقات میں بڑی توجہات سے خلافت کا خلعت پہنایا۔ اور نعمت باطنی اور گنج مخفی سے سرفراز اور ممتاز فرمایا۔ بیت

معدنِ انوار مہر عالمین آخر آمد گشت فخر الاوّلین

ابتدائے زمانہ میں اس یگانہ نے علم عربیہ کا درس پڑھایا۔ اور صدہا طلبا کو علوم دینیہ سے فیض پہنچایا۔ پھر حرمین شریفین کی زیارت کو تشریف لے گئے بیت اللہ شریف کا حج کر کے مدینہ طیبہ میں کچھ عرصہ مقیم رہے۔ اُن مقامات متبرکات میں بہت لوگ بہ نہایت شوق آپ کی بیعت سے مستفیض اور مستفید ہوئے۔ اور راستہ میں بھی ہزاراں ہزار بندگان کردگار آپ کے فیضان سے کامران ہوگئے۔ آپ کی ذات مصدر فیوضات جہان میں ایک اعلیٰ نشان ہے جس سے تمام غیر مذاہب کجرواں اور غیر مقلداں ترساں اور لرزاں ہیں۔ ہزاراں مصیبت زدگان افسردہ جان کو آپ نے کرم فراواں سے منزل مراد پر پہنچایا بیکراں مردہ دلاں کو باطنی فیض سے زندہ دل بنایا۔ آپ کے کشف اور کرامات بے غایات ہیں۔ اخلاق اور اشفاق میں خیر البریات ہیں۔ مجمع اوصاف خیر الانام ہیں متصف بصفات پیراں عظام ہیں ہر وقت خدا کی یاد اور ورد اوراد میں مشغول ہیں۔ اور رات دن خلقت کی ہدایت اور ارشاد میں مصروف ہیں۔ آپ کی چشم خمار ایسی اثر دار ہے۔ کہ اُس کی مست نگاہ سے عالم کے ارواح بدرد عشق بیمار اور گرفتار ہو رہے ہے۔ اور الوف مردمان بے سروسامان آپ کی نظر عطوفت اثر سے بمراد دلی کامگار ہوگئے ہیں۔ روزمرہ صدہا لوگ جوق در جوق ہو کر ہر کران سے آپ کے آستان پر آتے جاتے ہیں اور آپ کے الطاف اور اعطاف سے فیض پاتے ہیں۔ اکثر علماء نامدار اور فضلاءِ کبار جو تعلیم اور تفہیم حقائق اور دقائق علوم تصوّف اور معارف کے لیے اس اکرمتران کی خدمت میں آکر مقیم ہوئے ہیں۔ آپ ان کو بہ نظر رحمت بڑی وضاحت اور فصاحت سے ایک وقت سبق پڑھاتے ہیں۔ اور بہت علماء اور صوفیاء محض بغرض سماعت اور استفادت اس اجلاس میں جناب کے پاس آ بیٹھتے ہیں۔ اور تصوّفات کے معانی و رموزات نہانی سے

marfat.com

لطف اٹھاتے ہیں۔ اور جناب کے بیان فیض ترجمان سے مخمور اور محظوظ ہوتے ہیں۔ آپ کا لنگر ایک خوان یغما ہے۔ ہزاراں غربا اور اُمراء اُس میں سے کھانا کھاتے ہیں۔ اور اُس شہر کے تمام مفلساں اور بیکساں لنگر سے پرورش پاتے ہیں۔ اور اپنے سب اقرباؤں اور رشتہ داروں کو معاش کے لیے تنخواہ معیّنہ ہر مہینہ میں لنگر سے عطا فرماتے ہیں۔ بیماروں اور آزردہ دلوں کے حال پر ملال پر بڑی غمخواری اور دلجوئی کرتے ہیں۔ طرفہ یہ کہ باوجود اس قدر نامعدود اخراجات اور امورات کے آپ بالکل بے تعلق اور آزاد ہیں۔ سب کام بحسن انتظام خود بخود اتمام ہو رہے ہیں۔ چشتیا کے جم غفیر میں آپ کی ذات ایک اعلیٰ نظیر ہے۔ قادر قدیر اس روشن ضمیر کو حیات خضری عطا فرمادے۔ اور مدام اس جہاں میں خوشنودی اور خورسندی سے کامروائے جہانیاں کرے اور اپنے فضل اور امان میں ہمیشہ شادمان رکھے۔

ذکر کیفیّت انتقال پُرملال حضرت شمس دوران علیہ الرحمۃ والغفران

شمس انور سوئے جنت کرد چوں عزم سفر — پیشتر از چہل روز از سفرِ خود دادہ خبر
ہم وصیت کرد ابنائے کرام خویش را — پس بہ امر ایزدی شد زین جہاں تشریف بر

شمس الاقطاب کی اولاد امجاد تین فرزند ارجمند تھے۔ اوّل[1] قدوۃ السالکین حضرت خواجہ محمد الدین سجادہ نشین صاحب۔ دوسرے[2] اسعادت اگین صاحبزادہ فضل الدین صاحب تیسرے[3] اصدقت آئین صاحبزادہ شعاع الدین صاحب رضی اللہ عنہم اجمعین یہ ذکر تصدیق اور تحقیق شدہ ہے کہ بتاریخ پانزدہ ماہ محرم سنہ ۱۳۰۰ ہجری مقدسہ میں دوشنبہ کے دن شمس دوران نے صاحب زادہ صاحب کلان کو ۳۹ یوم اپنی وفات سے پہلے اپنے مقام پر بلایا اور خلوت میں بٹھا کر اعلام فرمایا کہ دنیا دل کے حالات بوقلموں دیکھے گئے ہیں اور زمانہ کے حوادثات گوناگوں نظر سے گذرے ہیں چنانچہ جد امجد صاحب چندیں مواضعات کے مالک تھے۔ مال منال اور اموال مالال ان کو حاصل تھے۔ ان کے بعد والد ماجد بھی مرفع الحال اور فارغ البال رہے۔ پھر جب میرا زمانہ آیا تو وہ سب مال اسباب یک دم خراب اور برباد ہوگیا۔ مفلسی اور مسکینی کا دور اگھر میں شروع ہوا۔ اس زمانہ میں کبھی کھانا ملتا تھا اور کبھی فاقہ آجاتا تھا اب ایزد منان کے احسان سے سب سامان موجود ہے۔ مگر میری محبت

marfat.com

اور اُلفت ان سب سے مفقود ہے۔ البتہ ذات کبریا نے مجھے دو اشیاء کا شوق عطا فرمایا ہے ایک مرشد پیشوا کا دوسرا طالبان خدا کا۔ سو اس کل ماجرا سے میرا خلاصہ مدعا یہ ہے کہ جو نقودات لنگر کے اخراجات سے بچ کر لنگر میں موجود ہیں ان کو برابر تین حصوں پر تقسیم کیا گیا ہے۔ تم تینوں بھائی ایک ایک حِصّہ لے لو۔ اور ماسوا اس کے کچھ روپیہ درویشوں کے لیے علیٰحدہ رکھا گیا ہے تم کو لازم ہے۔ کہ توکل اور تسلیم کو اختیار کرو۔ صبر اور قناعت پر استوار رہو۔ ہر احباب اور اغیار کو خلق اور پیار سے پیش آؤ۔ عالموں اور درویشوں کے ساتھ محبت رکھو۔ شریعت کے احکام پر پابند رہو۔ صاحبزادہ صاحب نے عرض کیا کہ عالی جاہا ملکیّت ظاہری کی مجھے کوئی ضرورت نہیں نعمت باطنی کی حاجت ہے۔ براہ عنایت وہ دولت مرحمت فرمائی جائے۔ آپ نے فرمایا کہ اب یہ اشیاء تو لیلو۔ گنج باطنی بھی ذاتِ کبریا تجھے عطا کرے گا۔ صاحبزادہ صاحب نے پھر عرض کہ فیاضا آپ ابوالاوقات ہیں۔ اگر براہ تفقدات مخلوقات کے افادات کے لیے اپنی حیات پُر برکات کو مجیب الدعوات کے جناب سے چالیس سال ایزاد کراویں تو بندگان پر کرم فراواں ہوگا۔ کیونکہ اب تک اس خاکسار نے حضور کا دیدار ان آنکھوں سے نہیں کیا۔ جن آنکھوں سے لوگوں نے جناب کو دیکھا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اے برخوردار مجھے تو اپنے حیات مستعار پر چالیس دن کا بھی اعتبار نہیں۔ لیکن خدا کی بارگاہ میں میری استدعا تھی کہ میری عمر اپنے پیشوا اور مقتدا کے برابر ہو۔ پس چونکہ اس ذوالکمال کا انتقال اسی ماہ صفر میں ہوا تھا۔ اس لیے خیال ہے کہ ایزد ذوالجلال نے شاید میری عمر اسی صفر میں بسر کر دی ہو۔ یہ سُن کر صاحبزادہ صاحب والا شان کی زبان سے بے اختیار آہ و فغاں نکلی اور فرمایا۔ کہ ہیہات ہیہات آج شاہباز ہمارے ہاتھوں سے پرواز کر رہا ہے اور دولت کا ہُما عزت افزا ہمارے سروں سے جا رہا ہے۔ اس نالہ کی آواز پُر سوز گداز سن کر دیگر صاحبزادہ صاحبان اور درویشاں مقیماں حضور کے مکان میں جمع ہو گئے۔ متحیران اور اشک ریزاں وہاں بیٹھ رہے۔ اُس وقت حضرت بزرگوار نے فرمایا کہ برخوردار میرا خیال تو کچھ اور تھا مگر تیرا حوصلہ کمزور ہے۔ جو تھوڑی بات پر تو نے اس قدر شور مچا دیا ہے۔ میں نے تو اس بات کو ایک سرسری طور پر بیان کیا ہے کہ چونکہ ہر انسان اور ہر حیوان نے کل نفس ذائقۃ الموت کے فرمان سے موت کا جام نوش کرنا ہے۔ اور ہر ذی حیات نے ممات کے راستہ پر چلنا ہے۔ اس لیے

لیل و نہار تقدیر ایزدی کی مجھے انتظار ہے۔کیونکہ اب میری عمر ناپائدار کا آخیری وقت ہے لیکن بہرحال تم کو خیال رہے۔ کہ شرعی احکام پر مدام پابند رہیں۔اور پیران عظام کی متابعت پر استقامت رکھیں۔اگر تمہارے سے مستحب عبادت میں کسالت ہو۔فرائض میں غفلت نہ نہ کریں۔پھر فرمایا کہ الحال تو نے توسہ مقدسہ کے آستانہ پر ضرور جانا ہے کیونکہ خواجہ الہ بخش صاحب سجادہ نشین بفضل رب العالمین بخیریت ترین سفر حج سے اب اپنے بارگاہ میں تشریف افزا ہوئے ہیں۔اور سب غلامان اُس فیاض زمان کی آستان پر مبارکبادی اور قدم بوسی کے لیے حاضر ہو رہے ہیں۔اس لیے ہماری حاضری بھی ضروری اور لازمی ہے۔نیز ایک عریضہ بخدمت آنحضرت روشن ضمیر آپ نے تحریر کر دیا۔کہ چونکہ میری عمر اخیر پر ہے۔اور حیات مستعار کا کچھ اعتبار نہیں اس لیے محمد الدین کو آں قبلہ عالمین کی خدمت میں بھیج کر گذارش ہے کہ میرے خیال میں یہ برخوردار بعد میرے قابل دستار ہے۔آئندہ حضور اختیار ہے۔مگر وہاں سے جلد تر واپس آنا دیر درنگ نہ لگانا۔پھر صاحبزادہ فضل دین صاحب کو فرمایا کہ تیرا کیا منشاء ہے!انہوں نے عرض کیا کہ جو حضور کا مقتضا ہے وہی میرا مدعا ہے۔آپ نے فرمایا۔کہ میری مرضی یہ ہے کہ محمد الدین صاحب والا تبار بجالت بخار تونسہ شریف کو روانہ ہوئے۔اور بعد ازاں حضرت بزرگوار ۱۸۔ماہ صفر کو نماز تہجد کے بعد۔بعارضہ بخار سخت بیمار ہو گئے۔طبیبان حاذقین اور ڈاکٹران متقین نے علاج سازی اور معالجہ پردازی میں حیلہ بیشتر کیا مگر کچھ فائدہ میسّر نہ ہوا ع

؎ چوں قضا آید طبیب ابلہ شود

بیماری کی شدّت اور عوارضات کی حدّت ساعت بساعت بڑھتی گئی قوائے جسمی اور طاقت بدنی دن بدن گھٹتی گئی۔۲۱۔ماہ صفر کو آں شمس الانوار بار صاحبزادہ صاحب کا حال استفسار فرماتے تھے کہ آیا وہ تونسہ شریف سے ابھی واپس نہیں آیا۔آخر کار عین انتظار میں صاحبزادہ صاحب والا تبار اُسی روز حضرت کی خدمت میں شرف اندوز ہوئے۔آنحضور نے محبّت موفور سے حضرات کے حالات بڑے اشتیاق کے ساتھ دریافت فرمائے۔صاحبزادہ صاحب نے تفصیل وار اس دربار پُر انوار کے واقعات عرض داشت کیے۔آنفیاض زمان اس مکان کے اخبار سن کر ہجر اور اضطرار سے اشکبار ہوئے۔اور اس دربار مقدسہ کی طرف متوجہ ہو

marfat.com

کر دیر تک بیقرار رہے۔ چونکہ اُس وقت ضعف کی حالت سے آپ کی سماعت کی طاقت کم ہوگئی تھی۔ اس لیے آپ لوگوں کی بات وضاحت کے ساتھ نہیں سُن سکتے تھے۔ بنا برآں اکثر مردمان حاجات کے لیے عریضہ جات لِکھ کر پیش کرتے تھے اور آنجناب ان کے جواب باصواب سے ارشاد فرماتے تھے۔ اس وقت صاحبزادہ فضل الدین صاحب نے بھی وظیفہ کی نسبت عریضہ ملاحظہ کرایا۔ آپ نے تھوڑا سا چپ چاپ ہوکر فرمایا کہ تم کو تیرے بھائیوں کو میری جانب سے تمام وظائف کی اجازت ہے پھر ۲۲ رصفر کو مولوی معظم الدین صاحب مرولوی نے صاحبزادہ صاحبان کی حسب مرضی ایک عرضی پیش کی جس سے استدعا اور التجا یہ تھی کہ چونکہ اس دربار پر ہزاراں ہزار خادموں اور زائرون کی آمدورفت ہے۔ اس لیے ان لوگوں کی خدمت گذاری اور حاجت وروں کی مطلب براری کے واسطے اس آستان پر کوئی آپ کا قائم مقام ہونا ضروری ہے۔ بنا برآں تمام بندگان جناب کے فیضاں پر امید وار ہیں کہ براہ شفقت کریمانہ کسی صاحبزادہ پر نظر مربیانہ مبذول فرمائی جاوے۔ اور خلافت کی مسند پہ مرحمت سے مشرف فرمایا جلئے تاکہ آپ کی توجہ موجہ سے فیض عام اس مکان پہ مدام جاری رہے۔ آں فیاض نے اُس عریضہ کو پڑھ کر اور بڑے نیاز سے سر جُھکا کر کارساز کی بارگاہ میں استدعا کی۔ اور زبان فیض ترجمان سے کوئی بات فرمائی مگر کسی کی سمجھ میں نہ آئی پھر دوسرے دن بوقت غروب آفتاب آں جناب نے فرمایا کہ آج کون تاریخ اور کون رات ہے۔ عرض کیا گیا کہ ماہ صفر کی چوبیسویں اور جمعہ کی رات ہے پس آپ چپ چاپ ہوکر قلبی شغل میں مصروف ہوئے اور سائریں حاضرین سے مُنہہ پھیر کر ذکر باطنی میں مشغول ہوگئے۔ اخیر رات کو بڑی احتیاط سے بار بار وقت کا استفسار فرماتے تھے۔ گویا کہ رحلت کے وقت کی انتظار فرما رہے تھے۔ بامداد کے وقت جب آنجناب اشارہ سے نماز ادا کر کے اپنے اشغال میں شاغل ہوئے۔ تو فی الآن آپ کے چہرہ درخشان پہ انتقال کے نشان عیاں ہونے لگے۔ اور جسم نورانی پہ رنگ ہائے زعفرانی اور آثار عالم روحانی نمایاں ہو رہے۔ تمام حاضرین اور ناظرین کی جان سے درد کی فغاں برپا ہوئی۔ اور غم الم کی فریاد سب احباب اور کل اجساد سے رونما ہوئی۔ آخر روح پرفتوح آپ کا بہ تقدیر رحمانی عالم فانی سے فردوس جاودانی کو رحلت پذیر ہوا۔ اور قرب ربانی میں بڑی عشرت اور شادمانی سے راحت گزیں

marfat.com

(کیفیت عجیبہ)

اُس رات پُر برکات میں کئی عجائبات اور غرائبات عالم میں ظاہر ہوئے۔ ایک تو یہ کہ صاحبزادہ عبدالقادر صاحب صادق الاخبار نے میاں امام بخش صاحب نذر بردار کی زبانی اظہار کیا کہ آپ نے کسی وقت اُس رات بابرکات میں نیاز محمد درویش خیر اندیش کو فرمایا کہ باہر جاکر دیکھ جو اب کیا وقت ہے۔ اُس نے آسمان کی طرف دھیان کرکے بیان کیا کہ عالی جاہا سبز رنگ کے پرندوں کا ایک بڑا سا ڈار جو تعداد میں بے شمار ہیں۔ محل کے اوپر اور آس پاس بلا ہر اس پر واز اور طواف کر رہے ہیں۔ جن کے اژدحام سے ستارگاں کا کوئی نشان نظر نہیں آتا۔ اس سبب سے وقت کا کچھ پتہ نہیں مل سکتا۔ آپ نے اس کی بات پر سکوت فرمایا۔ اور بعد ازاں کوئی ذکر اذکار استفسار نہ کیا۔ پس انتقال کے بعد ایک صاحب حال نے یہ احوال سُن کر کہا کہ اس رات پُر حسنات میں شمس منور کے وصال پر بہ امر ذوالجلال ملائک باکمال بڑی زینت اور جمال سے طائروں کی اشکال میں جناب کے استقبال کے لیے آئے تھے۔ اور آپ کے روح اقدس کو مقدس عالم میں لے گئے۔

(ذکر تدفین)

جناب کی مزار خاص دربار پر اُس محل میں جہاں عبادت کا شغل فرماتے تھے۔ تیار کرائی گئی۔ اور غسل کے بعد مولوی معظم الدین صاحب مرولوی نے بمعیت ہزاران مسلمین صالحین جنازہ کی نماز پڑھائی۔ بے حساب مردان اور زنان اُس ذات حمیدہ صفات کی زیارت کرتے رہے اور جناب کے برکات اور تجلیات سے مستفید ہوتے رہے۔ اس حال فرقت مآل میں میاں محمد ہندوالہ والا اور میرو قوال غزلیات فراقیہ اور ابیات ہجریہ تمام روز بڑے درد اور سوز سے کہتے رہے۔

غزل

برفت آں ماہ ما را در دل از دے صد ہوس ماندہ
غم ہجراں او با جان شیریں ہم نفس ماندہ

مراں تند اے عماری دار لیلیٰ حسبتہً للہ
کہ با صد پارہ دل بیچارہ مجنوں باز پس ماندہ

بہ امید یکہ آید آں مہ مجلس نشیں روزے
جہاں را چشم بر راہ گوش بہ بانگ جرس ماندہ

چو زد اکنوں گلِ رعنا بہ عشرت خانہ در صحرا
چہ غم گر بلبل شیدا گرفتار قفس ماندہ

بگریت چوں نہ نالد ہمچو مرغان چمن جامی
کزاں گلشن گل و شمشاد رفتہ خار و خس ماندہ

marfat.com

آخر نماز ظہر کے بعد جمعہ کے روز چوبیسویں ماہ صفر ۱۳۰۰ھ ہجری شمس العارفین کو صندوق چوبین میں رکھ کر تدفین کیا گیا۔

غزل فراقیہ

شمس چوں محجوب شد گردید ظلمت در جہاں — از درونِ ہر کسے آمد بروں آہ و فغان
ارض ہم با حسرت و غم خاک بر سر خود فگند — واز غمش پوشید جامہ نیلگونی آسماں
ہر یکے گردید نالاں اوفتا با درد دل — شور گردیدہ بعالم شد قیامت در جہاں
نالۂ پُر درد دوراں رفت بالا تا فلک — اوفتادہ زلزلہ از فرقتش در ہر کراں
خادمانِ شمس انور راچہ پُرسی حالتے — جان بریان چشم گریاں شکل چوں افسردگاں
اشک ریزاں کلک افتادہ ز منشی پُر الم — بعد زاں طاقت نماندش در سوادِ این بیاں

تواریخ سال انتقال پُر ملال مقتدائے کاملین حضرت شمس العارفین

رحمت اللہ رب العالمین از غلام فرید عباسی لاہوری مزنگوی

در گلستانِ خاندان چشت — ہمچو گل بود خواجہ شمس الدین
گفت سالش فرید عباسی — صلح کل بود خواجہ شمس الدین
۱۳۰۰

دیگر

آں شمسِ دین محمد کہ چو یکتاءِ عہد بود — از قاف تا بقاف عیاں شد جمال او
ذاتش سہیل بود کہ بر اوج ہند تافت — پُر نور شد جہاں ز شعاع کمال او
آں ذات بیمثال کہ در پردہ جائے داشت — یکسر ظہور کرد برنگ و مثال او
شاہ غریب پرور عاجز نواز بود — خلق عظیم داشت چہ گویم خصال او
عمرش یگانہ بود تولد چہ اخترے — شمس منیر کشور دینی وصال او
۱۲۱۴ ۱۳۰۰ھ

طبعزاد شیخ صاحب ساکن چک عمر

منذ غابت شمسنا حتی توارت بالحجاب — لیلنا لیل طویل یومنا یوم الحساب

marfat.com

من قدیم العهد غاب الشمس فی وقت الشفق — شمس ما غابت بصبح انه شئ عجاب
انرعنی یا عین دمعا فارغاً من عینه — من دم محض ولحم القلب کالشحم المذاب
قال شیخ عام وصل الشمس فی برج الجنان — افتحوا الواب عدن وادخلوها ای باب

۱۳۰۰ سنه ہجری

دیگر

درگلستان خوانده باشی درزمستان شمس شد — لاجرم محجوب ترمحبوب تراے مہربان
زیں سبب محجوب شمس سیال اندرشتا — آصفِ شاہ سلیمان نورحق فخرِ زمان
مصرعۂ رنگین نویسد شیخ غمگین درِوصال — روئے عالم کن سیہ چوں شمس گردیدہ نہان

۱۳۰۰ سنه ہجری

طبعزاد مؤلف رسالہ ھذا

تولد خوب خوانی سنین عمرش بدیع دانی — وفات آں شیخ عرفانی زہے منظور یزدانی

۱۲۱۴ — ۱۳۰۰ھ

طبعزاد مؤلف رسالہ ھذا

عقل تاریخ داده مے پرسید — اشک ریزاں کجا غریب نواز

۱۳۰۰ ہجری

طبعزاد مفتی غلام سرور لاہوری

دریغا صد دریغا صد دریغا — کہ شمس الدین امام العارفین رفت
ہزار افسوس کیں مہرجہاں تاب — بہ اوجِ عرش از فرش زمین رفت
چو سرِ درجست تاریخش زہاتف — بگفتا شمس اوجِ علم دیں رفت

۱۳۰۰ھ

دیگر

بہ زیر پاء ارض آمد سہ ثور — ازیں افزوں چہ باشند گردش دور

۸۰۰ — ۵۰۰

دیگر

بے سروپا عشق ماند و بخت بے سرگشت نیز — در دہان ظلمت آمد شمس اے صاحب تمیز

۱۰۰۰

سر شرق بعد از سہ عزب شد — عشق آمد بتاریخ دلبس کرب شد

۳۰۰ — ۱۰۰۰ — ۱۳۰۰

دیگر

شدہ ماتم زدہ ارض سماہفت — کہ شمس اندر دہان ظلمتے رفت

۴۰۰ — ۹۰۰

دیگر

شمس برخلد بریں چوں جا گرفت — از سروپا ظلمت اندر ما گرفت

۴۰۰ ۶۳۴ ۲۶۲ ۴ — ۴۰۰ ۹۰۰

marfat.com

دیگر

جہاں را چو مختار بُد بے گمان — بتاریخ مختار شد در جہاں
۵۹ ۱۲۴۱

دیگر

بتاریخ در ہند مختار بود — بہ پنجاب مختار دلدار بود
۵۹ ۱۲۴۱ ۵۸ ۱۲۴۱

دیگر

عرق شد تاریخ از افراط غم — یعنے در بحرِ حقیقت کالعدم
۱۳۰۰

دیگر

خُذ بتاریخ امرش از لطف خدا است — گیر وصلم چونکہ عشق من ترا است

دیگر

غم ربائے دیدہ دل بود تا وقت حیات — غم ربائے دیدہ دل گشت تاریخ وفات
۱۲۴۳ ۲۳ ۳۴

دیگر

غفارہ جواد چو تاریخ شد پدید — جانش بدفتِ رحمت حق جاشی چشید
۱۲۸۶ ۱۴

دیگر

غریبانواز بود چو تاریخ حضرتش — باحب پاک گشت مشرف بخدمتش
۱۲۶۷ ۳۳

دیگر

چو مرحوم نہ ریش دلریش بود — خلیل و علی بہر درویش بود
۶۷۰ ۱۱۰ ۵۲۰

دیگر

چو آں گوہر نور در نور سفت — خرد نقل خورشید تاریخ گفت

دیگر

شادی و خوشی و تندرستی — تاریخ بہ سر بریدہ گفتند
۳۰۰ ۶۰۰ ۴۰۰

دیگر

داخل الخلد گشت تاریخش — گفت رضوان بخلد تعریفش
۶۳۵ ۶۶۵

بہر تاریخِ وصالش گفت زود — دیگر با لقم کو شمس اوج فیض بود
۴۰۰ ۱۰ ۸۹۰

marfat.com

دیگر

چو آں خیر البشر رحلت گزیں شد — ازاں تاریخ صد افسوس درماند
۸۰۰ ۵۰۰

دیگر

وَضَعْنَا عَنْكَ شد خطابش — گہہ تاریخ از ستار و غفار
۹۲۷ ۱۴۰ ۲۳۳

دیگر

چو آں شمس الہدایت گشت محجوب — بتاریخش نمودم بس تشتت
برآمد آدم از دنیا بجنت — بجائے او خراماں شد بجنت
۴۵ ۲ ۴۵۳ ۸۹۲

دیگر

چراغ خاندان چشتیاں بود — مہ تاباں و خورشید جہاں بود
پے سن وصالِ آں مکرم — خرد گفتہ کہ مختارِ جہاں گو
بدیگر بار چوں کردم تقاضا — بگفتند کاشف راز خفیا
بہ سیوم با۔ بامن کردار شاد — کہ زیبائی دہے باغ ارباد
چو چارم بار استفسار بنمود — بگفتہ مہ جہاں خورشید دیں بود
۱۳۰۰ ۱۳۰۰ ۹۳۰۰ ۱۳۰۰ ۱۳۰۰

بعد وصال حضرت شمس العارفین بر سجادہ طریقت نشستن حضرت خواجہ محمد الدین رضؓ

بعد حضرت خواجہ شمس العارفین — شد محمد الدین صاحب جاء نشین
عارف و درویش پرور با نیاز — کامل و بے نفس بس مہمان نواز
شاربِ شربِ معارف از ازل — ناظر و منظور ذاتِ لم یزل
کاشفِ سرّ و رموزِ عارفان — منتہی راہ و سلوکِ سالکان
صاحبِ اخلاق زاہد بے ریا — زندہ دل ہم مشتغل در کارہا
باطناً شاغل بُدے در ذکرِ حق — ظاہراً مشغول بودے با خلق

marfat.com

فیض بخش و رحم دل حاجت روا — شد ہزاراں گمرہاں را رہنما
ساختہ بیعت بہ او خلقِ کثیر — بہرہ در فیضش شدہ میر و فقیر
روضۂ حضرت کہ ہست این خوشنما — از علوّ ہمتش گشتہ بناء
چار پسرانش شدند در خانماں — در حیاتِ خویش آں شاہِ زماں
محمد ضیاء الدین را کردش مجاز — جانشینِ خود بہ امر کارساز
مظہرِ حق بودہ اش میلاد سال ۱۲۵۳ — سال ہائے عمر آں گشتہ جمال ۷۴
انتقالش شد بہ ہنگام اضطرار ۱۳۲۷ — خلق نالاں گشت چوں ابر بہار
رحمت و غفران رب العلمین — بر روانش باد با فضل ترین

آپ صورت اور سیرت میں شمس منیر کی تصویر تھے۔ فصاحت اور بلاغت میں خوش تقریر بے نظیر تھے۔ شریعت اور طریقت پر ثابت قدم۔ سخاوت اور مروت میں بحر کرم علوم ظاہری اور باطنی میں باکمال۔ حقائق اور معارف میں بے مثال۔ جب حضرت شمس دوراں علیہ الغفران کے چہلم کے بعد توسہ شریف میں تشریف لے گئے۔ تو حضرت خواجہ الہ بخش صاحب سجادہ نشین نے بکمال عنایت اور شفقت خلافت کا خرقہ جناب کو پہنایا اور نعمت باطنی سے مشرف اور مزین فرما کر سجادہ طریقت پر بٹھایا۔ پھر آپ نے شمس دوران کی آستان پر بیٹھ کر جہاں میں فیضاں کا دریا بہایا۔ ہزاراں تشنگان پراگندہ حال کو رحمت کے زلال سے خوشحال کیا اور بیکران مفلسان بے سروسامان کو نعمت فراواں سے مالا مال کر دیا۔ مردماں بے پایاں آپ کے بیعت سے ممتاز ہوئے۔ بہت سالکان آپ کے فیضان سے خلافت کے مجاز ہوئے لنگر کے ضروریات میں دریا دلی سے اخراجات کرتے تھے۔ مساکینوں اور مسافروں کی خدمت بڑی فراخ دلی سے فرماتے تھے۔ فراست اور لیاقت میں برگزیدہ آفاق تھے۔ اکثر خویشوں اور پیر بھائیوں کی شادی غمی پر بذاتِ بابرکات خود تشریف لے جاتے تھے۔ اور ان لوگوں کو کرم موفور سے مفتخر اور مسرور فرماتے تھے۔ چنانچہ اس کی نسبت کسی شخص نے توسہ شریف کے مقام میں بخدمت قبلہ عالمیان خواجہ الہ بخش صاحب علیہ الغفران ایک عریضہ گمنام ارسال کیا تھا۔ کہ خواجہ محمد الدین سجادہ نشین اکثر لوگوں کی شادی غمی کے موقعوں پر اپنے شہر کے ہر گھر میں اور بیرون جات

marfat.com

کے دیہات میں بذاتِ خود جاتے ہیں جس سے بہت اشخاص اعتراض کرتے ہیں کہ یہ کام ان کے شان کے شایان نہیں۔ اس لیے گذارش کہ چونکہ آنحضور فیض گنجوران کے پیر صاحب توقیر ہیں تو ان کو اس عادت سے ممانعت فرمائی جائے۔ پس آں فیاض زمان نے بواپسی ارقام فرمایا۔ کہ اے کوئی شخص خداوند تجھے ہدایت مند کرے۔ وہ تو دین اسلام کی مطابقت اور سید الانام کی متابعت کر رہا ہے۔ اس کو تو اس کام میں کوئی کسرِ شان نہیں۔ بلکہ تیرے حق میں نقصان ہے جو تو نے بخیال خام اتہام لگایا ہے۔ اب تجھے مناسب اور واجب ہے۔ اگر تو اس کے والد ماجد کا مرید ہے تو پھر بیعت کی تجدید کر۔ اور اس خیال کو دل سے نکال کر توبہ کر۔ آپ کی ذات مصدر حسنات سے کشف اور کرامات بے غایات ظہور پذیر ہوئے۔ آپ کی ہمت اور تصرفات سے لنگر کے بہت مکانات تعمیر ہوئے۔ شمس الانوار کا روضہ شاندار پُرنقش نگار بصرف ہزاراں ہزار آپ نے ہی تیار کرایا۔ وہ دردہ تالاب بغرض ثواب اور مجلس خانہ بعمارت شاہانہ حضور کے آستانہ پر آپ نے ہی بنوایا۔ اور ایک بنگلہ عالی شان متصل آستان بہ اُمید تشریف افزائی پیران عظام بہ خرچ کثیر تعمیر کرایا۔ اور درویشوں اور مسافروں کے مرام اور آرام کے لیے اس مکان پر ایک کنواں کھُدوایا۔ حضرت خواجہ محمد سلیمان علیہ الرحمت والغفران کے خاندان کرام سے آپ کی محبت فراواں اور عقیدت اور ضراعت بے پایاں تھی۔ ہر سال میں چندیں بار بڑے شوق اور انکسار سے حاضر دربار ہوتے تھے۔ اور تمام صاحبزادگان صاحبان کی خدمت گذاری محبت اور جان نثاری سے کرتے تھے۔ اخیر عمر میں جب بیماری کی طوالت اور ضعف بصارت سے بہت ضعیف اور نحیف ہو گئے تھے اور کجاوہ کی سواری کی تکلیف بھی برداشت نہ کر سکتے تھے۔ تو اُس حالت پر علالت میں بھی اپنے بدن بیمار کو چارپائی پر اُٹھوا کر پیر کے دربار پہ حاضر ہوتے تھے اور حضور کے آستان پر جان بریاں کو کشت گانہ قربان کرتے تھے۔ عشق الٰہی کے آتش کے شعلے ہر وقت آپ کے دل سے بھڑکتے تھے۔ اور اکثر آنسوؤں کے قطرات قلق کے ساتھ دن رات آنکھوں سے ٹپکتے تھے۔ جناب کی اولاد امجاد چار صاحبزادگاں صاحبان ہیں۔ جو کہ بفضل سبحان سب اہلِ علم اور حافظ قرآن ہیں۔ پانچویں صاحبزادی صاحبہ عصمت نشین جس کی کار خیر اپنے چچا زاد صاحبزادہ نجم الدین صاحب مرحوم سے ہوئی۔ ان ہر چار صاحبزادگان کے نام بمعرض ذیل ارقام

marfat.com

کئے جاتے ہیں۔ اوّل صاحبزادہ صاحب محمد امین جو آں جناب کے وصال کے بعد ۴ ماہ رمضان ۱۳۳۳ھ کو انتقال کر گئے۔ دوئم صاحبزادہ محمد ضیاء الدین صاحب۔ سیوم صاحبزادہ محمد عبداللہ صاحب چہارم صاحبزادہ محمد سعداللہ صاحب ادام اللہ تعالیٰ برکاتہم وزاد حیاتہم الیٰ یوم الدین آمین ثم آمین۔ آپ نے ان چاروں صاحبزادوں کو بہ کوشش تمام قرآن حفظ کرایا اور علوم کی تعلیم میں سعی بلیغ فرمایا۔ اور چھوٹی ہی عمر میں ان سب صاحبان کے بڑی عظمت اور شان سے بیاہ کرائے چونکہ آپ غواص بحر عرفان اور برگزیدہ دانایان جہاں تھے۔ بنا برآں اپنی عین حیات میں اُس لقمان زمان نے سب حالات کو پہچان کر ان میں سے صاحبزادہ محمد ضیاء الدین کو جو بڑے سے چھوٹے ہیں۔ اپنا جانشین مقرر فرمایا۔ اور سب جائداد منقولہ اور غیر منقولہ کو بموجب احکام شرع سید الانام ہر چار صاحبزادگان کے نام تقسیم کر کے سرکاری کاغذات میں ارقام کرایا۔ گویا پہلے ہی آپ نے رفع تنازعات کے لیے سب معاملات کا تصفیہ فرما دیا۔ ناظرین اور سامعین کو واضح ہو کہ آں ذات بابرکات کے کرامات بے غایات جہاں میں عیاں ہوئے ہیں جن کا بیان اس مختصر رسالہ میں کلی ارقام نہیں ہو سکتا۔ لیکن اس انبار سے بطور مشت نمونہ خروار کچھ تھوڑا سا اظہار کیا جاتا ہے۔

کرامت

خادمانے حضرتِ ثانی بروزے در سفر — نان ہا کردہ مہیا بہر پنجاہ بشر
گشت مردم جمع سہ صد گفت حضرت کایں خورند — جملگاں خوردند پس دہ ناں ماندہ بیشتر

میاں ملوک علی قریشی ساکن دلے والے جو مدت بسیار حضرت نامدار کے حضور میں خدمت گذار اور کفش بردار رہا ہے۔ اُس نے بصدق زبان یوں بیان کیا کہ ایک دفعہ ان فیاض زمان نے بمعہ پچاس ہمراہیاں پاکپٹن کے مکان سے لوٹ کر باراں کوس کے فاصلہ پر جنگل بیابان میں جو وہاں اُس سبیل پر پانی کی ایک چھبیل تھی آرام فرمایا۔ اور حکم دیا کہ یہاں جلد تر طعام پکاؤ اور سب آدمیان کو کھلاؤ۔ خادموں کے پاس اس وقت صرف بیس آثار آرد آٹھ آنہ کا روغن اور ایک روپیہ کی شکر موجود تھی جو کہ پچاس آدمیوں کے لیے کفایت ہو سکتی تھی۔ اُسی وقت حضور کے فرمان سے خدمت گاروں نے روٹی پکانی شروع کی۔ جو جو زوار گنج شکر کے دربار سے لوٹتے وہاں

marfat.com

پہنچتے تھے۔ حضرت رشید اُن سب کو بتاکید مزید فرماتے تھے کہ یہاں ذرہ ٹھیرو۔ اور کھانا کھالو الغرض دن کے ایک پہر سے لے کر ظہر تک ہم روٹی پکاتے اور مسافروں کو کھلاتے رہے جب تمام راہگذراں اور ہمراہیاں تخمیناً تین سو انسان کھانا کھا چکے تو باقی دس روٹیاں بچ رہیں تب میں نے اس خدا کے مقبول کو جو وظائف میں مشغول تھے عرض کیا کہ عالی جاہا تمام آدمان راہروان اور سائرین غلامان نے کھانا کھالیا ہے۔ اب آپ بھی تناول فرمائیے۔ تب اُس یگانہ زمانہ نے کھانا کھایا۔ اور وہاں سے کوچ فرمایا۔

کرامت

اتفاقاً از سواری ریل آں عالی جناب — رفت در شہر چکوڑی بوڈ مکٹش تا خوشاب
بعد سیوم روز دیدہ ریلوی چوں ٹکٹ آں — محو گشتہ لفظ ہر یک ٹکٹ خدام جناب

میاں غلام مرتضےٰ ساکن ساہیوال۔ اور میاں ملوک علی قریشی وغیرہ صاحبان صادق المقال نے ذکر کیا۔ کہ ایک دفعہ حضرت صاحب ثانی مقبول ربانی گنج شکر کے آستانہ سے روانہ ہو کر لاہور میں تشریف لائے اور وہاں سے تیس احباب کے لیے جو آنجناب کے ہمرکاب تھے خوشاب تک گاڑی کی سواری کے ٹکٹ لیے جب گجرات میں پہنچے تو جناب مولوی صاحب محمد امین چکوڑیوالوں نے جو بڑے صادق الاعتقاد اور راسخ الوداد تھے آنحضرت کی خدمت میں دعوت کی نسبت عرض کیا۔ آپ نے فرمایا کہ اب میں یہاں نہیں ٹھہر سکتا کہ ٹکٹ ہمارے خوشاب تک ہیں جن کی میعاد آج تک ہے۔ پھر مولوی صاحب نے بہ عقیدت خاص التماس کیا کہ فیاضا تمام صاحبان کے ٹکٹ یہ غلام اپنے دام سے لے دیگا۔ لنگر کا کچھ نقصان نہ ہوگا۔ حضور نے فرمایا کہ تیرا نقصان بھی مجھے منظور نہیں۔ آخر مولوی صاحب بڑے اصرار اور تضرع بیشمار سے اُس ذوالاقتدار کو چکوڑی میں لے گئے۔ اور آنفیاض زمان ان کے مکان پر دو دن قیام پذیر رہے جب وہاں سے تشریف افزا ہو کر اسٹیشن پر رونق آراء ہوئے۔ تو مولوی صاحب اپنے دام سے ٹکٹوں کے لینے کا اہتمام کرنے لگے۔ جناب نے ارشاد فرمایا کہ جو ٹکٹ سابقہ ان اشخاص کے پاس ہیں اسٹیشن ماسٹر کو دکھلائے ہیں۔ شاید یہی کام آجائیں۔ سب حاضرین حیران ہو کر ایک دوسرے کی طرف نگراں ہوئے کہ جب یہ ٹکٹیں زائد المیعاد ہوگئی ہیں۔ تو اب کس طرح کارآمد ہو سکتی ہیں۔ لیکن ہیں

marfat.com

بہ تعمیل فرمان اُن سب آدمیوں سے ٹکٹیں لے کر اسٹیشن ماسٹر کے پاس گیا۔ اور ملاحظہ کرایا وہ دیکھ کر متحیر ہو کر کہنے لگا۔ کہ یہ ٹکٹیں آیندہ دس ایام تک بھی سواری کے کام آسکتی ہیں جوان پر تاریخ کا کوئی نشان نمایاں نہیں۔ سبحان اللہ اس باکمال کے خیال سے فی الحال ہر ایک ٹکٹ سے تاریخ کا لفظ محو اور زائل ہو گیا۔ کوئی اور دوسرا ٹکٹ نہ لینا پڑا۔ انہیں ٹکٹوں کی وساطت خوشاب تک گاڑی پر تشریف لائے۔

کرامت

حضرت ثانی بر درے رفت بر شاخِ شجر — گفت خادم را مہارم گیر زیں دریا گذر
شد رواں ہم ہمرا ہانش در پے اش کردہ عبور — آب ہر یک شخص را بر سید تا ناف و کمر

میاں ملوک علی قریشی نے بصدق زبان یوں بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت فیض رسان بمعہ چند یں خادمان گاڑی کی سواری پر توسہ شریف کو تشریف افزا ہوئے۔ اور کوٹ سلطان سے اُتر کر اُشتراں کجاوہ دار پر سوار ہو کر دریا سندھ کی ایک پھاٹ کی گھاٹ پر جا پہنچے ہر طرف دھیان مارا۔ کوئی کشتی بان اس کراں پر موجود نہ پایا۔ چونکہ وہ وقت نصف النہار کا سخت تپش دار تھا۔ شدت گرما سے خادموں کا دل بہت گھبرایا تو اُس وقت آں پیشوا نے مجھے فرمایا کہ خدا کی توکل پر میرے اُونٹ کی مہار پکڑ کر اس دریا سے گزر۔ اُمید ہے کہ اس جگہ میں پانی چھوٹا ہو گا۔ اونٹ بڑی آسانی سے نکل جائے گا۔ فی الفور کی مہار پکڑ کر اور لنگوٹ مار کر دریا میں چل پڑا۔ جناب کی مہربانی سے وہ پانی میری کمر تک پہنچا پیچھے سب ہمراہیاں خوردو کلان جو کنارے پر بیچارے کھڑے تھے۔ ہمیں دیکھ کر سب گزرنے لگے۔ خدا کی شان چھوٹے بڑے انسان کو کمر کے برابر ہی پانی آیا۔ کسی جان اور سامان کا نقصان نہ ہوا۔ جب سب مردمان اور اُشتراں امن وامان سے گزر کر کنڈی پر جا کھڑے ہوئے تو پیچھے ایک ہندو بیچارہ اس کنارہ پر آیا۔ اور ہمیں دیکھ کر اس جگہ سے گزرنے لگا۔ مگر پانی غرقاب تھا وہ گرداب میں جا پڑا۔ غوطے کھا کر بہت خراب اور بے تاب ہوا۔ آخر بصد خواری اور لاچاری واپس کنڈی پر جا لگا۔ خادمانِ متحیران نے عرض کیا عالی جاہا یہ کیا ماجرا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ شاید طغیانی کا پانی اب پیچھے سے زیادہ آگیا ہو گا۔

marfat.com

کرامت

ز دیدہ خادم حضرت نہایت تحریر — اتفاقاً گشت حضرت راہیاں چاہے گزر۔
بکرم در دے کنوئے شبنہ آوردہ فرمود — آب دے شیریں شدہ از برکت حالات شد

ملک الدولہ امجد ساکن موضع راجوانے بصدق زبان ہوں بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت صاحب ثانی جنت کاشانی ترسہ مقدسہ سے اٹھ کر راجن کے شہر میں برائے فیض رسانی تشریف ارزانی فرمائی۔ خادمان حضرت نشان نے بڑی خوشی منائی۔ پس وہاں سے جب راجوانہ شریف کو تشریف افزا ہوئے۔ اور دریا کے گذرگاہ پر جا کھڑے ہوئے تو اس خادم نے گزارش کی کہ حال جاہا اس کنوئیں جدید کو جو قریب ہے۔ بندگان نے خلق فراواں سے کھدوایا اور تیار کرایا ہے مگر شامت نفسانی سے اس کا پانی تلخ اور بیکار نکلا ہے۔ دعا فرمائی جائے۔ جو پروردگار کی مہربانی سے اس کا پانی میٹھا اور مزیدار ہو جائے۔ آپ نے اسی وقت عنایت لوشتت سے اس جاہ پر قدم رنجہ فرمایا۔ اور مشاب کا بڑھ جو اتفاق سے آپ کے ہاتھ میں تھا۔ فی الحال اس میں ڈال دیا۔ اور فرمایا کہ اب اس کنوئیں سے کچھ نکالا جائے تاکہ اس کا پانی پاک اور صاف ہو جائے پھر بندگان نے حسب الفرمان جب اس کو صاف کرایا تو بفضل ربانی اس کا پانی میٹھا ہو گیا۔

کرامت

حضرت ثانی بیامد ناگہاں در منزلے — بود وقت نانہا آنجا نہ بد شخصے کسے
گفت حضرت ماشدیم امروز مہمان خدا — اندکے آذوقہ نان ہا آور دواں ہے ازو ہے

میاں ملک علی قریشی نے بصدق زبان یوں بیان کیا۔ کہ حضرت صاحب ثانی عالمیان فی ایک دفعہ ترسہ مقدسہ کے مکان سے راہی رواں ہوئے۔ اور کرنٹ سلطان میں جا اترے۔ وہیں سے گاڑی پر سوار ہو کر آپ نے ایک اشد ضرورت کے لیے بھیرہ جانے کا قصد کیا جب مکان کے پڑاؤ پر جا پہنچے تو وہاں گاڑی سے اتر کر ایک درخت کے نیچے جا بیٹھے۔ کیونکہ تین گھنٹے کے بعد ایک اور گاڑی نے لاہور سے آنا تھا۔ اس پر سوار ہو کر مسافروں نے بھیرہ کو جانا تھا بنا بریں خادموں نے مجھے کہا کہ اب کھانا پکانے کا انتظام کیا جائے۔ میں نے کہا کہ اس سفر میں سادگی کا اہتمام مشکل ہے۔ آٹا کھانا پیسا مہیا کر دیا جائے۔ یہ کہہ کر میں کہیں باہر چلا گیا پیچھے

marfat.com

حضرت بزرگوار نے استفسار فرمایا کہ آیا کھانے پکانے کا کوئی تدارک کیا گیا ہے۔ خادموں نے عرض کیا۔ کہ عالی جاہا ملوک علی نے منع کر دیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اچھا خیر۔ آج ہم بندگان سب خدا کے مہمان ہیں۔ سبحان اللہ تھوڑی ہی دیر گزری جو چندیں مردمان بہت سا طعام لے کر بڑے اخلاص سے اس رمز شناس کے پاس آئے اور آداب بے حساب بجا لائے۔ میں نے پوچھا۔ کہ حضرت عالی قدر کی تم کو کس نے خبر دی ہے کہنے لگے کہ کسی شخص کا یہ ندا ہمارے کانوں میں پڑا ہے۔ کہ حضرت عالی جاہا اس درخت کے نیچے رونق افزا ہیں جلد تر کھانا پکا کر وہاں لے جاؤ اور ان کو کھلاؤ۔ پس آن فیاض زمان اور تمام ہمراہیوں نے کھانا کھایا اور ان آدمیوں کو دعا سے رخصت فرمایا۔ چونکہ پہلے سے میرا دستور تھا کہ سفر دور میں اکثر اسٹیشنوں کے پڑاؤ پر مخلصوں اور محبوں کو حضور انور کی تشریف آوری کی پہلے خبر دے دیتا تھا جس سبب سے پیر بھائیوں اور ارادتمندوں کا اسٹیشنوں پر اجتماع اور اژدحام ہو جاتا ہے۔ مگر اس خبر رسانی سے وہ عارف ربانی ہمیشہ مجھے ممانعت فرماتے تھے اور لوگوں پر تکلیف روا نہ رکھتے تھے۔ اس روز اپنے دل کے سوز سے میں نے عرض کیا کہ غریب نواز آج تو اس غلام نے کسی کو اعلام نہیں کیا۔ پھر آج یہ کس کے پیغام سے آئے۔ اور کیوں طعام پکا لائے ہیں۔ فیاضا پیغام رساں تو خود آپ ہیں۔ غلام کو تو بیموجب بدنام کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں تو اس شان کے شایاں نہیں ہوں محض ذاتِ ربانی کی عنایت اور مہربانی ہے۔

کرامت

خادم دربار را حضرت یکے امرے نمود　　کر سر انجامیش مردے بیشتر خطرے نمود
لیک خادم کرد تعمیلے بہ فرمان جناب　　پس ہماں شد آنچہ حضرت از زباں فرمودہ بود

مولوی محمدؐ ذاکر صاحب بگوی جو سالک باکمال اور فاضل بے مثال تھے اور حضرت صاحب ثانی عارف ربانی سے خلافت کے مجاز اور عالم میں ممتاز تھے۔ اُنہوں نے بصدق زبان یوں بیان کیا کہ میں نے آنحضرت کی خدمت میں ایک کام کے انصرام کے لیے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا کہ تم خواجہ محمد سلیمان علیہ الغفران کی آستان پر جاؤ۔ اور اپنا حال سُناؤ جاتے ہی اُس قطب الاقطاب کی عنایت سے کامیاب ہو جاؤ گے۔ میں نے گذارش کی کہ فدوی کی رخصت تھوڑی ہے۔ اور

marfat.com

سفر بڑا ہے۔ آپ نے بڑی توجہات کے ساتھ فرمایا کہ کوئی فکر کی بات نہیں، تم اپنے معین کام پر رخصت کے ایام سے پہلے پہنچ جاؤ گے۔ فدوی بانیاز عرض پرداز ہوا کہ یہ خاکسار ابھی جانے کو تیار ہے۔ تب حضور نے بہت مسرور ہو کر فرمایا کہ جلد تر لنگر کے گھوڑے پر سوار ہو کر ابھی ترکھانوالہ میں جاؤ۔ اور وہاں حیات اللہ خاں افغان سے گھوڑا لے کر شام کے وقت گاڑی پر سوار ہو جاؤ۔ انشاء اللہ الغفور کل کو دریائے سندھ سے عبور کر کے حضور میں ضرور حاضر ہو جاؤ گے راستہ میں کوئی تکلیف نہ پاؤ گے۔ پس جناب کے ارشاد سے میں عصر کے وقت مرخص ہو کر بوقت شام حیات اللہ خاں کے مکان پر گیا اور حضور کا فرمان بیان کیا۔ تو اس نے کہا کہ آج کی رات گاڑی پر آپ ہرگز نہیں پہنچ سکتے۔ کیونکہ گاڑی کے آنے کا وقت بالکل قریب ہے اور درمیان میں مسافت بعید ہے۔ میں نے کہا کہ حضور نے بتاکید موفور فرمایا ہے کہ تم ضرور گاڑی پر چڑھ جاؤ گے۔ اس لیے میں جاتا ہوں۔ یہاں نہیں رہتا۔ آخر اس بات کے تکرار اور اصرار کے بعد اس سے گھوڑا اور خدمت گار میں نے ساتھ لیا اور سوار ہو کر ایسے وقت میں اسٹیشن پر گیا جو انجن چلنے کو تیار تھا میں دوڑ کر فی الفور گاڑی میں بیٹھ رہا۔ اور ایک دم انجن چل پڑا۔ خدا کی قدرت اس روز گاڑی راہروان کو پچھلے اسٹیشن پر لیٹ ہو گئی تھی۔ ازاں موجب وقت مقررہ سے گاڑی ایک گھنٹہ پیچھے آئی تھی۔ آخر جب یہ غلام کوٹ سلطان سے اتر کر اونٹ رہوار پر سوار ہو کر توسہ شریف کا راستہ لیا تو آگے سندھ کا دریا بیکنار سمندر وار تلاطم دار دور سے نمودار ہوا۔ لوگوں نے کہا کہ آج کل اس سے گذرنا بڑا دشوار ہے۔ کیونکہ مسافران بحالت پریشان دو دو روز تک لاچار کشتی کی انتظار میں بیٹھے رہتے ہیں دوسرے تیسرے روز بہت خوار ہو کر پار جاتے ہیں۔ خدا کی عنایت اور پیشوا کی شفقت سے جب یہ بندہ پراگندہ دریا کے کنارہ پر گیا تو ملاح نے پکارا کہ کشتی اب جانے کو تیار ہے دوڑ کر آؤ۔ اور کشتی میں بیٹھ جاؤ۔ میں یک دم بڑے زور سے دوڑ کر گیا اور چلتی ناؤ میں بیٹھ رہا۔ بڑی سہولت اور عجالت سے وہ دریا بے انتہا گزر کر سلیمان زمان کے آستان جنت نشان پر مشرف ہوا۔ اور روضہ مقدسہ کے اندر جاتے ہی عقدہ مشکل میرا حل ہو گیا۔ اور مطلب لاحل حاصل ہو رہا پھر یہ خاکسار اس دربار پرانوار سے فی الحال بہیجت کمال مرخص ہو کر بعجالت تمام اپنے مکان پر پہنچ گیا۔ سبحان اللہ اس فیاض زمان کے کشف اور فرمان کے مطابق ہر ایک کام کا انصرام ہوا۔ اور آدمان معترضان کا جو برعکس خیال لاحق حال تھا سب جاتا رہا۔

marfat.com

کرامت

زنے بنمود استدعا بہ مرقد حضرت ثانی — کہ فرزندے عطا گردد مرا از فضل رحمانی
ہموں شب دید حضرت را کہ دادش پسر خوش پیکر — دراں سالے تولد گشت فرزندش چوں کنعانی

میاں محمد رمضان زرگر ساکن موضع شاہ پور جو حضرت صاحب ثانی مقبول ربانی کا غلام راسخ الایقان ہے۔ اس نے اپنا حال بصدق مقال یوں اظہار کیا اور خواست گار ہوا کہ یہ بیان کتاب میں ارقام کیا جائے تاکہ میرا نام بھی مدام فاتحہ خیر سے لیا جائے۔ اس لیے اس کی تقریر کو مفصل تحریر کیا جاتا ہے۔ چنانچہ اس نے کہا کہ جب حضرت باکمال مقبول ذوالجلال کا دنیا سے انتقال ہوا تو اُسی رات پر حوادثات میں آنجناب کو میں نے خواب میں دیکھا کہ وہ بصورتِ نورانی پوشاک شاہانی پہن کر روضہ منورہ میں اپنی قبر تیار کرا رہے ہیں۔ اور بڑے اہتمام سے تعمیر کا کام معمار کو سمجھا رہے ہیں پس میں محبت کے جوش و خروش سے آنجناب کے قدم بوس ہوا۔ تو میرے حال پر آپ نے کرم کمال اور لطف مالا مال فرمایا۔ پھر جب میں روضہ انور سے بہرہ ور ہو کر باہر آیا تو جہاں اپنی عورت کو بٹھا گیا تھا وہاں اس کو نہ پایا۔ مگر ایک لڑکی نے بتایا کہ تیری اہل خانہ حضرت کے دولت خانہ میں چلی گئی ہے۔ تب بندہ فی الحال میاں غلام علی ساکن ساہیوال کو ساتھ لے کر دولت سرا کے در پر گیا۔ اور اسی لڑکی کے ذریعہ اپنی زوجہ کو بلا بھیجا۔ لیکن وہ بڑی دیر کے بعد آئی اور اس نے دیری کی یہ وجہ بتائی کہ میرا برقعہ نورا احمد مستری کی عورت کے پاس تھا وہ ایک مقام میں عورتوں کے اژدحام میں بیٹھ رہی تھی اس لیے اس کی تلاش میں دیر ہو گئی ہے۔ اس کے بعد جب خاکسار خواب سے بیدار ہوا تو سمجھا کہ وہ فیاض زمان اس جہان سے عالم جاوداں کو تشریف افزا ہو گئے ہیں دردمندانہ اور غمزدگانہ گھر میں یہ ذکر کیا تو میری عورت نے نہایت غم اور الم سے نالہ اور گریہ شروع کر دیا کہ بیہات میں اس ذات بابرکات کی زیارت سے محروم رہی۔ اور دل کی مراد سے کامیاب نہ ہوئی۔ پس دوسرے روز آنحضور فیض گنجور کے انتقال پُر ملال کی خبر ملالت اثر ہر ہر شہر مشتہر ہو گئی اور درد کی آہ فغاں ہر انسان کی زبان سے نکل رہی۔ آخر جب بندہ پراگندہ اس عورت کو ساتھ لے کر حضرت بزرگوار کی مزار مبارک پر آیا تو اس خواب کا ظہور ہر ایک امور میں مطابق پایا۔

marfat.com

چنانچہ میری عورت بحالت حسرت اور ملالت پہلے ہی حضرت کے حرم سرائے میں جارہی تھی۔ بعدازاں بندہ میاں غلام علی کے ہمراہ ڈیوڑھی کے دروازہ پر گیا اور ایک لڑکی کو اندر بھیجا کہ میری عورت کو بلا لاوے تاکہ وہ مزار پُرانوار پر حاضر ہوکر فیض پاوے۔ مگر وہ بڑی دیر سے باہر آئی اور اس نے یہ بات سُنائی کہ میرا برقعہ نورُ احمد مستری کی عورت کے زیر حفاظت تھا اور عورتوں کی کثرت سے اس کا پتہ مجھے نہیں لگ سکا۔ اب تک میں اس کو تلاش کرتی رہی ہوں جس سے دیر ہوگئی ہے۔ پھر اس نے روضہ منورہ میں جاکر مزار بوسی اور خاک لیسی کی۔ اور نیاز بے انداز سے عرض پرداز ہوئی کہ اے مقبول کردگار اس خادمہ کو اپنا دیدار کراؤ۔ اور بہ طفیل خواجگان والا تبار پروردگار کے دربار سے مجھے فرزند حسن دار دلاؤ۔ واہ خُدا کی شان جو اُسی شام کو آں فیاض زمان کی زیارت سے وہ فائز المرام ہوئی اور آنجناب نے اس پر کرم بیحساب فرمایا اور فرزند دلبند بھی اُس کو خواب میں دکھلایا۔ چونکہ قبل اس کے اس غمگینہ کی اولاد نرینہ کوئی نہیں تھی۔ گھر میں جاتے ہی بفضل غفاری اس کو امیدواری ہوگئی اور میعاد مقررہ پر اس کا پسر خوش پیکر آں ذات انور کی شکل پر تولد ہوُا۔ چنانچہ بفضل الٰہی اب وہ پڑھائی کرتا ہے

ذکر

مولوی محمد ذاکر صاحب بگوی نے جو صاحب عرفان اور راسخ الایمان تھے۔ صدق زبان سے یوں بیان کیا کہ میاں شاہ محمد اعوان ساکن مقام کفری جو حضرت شمس دوران کا غلام صادق الایقان ہے۔ مبین ہوُا۔ کہ شمس الاجلال کے وصال کے بعد میں ایک روز بڑے قلق اور سوز سے عارف الٰہی مولوی حفیظ ہاشمی صاحب کی مزار فیض آثار پر سُتر کی شہر میں بیٹھا ہوُا تھا تو مولوی صاحب نوشہروی جو فاضل اجل اور صوفی اکمل تھے اس جگہ آئے۔ اور اُس مقبول ربانی کی فاتحہ خوانی کرکے فرمانے لگے کہ اے شاہ محمد لوگ تو یہ جانتے ہیں۔ کہ حضرت صاحب ثانی احمد نوشہروی سے فتوحات کی پڑھتے رہے ہیں۔ یہ بالکل غلط ہے بلکہ آں زبدۃ العارفین نے اس کمترین کو پڑھایا ہے یعنی اس کتاب مستطاب میں جو مضامین مشکل ترین میرے فکر میں لاحل تھے۔ اس اکمل نے توجہ دل سے حل کرا دیئے ہیں۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد فرمایا کہ ایک دن مجھے خیال آیا۔ کہ آیا اس زمانہ میں عارفان ذوالجلال سے فی الحال کون صاحب کمال ہے تو مکاشفہ سے معلوم ہوا کہ حضرت شمس دوران صاحب عظمت اور والا شان ہیں۔ پھر خیال گذرا کہ دیکھئے حضرت شمس ربانی اور حضرت صاحب ثانی کے مدارج اور منازل میں کس قدر فرق ہے

marfat.com

تو مکاشفہ سے معلوم ہوا کہ حضرت صاحب ثانی کے مراتب اور مناصب کا انتہا حضرت صاحب اعلیٰ علیہ الرحمۃ سے برتر ہے۔ پھر خیال آیا کہ حضرت شمس دوران کے غلاموں سے کون غلام اس وقت عظیم الشان ہے مکاشفہ سے معلوم ہوا کہ مولوی صاحب حفیظ ماہی ممتاز الٰہی ہے۔ یہ سن کر میرا دل بہت متحمل ہوا کہ اس نے حضرت صاحب ثانی کا شان حضرت شمس دوران سے کیوں زائد بیان کیا۔ تب میں فی الفور اسی وقت دوڑ کر موضع کفری میں گیا۔ اور معارف کیش میاں امام الدین درویش کے پیش یہ ذکر کیا تو وہ سر بہ آغوش ہو کر خاموش ہو گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد اُس نے کہا۔ کہ تم مولوی صاحب مردلوی کی خدمت میں جاؤ۔ اور ان کے آگے یہ حال سناؤ۔ تب میں تشویش اور ملال سے فی الحال مردلہ والا میں اُس ذوالکمال کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عرض کیا مگر آنجناب نے یہ سُن کر کچھ جواب نہ دیا۔ پھر عرصۂ ۱۸ سال کے بعد یہ خاکسار اور مولوی صاحب مردلوی بزرگوار حضرت صاحب ثانی عارف ربانی کی ہمراہی میں پاک پٹن شریف گنج شکر کے دربار پُر انوار پر گئے جب آستان عالی شان سے فائز المرام ہو کر واپس مرخص ہوئے تو اس وقت مولوی صاحب نے اس خادم کو فرمایا کہ اے میاں شاہ محمد مولوی صاحب نوشہروی کی وہ بات تجھے یاد ہے۔ میں نے کہا ہاں جناب پس فرمایا کہ وہ بات واقعی راست ہے۔ اور اس ذکر کی تقریب میں صاحبزادہ محمد عبداللہ صاحب نے تائید کی کہ میں ایک دن مقام تونسہ شریف حضرت محمود صاحب کی خدمت مسیف میں بیٹھا ہُوا تھا۔ اُس ذوالکرام نے مجلس عام میں فرمایا کہ میں نے اپنے حضرت صاحب یعنی والد ماجد سے یہ سُنا ہے کہ مولوی شمس الدین صاحب کمالات میں اکرم ترین تھے۔ مگر مولوی محمد الدین اُن سے بھی بعض مراتب میں برتر ہیں۔

ذکر دیگر

مولوی محمد سعید صاحب ساکن میانی زین پورہ متصل برج اور فضل احمد فرد کہ ساکن ریتڑی نے میرے پاس ذکر کیا کہ مولوی صاحب قاضی محمد ساکن نوشہرہ نے جو عالم متبحر اور فاضل نامور ہیں بصدق زبان یوں بیان کیا جب حضرت شمس العارفین جنت بریں میں اقامت گزیں ہوئے تو اس وقت آنحضرت کی فرقت اور حسرت سے میں ایسا لاچار اور بیقرار ہوا کہ میال شریف کے دربار پر جانا بھی واگذار کر دیا۔ اس خیال پر کہ جب وہ مقتداء زمان اس مکان سے خرام فرما گئے ہیں

marfat.com

تو اب کس کے لیے وہاں جاؤں اور کس کو حال سناؤں۔ چونکہ میں اس حالت پُر ملامت میں کتاب فتوحاتِ مکی اکثر اوقات مطالعہ میں رکھتا تھا اور وقت بسر کرتا تھا۔ ایک دن اس میں سے وحدت وجود کی نسبت ایک لاحل مقام جو مشکل تمام تھا ملاحظہ میں گذرا۔ میں نے بہت فکر دوڑایا۔ مگر کچھ سمجھ میں نہ آیا۔ آخر ہندوستان کے علماء کبار اور فضلاء نامدار سے اس کی بابت استصواب کیا تو بعض نے یہ جواب دیا کہ یہ ہفوات صوفیہ ہیں۔ اور مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی نے بھی اقام کیا کہ یہ شطحیات صوفیہ ہیں یعنی یہ کلام مہمل اور ناکام ہے اور لغویات صوفیا عظام ہے۔ بعدہ ایک دن اتفاقاً ایک مقدمہ کے دوران میں ساہیوال کے مقام تک میرا جانا ہوا جو وہاں حاکم کا قیام تھا اور اس کی پیشی میں مجھے حاضری کا فرمان تھا۔ جب اس کے محکمہ سے میں فارغ المرام ہوا تو دل میں خیال آیا کہ اس محل سے سیال شریف بہت قریب ہے۔ جاکر شمس الانوار کی مزار کا ذرہ دیدار کر لوں پس وہاں سے چل کر خانقاہ انور پہ حاضر ہوا۔ اور بعد حصول آستان بوسی اور خاک لیسی حضرت صاحب ثانی کی قدمبوسی کی تو آپ اس وقت حیات اللہ خاں افغان سے کچھ بیان فرما رہے تھے۔ فی الحال کشف کمال سے میرے خیال کو جو ہر وقت لاحق حال تھا۔ اس ذوالعلوم نے مفہوم کیا اور خاں صاحب مذکور کو بدستور مخاطب رکھ کر اُن کلمات مشکلات کا جو میرے دل میں مخطور تھے جواب باصواب دینا شروع کر دیا۔ چنانچہ فی الآن اُس لاحل کلام کے تمام بہ احسن ترین آئین سے مجھے ذہن نشین ہو گئے۔ دل کے خطرات اور تفکرات خاطر حزین سے چلے گئے۔

رباعی

چوں حیات حضرت ثانی بہ آخر حد رسید　　مرض دجع الاذن لاحق گشت تا مُدّت مدید
پس بہ امرِ کردگار از عالمے نا پائدار　　رخت خود باعز و حرمت جانبے جنت کشید

جب وہ پیشواء عارفان زمان اور برگزیدہ دانایان جہان اپنی اولاد کرام کے سب کاموں کو سرانجام کر کے فارغ المرام ہو چکے تو بتقدیر کردگار کان کے درد سے بیمار ہو گئے۔ اور مُدّت بسیار بیقرار رہے۔ طبیبان حاذقین اور ڈاکٹران عاقلین نے علاج سازی میں بڑی حیلہ پردازی کی۔ مگر بیماری کی حدت سے کچھ خفت نہ ہوئی۔ بلکہ دن بدن مرض بڑھتی گئی اور قوت گھٹتی گئی۔ آخرہ بہ امر سبحان وہ قدوۂ دوران ۲۔ ماہ رجب ۱۳۲۷ھ ہجری کو دار ناپائدار سے رحلت گزیں ہو کر

marfat.com

جنت بریں میں راحت نشین ہوئے۔ تمام غلامان پس ماندگان مفارقت کے بیابان میں پریشان اور سرگردان ہورہے۔ اس غم اور الم سے کل عالم میں ایک ایسا ماتم رونما ہوا۔ جس سے ہر طراف اور ہر اکناف میں ایک محشر برپا ہوگیا ہر انسان کی جان بریان سے درد کی فغاں آرہی تھی۔ گویا تمام زمین غمگین ہوکر بصد سوز وگداز درد کے آواز سے شور مچارہی تھی۔

رباعی فراقیہ

از فراقش در جہاں برخاستہ شور و فغاں — گشت نالاں جنّ و انسان ہم زمین و آسمان
خادمانِ درگہش دیوانہ وشں پُر درد و غم — گاہ افتاں گاہ خیزاں دست حسرت مے زناں

آخر آپ کی لاش مُبارک کو غسل باطہارت دے کر تجہیز اور تکفین کے بعد شمس الانوار کے دربار پر بہ شمولیت ہزاران ہزار صلحا اور ابرار نماز جنازہ پڑھی گئی۔ اور خلقت زوّار بے شمار آپ کے چہرہ تابدار سے جو برحمت کردگار خورشید کی مثل انوار کے چمکار نمودار تھے دیدار سے مشرف ہوئی۔ بعدہٗ اُس مغفور رب العالمین کو صندوق چوبیں میں بہ عظمت تریں رکھ کر حضرت شمس العارفین کے روضہ برین میں مدفون کیا گیا۔

تاریخ سنہ میلاد و تعداد عمر اور سال انتقال پُرملال آنحضرت ثانی مرحوم ربانی طبعزاد مصنّف کتاب

حضرت محمد الدین چو با امر ذوالجلال — بربست رخت زینجا بہ بہشت لایزال
تاریخ ہائے ہجری ہر سہ بجست منشی — ہاتف سرودش دادہ فی الحال درخیال
میلاد مظہرِ حق عمرش جمال گشتہ — مظہر جمال حق شد تاریخ انتقال
۱۲۵۳ھ ۷۴ ۱۳۲۷ھ

بعد رحلت حضرت خواجہ محمد الدین رضی اللہ رب العلمین بر سجادہ طریقت نشستن حضرت محمد ضیاء الدین ادام اللہ تعالیٰ برکاتہم الیٰ یوم الدین آمین

حضرت ثانی چو شد رحلت گزیں — شد ضیاء الدین محمد جانشین

marfat.com

ہر یکے خلفاؤ روٴسائے زمان — اقرباء قوم و اخوانِ کلان
جملگان دستار بندی ساختند — بر مصلا والدش بنواختند
گشت پیدا در سنِ منظور حق ۱۳۳۴ — از جمیع اقربا بردہ سبق
حج اکبر خاص بیت اللہ نمود — باعنایت و رحمتِ رب الودود
صاحبِ علم و فراست با ذکا — حامئے دینِ محمد مصطفٰے
نیک منظر صاف دل با اتقا — بر شریعت مستقیم و بے ریا
نور شمسی گشت تاباں بر رخش — پرتوِ نور محمد بر دلش
کرد بیعت خلق باوے بے کران — باد فضلِ حق بحالش جاودان

قدوۃ العارفین والعاشقین حضرت خواجہ محمد الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد حضرت محمد ضیاء الدین صاحب مسند ارشاد پر سجادہ نشین ہوئے۔ سب برادران اور خویشان اکثر روساءِ زمان اور خلفائے کرام آپ کی دستار بندی اور سجادہ نشینی کے خاص اجلاس میں ہمنشیں تھے۔ وہ سائرین مردمان دل اور جان سے ثناء خوان اور شکر گزیں ہوئے۔

جمیع ناظرین اور سامعین کو واضح ہو کہ حضرت صاحب ثانی جنت کاشانی اپنی زندگانی میں فرزندان سائرین سے صاحبزادہ محمد ضیاء الدین صاحب کو سزاوار اور قابل دربار سمجھ کر بخدمت حضرت حافظ محمد موسیٰ صاحب سجادہ نشین بمعیت صاحبزادہ نجم الدین اور لانگری احمد الدین تونسہ مقدسہ کو بھیجا تھا۔ اور مفصل حال عریضہ میں یہ لکھا تھا۔ کہ میرے خیال میں یہ برخوردار قابلِ دستار ہے تو آنحضور فیض گنجور نے بعنایت موفور غوث الزماں کے آستان پر صاحبزادہ صاحب ممدوح الشان کو دستار بندی کرائی اور خلافت عطا فرمائی۔ پھر بعدہٗ حضرت شمس الانوار کے دربار پر خاص عرس کے اجلاس میں حضرت صاحب ثانی نے شفقت اور مہربانی سے صاحبزادہ حسن علی صاحب دہلوی مقیم درگاہ محبوب الٰہی صاحب کے ہاتھ سے بھی بڑی عظمت کے ساتھ دستار بندی کرائی اور بذاتِ خود بھی مرحمت سے یہی وصیت فرمائی تھی۔ کہ ضیاء الملت والدین بفضل رب العالمین صفات حسنات سائرین میں قابل تحسین اور لائق آفرین ہیں۔ ہر علوم میں بعنایت کریم باعقل سلیم ذہین اور فہیم ہیں۔ فصاحت اور بلاغت میں یکتاء مروت اور سخاوت میں مستثنیٰ واقف

marfat.com

حقائق فروع اور اصول۔ کاشف دقائق معقول اور منقول۔ نیک اوصاف عمیم الاشفاق ہیں۔ فراست اور لیاقت میں شہرہ آفاق ہیں۔ حاجیئے حرمین شریفین۔ حامیٔ دین۔ سرور المتقین زاہد بے ریا۔ عالی ہمت با اتقا۔ معاون اصول اسلام اور فیض بخش عالمیان۔ زہے آں مورد خیالات عالیہ اور مصدر صفات محمدیہ جو اس زمانہ قحط الرجال پُر زوال میں اپنے ہمت کمال اور کوشش مالا مال سے عوام مسلمانان بے سر سامان کے استفادہ کے لیے۔ ایک عالی شان دارالعلوم عربیہ اسلامیہ کے استحکام ہیں۔ اپنے مکان پر بنیاد رکھائی۔ اور بہ صرف زر کثیر حسن تدبیر سے معلموں اور طالبوں کی رہائش اور پرورش کا انتظام بڑے اہتمام سے تجویز فرمایا جس سے طلبا ہند اور پنجاب کے لیے علوم کے ابواب کشادہ ہو گئے اور طالب علمان آوارہ گردان کے دل مضمحل اس مژدہ بالصواب سے شاد اور تازہ ہو رہے بفضل رحمان ہزاران ہزار مردمان آپ کی بیعت سے کامران ہوئے اور بے شمار آدمان آپ کے فیضان سے فائز المرام ہو رہے۔ آپ کی ولادت باسعادت سنہ ۱۳۰۴ ہجری مقدس میں ہوئی جس کی تاریخ ابجد کے حساب سے شعر کے ضمن میں مؤلف کتاب کی طبعزاد ہے۔

شعر تاریخی

تاریخ جست منشی چوں از سن ولادت

منظور حق بیامد آواز باسعادت

۱۳۰۴ھ

marfat.com

مقالہ دوئم در ذکر کرامات و مکاشفات

کرامت

سہ کشتی ہائے افتاد نداند در طرفۂ ہا نل — بیک کشتی نشستہ بُد کنیز حضرتِ کامل
بفریاد کنیز خود نمود امداد آنحضرت — دو ز آنہا غرق گردیدند و آں شد بر سرِ ساحل

میاں امام بخش صاحب نذر بردار اور لانگری احمد الدین خدمت گار۔ اور نیز دیگر چندین صاحبان با اعتبار نے بصدق زبان یوں بیان کیا کہ ایک دن آنجناب شمس الاقطاب نے نماز ظہر کے بعد فرمایا کہ (بانو غریب بڈوی پئی ہے تھوڑی دیر کے بعد پھر آپ نے اسی طرح فرمایا علیٰ ہذا القیاس تیسری مرتبہ بھی یہی بات بڑی توجہ کے ساتھ فرما کر سر بہ آغوش ہو کر خاموش ہو گئے۔ تو میاں غلام محمد بٹھو واری نے جو حضور کی کچہری میں ایک خاص حاضر باش تھا۔ خیال کیا کہ اس ذوالکمال کا فرمان سر نہاں سے خالی نہیں۔ ضرور کوئی حادثہ اُس عاجزہ کے پیش آیا ہو گا۔ تو اس نے اس وقت اور تاریخ کو یاد داشت کے طریق پر تحریر کر رکھا۔ پھر چندیں روز کے بعد بانو غریب خوش نصیب حضرت کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئی۔ اور اپنی سرگذشت کو عرض کرنے لگی تو آپ نے فرمایا کہ خیر اس ذکر کو رہنے دو۔ کوئی اور بات کہو۔ آخر وہ لاچار اس ذکر اذکار سے چپ ہو رہی۔ پس میاں غلام محمد وغیرہ درویشاں دربار نے اس سے استفسار کیا۔ تو اس نے یوں اظہار کیا کہ فلاں تاریخ جہلم سے تین کشتیاں مسافروں کی جانب پنڈ دادنخان یکدم رہروان ہوئیں۔ ان میں سے ایک کشتی میں یہ عاجزہ اور دیگر چند پیر بھائیاں مثلاً سمند خان للہ وغیرہ مردمان سوار تھے۔ اُس دن دریا کا بڑا چڑھاؤ تھا۔ اور ظہر کا وقت ہو گیا تھا۔ ایک کشتی میری کشتی کے آگے اور دوسری پیچھے بڑے زور شور سے جا رہی تھی۔ بتقدیر قادر قدیر ایک بھنور کبیر آگے آ گیا جو اس نے تینوں کشتیوں کو دور سے مقناطیس کی نظیر بطاقت کثیر کھینچ لیا۔ ملاحوں نے تو بہت ہی اپنا ہاتھ پاؤں مارا۔ مگر اُن کا کوئی چارہ کارگر نہ ہوا۔ **بیت**

قضا کشتی آنجا کہ خواہد برد — اگر ناخدا جامہ بر تن درد

marfat.com

پہلے وہ کشتی جو سب سے آگے جا رہی تھی۔ بھنور میں جا پڑی۔ چکر کھا کر ڈوب گئی۔ اس کے پیچھے میری کشتی اس غرقاب میں آئی تو حباب کی مثل گرداب میں انقلاب کھانے لگی سب آدمان اپنی جان سے ناامید ہو کر سر بگریبان پاس بے حواس ہو رہے۔ اس حالت پر ملالت میں یہ عاجزہ سر برہنہ دیوانہ کی شکل اٹھ کر شمس منور کا تصور مدنظر رکھ بہ آواز بلند پکارا۔ اور اغثنی کا یوں نعرہ مارا (یا حضرت خواجہ پیر سیال میں عاجزہ دی کریں سنبھال)

ابیات

کشتی ما اندریں گرداب ہائل اوفتاد — با نظر لطف و کرم بر ساحلش زودی رساں
دستگیر او ستگیری کن مرا چوں دستگیر — تا کہ ہر یک گوئدت و دستگیر بیکساں
سر فدا پیشت نمودہ دامنت بگرفتہ ام — لاج دامن خویش پر ور گرچہ از کہتراں

سبحان اللہ نالہ اور فغاں ابھی اس کی زبان ناتواں سے نکل رہا تھا۔ کہ فی الحال مرشد باکمال کی ہمت باطنی اس شکستہ مال کے حال پُر ملال پر شامل ہوئی۔ اور اس کی برکت مالا مال سے ایزد متعال نے ڈوبتی ہوئی کشتی کو اُس گرداب پر وبال سے یک دم نکال دیا۔ اور سلامت باکرامت ساحل پر پہنچایا۔ پیچھے والی کشتی جب بھنور میں آئی تو ٹکر کھا کر پاش پاش ہو گئی۔ دونو کشتیوں کے مسافروں سے تھوڑے ہی انسان اس بحر عمان سے اپنی جان بچا لے گئے دیگر سب مردمان دریا کے بے پایان غرق ہو رہے۔

رباعی

گر بخواہی راحت دوران غلام شمس شو — بر درش جان را نما قربان غلام شمس شو
عزت کونین گر خواہی امان جاودان — بالیقیں و اعتقادِ جاں غلام شمس شو

کرامت (۲)

قدوۃ السالکین زبدۃ الکاملین حضرت خواجہ الہ بخش صاحب توسوی علیہ الرحمہ چند ایام میں برادات زیارت حرمین شریفین عرب میں تشریف افزا تھے تو اُس اثناء میں ایک دن ظہر کے وقت حضرت شمس العارفین نہایت حزیں اور غمگین ہو کر اپنی معبد سے مسجد میں تشریف

marfat.com

لائے اور درویشان حاضرین اور حجرہ نشین سائرین کو فرمایا۔ کہ میرے پیرزادہ صاحب سجادہ کے لیے دعا مانگیں۔ تاکہ ایزد مجیب اُس حضرت رشید کو سفر بعید سے بعافیت اپنے مقام پر لادے اور غلامان مہجوراں کو اس کے دیدار پُر انوار سے کامران اور شادمان فرمادے۔ پس حسب فرمان سب درویشاں مقیمان مکان بعد ادائے ختم خواجگان جمع ہوکر بغرض استدعاء حضرت کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ دیکھا تو آپ بجناب رب الارباب محل کے اندرون سجدہ میں سرنگوں ہیں اور بڑی زاری اور انکساری سے یوں دعاطلبی کر رہے ہیں کہ اے پروردگار تو اپنے فضل بیشمار سے بحرمت سیدالابرار میرے پیرزادہ والا تبار کو صحت کاملہ اور شفا عاجلہ عطا فرما۔ اور تندرستی اور سلامتی سے ان کو اپنے وطن میں پہنچا۔ جب آپ نے سجدہ سے سر مبارک اٹھایا تو آپ کے چہرہ نورانی سے رنگ زعفرانی اور ارغوانی بمختلف الالوان نمایاں تھے اور آنکھوں سے آنسوؤں کے قطرات رخسارہ جات پر لمعات پر رواں تھے سب حاضرین قبلہ عالمین کی طبع گرامی کو بیقرار دیکھ کر پریشان اضطرار اور اشکبار ہوئے متحیرانہ اور مضطربانہ خدمت بابرکت میں چپ چاپ بیٹھ رہے مگر انہوں نے اُس تاریخ اور روز کو یادداشت کے طور پہ لکھ رکھا کہ اس واقعہ سے ضرور کوئی نتیجہ ظہور پائے گا۔ پس جب حضرت ممدوح الشان عرب کے سفر سے واپس اپنے مکان جنت نشان میں تشریف لائے تو استفسار سے یہ اظہار ہوا کہ اس روز حضرت بزرگوار جہاز میں سوار تھے۔ ہیضہ کی مرض سے ایسے بیمار اور لاچار ہوئے۔ کہ مایوسی کے علامات بظاہر حالات نمودار ہوگئے ڈاکٹران حاضرین اور طبیبان حاذقین نے آنجناب کو لاعلاج کہہ دیا تھا۔ اور تمام ہمراہیان غمزدگان نے ظہر کے وقت آپ کی نازک حالت دیکھ کر مثل شوریدگان نالہ اور فغاں برپا کیا تھا۔ تو اس حالت یاس پُر ہراس میں ایسی امداد غیبی اور عنایت لاریبی آپ کے توجہ کمال سے آنجناب کو شامل حال ہوئے کہ اسی وقت وہ فیض مآب مرض لاعلاج سے یک دم شفایاب ہوگئے عجب اس تاریخ اور وقت کی باہم مطابقت کی گئی تو وہی دن اور ظہر کا وقت تھا۔ کہ جب کہ شمس الٰہی نے بڑی دادخواہی سے بکشف قلبی دعاطلبی فرمائی تھی ؎

دست ہمت عارفان را کردہ ایزد دسپس فرار
میرہر جا کہ خواہند در نشیب و برقرار

marfat.com

کرامت (۳)

غلامے بازنے ہمراہ شد در دشت ریگستان — رواں گردید حضرت پیش آنہا در حفاظت شان
چو نزد شہر برسیدند حضرت گشت زان غائب — زنے در شہر خود شد وآں بخدمت قبلۂ دوراں

لانگری احمد الدین اور چندین محققین نے اس مشہور حکایت کو یوں روایت کیا۔ عبداللہ دیندار جو پہلے ہندو بدکردار تھا۔ بہ ہدایت کردگار کفر سے بیزار ہو کر بہ اشتیاق تمام مشرف باسلام ہؤا۔ اور حضرت شمس العارفین کی خدمت بابرکت میں بصدق یقین بہت مدت مقیم رہا۔ ایک دن بزرگوار نے اس دیندار کو مال مویشی کے ساتھ ٹھٹھہ ٹوانہ کی جانب روانہ فرمایا اور بتلایا کہ ان گاوان کو چرائی کے لیے ملک فتح شیر خان ٹوانہ کے سپرد کر کے جلد تر واپس آنا۔ جب وہ صادق الایقان حسب فرمان لنگر کی گاوان کو ملک ممدوح الشان کے مکان پر پہنچا کر واپس ہوا تو راستہ میں ایک عورت نوجوان خوبصورت رہرواں تھی وہ اس کو کہنے لگی کہ میں ایک عاجزہ نسأ مسافرہ تنہا ہوں۔ اور راستہ کے درمیان بارہ میل کے فاصلہ پر ریگستان سخت ویران ہے جس سے میری جان خائف اور ہراسان ہے ذرہ شفقت اور عنایت سے گروٹ تک مجھے اپنے ساتھ لے چل۔ تاکہ میں تیری ہمراہی میں ہر قسم کے خوف اور تباہی سے مامون اور محفوظ رہوں پس اُس درویش خیر اندیش نے اس عورت کو صاف نیّت سے اپنے ہمراہ کر لیا۔ اور دونوں مل کر اس دشت ویرانہ میں راستہ پر روانہ ہوئے۔ آگے دیکھا تو ایک مردِ خدا خوش لقا سر پر قادری کلاہ جسم پر سفید چادر۔ اور کمر بند سیاہ تھوڑے فاصلہ میں اسی راستہ پر آگے آگے جا رہا ہے۔ وہ دونو مسافر زیادہ تر تیزی سے اس کے پیچھے دوڑے مگر نہ مل سکے۔ جس قدر فاصلہ ان کے درمیان پہلے تھا۔ اخیر تک اتنا ہی رہا۔ جب گروٹ کا شہر عنقریب آیا۔ تو وہ اہلِ بصر مثل خضر ان کی نظر سے غائب ہو گیا۔ تب اس عورت نے شہر کا راستہ لیا۔ اور عبداللہ فقیر بعجالت کثیر بخدمت حضرت روشن ضمیر حاضر ہوا دیکھتے ہی آپ نے فرمایا کہ تنہائی میں مرد راہی کو بیگانہ عورت کی ہمراہی نہ چاہیئے جو اس میں خطرات نفسانی اور وساوس شیطانی سے سراسر ڈر اور خطر ہے اس نے عرض کیا کہ جناب آگے آگے تو آپ تشریف لے جا رہے تھے اور پیچھے پیچھے یہ بے نوا اور بیچاری نسأ۔

marfat.com

ددنوآپ کی محبت میں دوڑتے اور آپ کی صورت کو دیکھتے چلے آئے تھے پھر تنہائی کہاں تھی۔

بیت

عارفاں را طاقتے بخشید ایزد کردگار — از یکے تن مے شود تن ہائے در سیر دیار

کرامت (۴)

یکے خادم بہ ریگستان شدہ از تشنگی بریاں — بخدمت قدوۂ دوران بعجز و درد شد گریاں
ہماں ساعت زنِ پیرے بیاورد آبِ نزد او — بنوشید آب آں خادم و از اں پس رفت بس فرحاں

یہ خبر حضور کے مقام پر خاص و عام میں مشہور ہے کہ مہر خان افغان جو حضور کا غلام صادق ایقان تھا۔ اور جناب کے انتقال پُر ملال کے بعد دربار فایض الانوار میں زندگی کے اختتام تک مقیم رہا۔ اُس نے بیان کیا کہ میں ایک دفعہ حضرت فیاض زماں کی زیارت کے لیے موسم تابستان میں اپنے مکان سے روانہ ہو کر سیال شریف کو آرہا تھا جب مٹھ ٹوانہ کے شہر سے باہر نکل کر تھل میں چل پڑا تو راستہ میں مجھے ایسی پیاس لگی کہ ہوش و حواس جاتی رہی۔ راستہ کے درمیان باراں تیراں میل تک بیابان تھا۔ اُس ریگستان بیران میں پانی کا نام و نشان نہ تھا اور درختوں کے سلئے کی بجائے خورشید درخشاں تابش افشاں تھا جس کی تپش سے انسانوں اور چارپایوں کا پوست اور استخوان بریاں اور سوزاں ہو رہا تھا۔ آخر تشنگی کی شدت اور گرمی کی حدت سے لاچار ہو کر بے اختیار زمین پر گر پڑا اور حیاتِ مانوس سے مایوس ہو گیا اس وقت بحالت غمزدگان اس بے جان نے بارگاہ منان میں شمس دوران کو وسیلہ جمیلہ سمجھ کر درد اور فغاں سے پکارا اور اغثنی کا نعرہ مارا تو فی الحال بفضل ذوالجلال اور بہ امداد حضرت لج پال اس نحیف کے پاس ایک عورت ضعیف ٹھنڈے پانی کا برتن لائی جس میں سے ایک کاسہ بھر کر اس شکستہ تن پُر حزن کو پلایا۔ تو گویا جان بریاں میں از سر نو جان آئی۔ اور تمام کلفت اور حسرت جان ناتواں سے جاتی رہی۔ وہ پانی ایسا شیرین اور خوش ترین تھا کہ ایسا کوئی شربت عجیب اس غریب کو عمر بھر نصیب نہیں ہوا۔ پس وہ عورت پانی پلا کر اور جلد تر برتن اٹھا کر چلی گئی۔ چند قدم پر میری نظر سے غائب ہو گئی۔ جب میں وہاں سے چل کر حضور کی آستان پر حاضر ہوا۔ اور جناب کی قدمبوسی

marfat.com

سے شرف یاب ہو کر بیٹھ رہا۔ تو آپ نے فرمایا کہ اس اثناء میں تپش اور گرما بے انتہا ہو گئی ہے۔ سنا جاتا ہے۔ کہ اکثر مسافران علاقہ ریگستان میں تشنہ لباں ہو کر گر پڑتے ہیں۔ اور پیاس کے اضطرار سے لاچار ہو کر مر جاتے ہیں۔

پروردگار کا ہزار شکر ہے۔ جو اس نے اپنی عنایت سے تجھے تشنگی کی ہلاکت سے بچایا۔ اور اپنی عاطفت اور مرحمت سے اس جگہ پہنچایا۔ میں نے عرض کیا کہ عالی جاہا جس کا حضور انور رہبر ہے اس کو مصائب سے کیا ڈر اور خطر ہے۔ ؎

بہ پیش عارفاں روشن بود احوال خُدا ماں　　بہ ہمت باطنی باشند ہر جا یار و اوشان۔

کرامت (۵)

غلامے بود از سہ سال بیمار و پریشانے　　نشد تخفیف ہیچ اور از دارو ئے طبیبانے
بروزے کرد فریاد ان بہ پیش حضرتِ اکرم　　بیک نظر عنایت شد سفائش در ہماں آنے

میاں نور حسین صاحب قریشی ساکن خشکن نے جو حضرت شمس العارفین کے عاشقین سے درویش صداقت کیش تھے۔ بصدق زبان یوں بیان کیا کہ مجھے تین سال کی مدت تک ایک مرض مہلک ایسی لاحق ہوئی کہ جس کے وبال سے میں نہایت ابتر حال ہو گیا۔ سرد ہوا اور شدت سرما سے میرے ہر ہر اعضاء کو درد اور ایذا شروع ہو جاتا تھا۔ اور رات کے اوقات میں علی الدوام تمام شام تک لاحق رہتا تھا۔ حکیموں اور طبیبوں نے صدہا علاج سازی اور معالجہ پردازی کی۔ مگر اس نحیف کو ذرہ بھی تخفیف نہ ہوئی۔ آخر ایک دن اُس بیماری کی خواری سے تنگ آ کر بصد تکلیف سیال شریف میں جا پہنچا۔ آپ اُس روز موضع پوہلہ میں رونق افروز تھے۔ میں بھی وہیں جا کر زیارت فیض بشارت سے شرف اندوز ہوا۔ مگر آپ اس وقت واپس سوار ہونے کو تیار کھڑے تھے۔ پروردگار کی قدرت سے اس ساعت میں چرخ دوار پر ابر نمودار ہو گیا۔ بہار کا موسم نمدار تھا۔ سرد ہوا درد افزا چلنے لگی۔ چونکہ ایسی سردی میں میرے لیے باہر نکلنا دشوار تھا۔ لاچار اُٹھ کر کپڑا گرم اپنے بدن پر پہن کر آنجناب کے ہمرکاب ہو گیا۔ راستہ پر تھوڑی تھوڑی بارش شروع ہو گئی۔ چلنے کی طاقت نہ رہی جس سے میں

marfat.com

بہت گھبرایا۔ اور دل مضمحل میں یہ خیال آیا کہ اگر میں آج اس جگہ جناب کے پاس نہ آتا۔ تو ایسی سردی کے انقلاب سے یہ عذاب نہ پاتا کیونکہ ایسی سردی میری جان ناتواں کے لیے مرگ بے درمان تھی۔ تو اس وقت حضور لامع النور نے عنایت ولی اور کشف قلبی سے اس پائمال کے حال پر رحمت کی نظر کی۔ اور فرمایا کہ تم اس سردی سے مت گھبراؤ اور یہاں آنے کا افسوس دل میں نہ لاؤ۔ ایزد کارساز دافع الامراض ہے۔ اگر رحم فرماوے تو لاعلاج بیمار بھی اس کے کرم بے شمار سے طرفۃ العین میں باچین ہو سکتا ہے۔ سبحان اللہ جناب کی زبان دُرفشاں سے اتنا ہی فرمان اظہار ہوا۔ تو اس بیمار بیقرار کا سب دیرینہ آزار یکبار کافور وار فرار ہو گیا۔ پس خاکسار برقرار ہو کر اُسی وقت کپڑا گرم اپنے جسم سے اُتار دیا۔ ہوا سرد جو میرے درد کا باعث تھی۔ وہ اُسی وقت دوا صحت افزا ہو گئی۔ اور طاقت بدنی اور صحت جسمی حال اصلی پر برپا ہو رہی۔ تین سال کی نقاہت اور ہزال جس کا رفع ہونا خیال میں محال تھا۔ اُس باکمال کی ایک نظر کیمیا اثر سے فی الحال جاتی رہی ؎

رامراضیکہ می باشند حکما عاجز و حیران　　بیک لحظہ شفا گردد ز نظرے عارف دوران

کرامت (۶)

نبے آں صاحبِ عظمت کہ باہمت غلامے را　　زدارِ قتل برہاندش بصد حاکم اعلیٰ
بلطف خویش از دنیا بیکدم کرد آزادش　　بقرب حق تعالیٰ کرد واصل باکرم دیرا

جناب مولوی محمد نصیر الدین سجادہ نشین چاچڑنے جو حضرت شمس العارفین کے عزیز ترین غلاموں سے صاحب عرفان ہیں انہوں نے بزبان خود بیان کیا کہ میں نے ایک دفعہ شہر ملتان میں حصول علم کے لیے چندیں ایام قیام کیا۔ وہاں حاجی صاحب حافظ جلال الدین گجراتی جو حضرت شمس العارفین کے عاشقین سے درویش صداقت کیش تھا۔ اور میرا بھی خیر اندیش تھا ایک دن بڑی محبت سے پیش آیا۔ اور بتقریب ذکر اذکار بزرگان اس نے بیان کیا۔ کہ میں نے عنقریب اپنے حضرت کی ایک کرامت عجیب و غریب ایک خوش نصیب سے سُنی ہے۔ جو کہ اس کے حال پر ہوئی ہے۔ وہ یہ کہ ایک فقیر سیرانی بشکل نورانی اس شہر کے باہر کبھی کبھی ایک کنوئیں پر آتا

marfat.com

تھا۔ اور تھوڑا سا ٹھہر کر پھر کہیں باہر چلا جاتا تھا۔ ہر کسی سے بیزار اور دست بردار رہتا تھا اور مردوں اور عورتوں کو اپنے پاس نہیں آنے دیتا تھا۔ بلکہ ان کو مار پیٹ کر ہٹا دیتا تھا جب اس کے فقیرانہ حالات اور درویشانہ صفات میرے گوش گزار ہوئے۔ تو اس نیک اطوار کے دیدار کا شوق بیشمار میرے دل میں مشتعل ہوا آخر ایک دن بہ اشتیاق فراوان اس جوان کا پتہ نشان دریافت کرکے میں اس کنوئیں پر گیا دیکھا تو وہ مسجد کے گوشہ میں جا پڑا ہے۔ صرف ایک کپڑا رنگدار ازار اور دستار کی بجائے تمام بدن پر لپیٹا ہوا اور ایک ڈنڈا خمدار قلندروار آگے دھرا ہوا۔ بادۂ وحدت سے سرشار اور خمار ہو کر بیٹھا ہے۔ اور اس کے چہرے انوار کا چمکار نمودار ہے۔ چونکہ ظہر کا وقت تھا۔ پہلے میں نے نماز بانیاز ادا کی۔ فراغت کے بعد خود بخود اُس ممتاز نے عنایت بے انداز سے مجھے فرمایا کہ حافظ صاحب اس غریب کو کچھ قرآن مجید سُناؤ۔ میرے دل کو یقین اور تسکین ہوا۔ کہ یہ شخص ضرور صاحب کمال اور مقبول ذوالجلال ہے جو اس نے محض کشف قلبی اور بصارت دلی سے میرے مفہوم کو معلوم کیا ہے۔ میں نے حسب الفرمان بہت خوش الحان سے اُس کو کچھ قرآن سنایا جس سے وہ نہایت محظوظ اور شادمان ہوا۔ اور فرمایا کہ حافظ صاحب اب جاؤ۔ کل کو پھر آنا۔ اور میرے سے ملاقات کر جانا۔ میں حسب الاجازت اپنی اقامت کی جگہ پر گیا اور دوسرے روز ظہر کے وقت پھر اُس کنوئیں پر آیا۔ مگر اُس وقت فقیر کو وہاں موجود نہ پایا۔ نماز پڑھ اُس کا منتظر ہو رہا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ آگیا۔ پہلے ہی اس خاکسار سے اُس نے یہ استفسار کیا کہ اے یار تیری بیعت کس بزرگوار سے ہے۔ جو دلدار کے گلزار کی خوشبو تیری جان سے میرے مشام میں آرہی ہے میں نے کہا کہ یہ نابکار حضرت صاحب سیالوی کا سگِ دربار ہے۔ سنتے ہی یکدم اس کی جانِ بریان سے آہِ سوزاں اور درد کی فغاں زبان سے نکلی اور اٹھ کر جھٹ میرے گلے سے لپٹ گیا اور اشتیاق اور فراق کی کثرت تپاک سے وہ دردناک بہت رویا۔ جس کے قلق سے اس غمناک کا سینہ چاک ہونے لگا۔ جب استقلال میں آیا تو میں نے اس آشفتہ حال سے گذشتہ احوال پوچھا کہنے لگا۔ کہ بیعت میری خواجہ الہ بخش صاحب تو سوی بزرگوار سے ہے۔ مگر میرا دل مضمحل حضرت صاحب سیالوی کی صورت پُرانوار پر گرفتار ہے۔ اور جان ناتواں اس کی آستان عالی شان پر نثار ہے۔ اور کیفیت حال بریں منوال ہے۔ کہ میں پوٹھوار کا ایک تہ میندار ہوں۔ چچا میرا شہر

marfat.com

کا نمبردار اور بڑا مال دار تھا۔ بہت اُلفت اور پیار سے اُس کی دُختر کے ساتھ میرا بیاہ ہؤا جب میں پہلی رات بڑی محبت کے ساتھ اس عروس مانوس سے ہم بستر ہو کر سحر کے وقت غسل کے لیے باہر ایک کنوئیں پر گیا تو قادر قدیر کی تقدیر سے اُسی ہنگام میں شہر کے درمیان نالہ اور فغاں کا شور بڑے زور سے برپا ہوا۔ جس سے میں حیران اور پریشان ہو کر نگران تھا۔ کہ ایک جوان تیز دوران نے آکر مجھ سے بیان کیا کہ بتقدیر سبحان تیری عورت اس جہان سے عالم جاوداں کو راہرواں ہو گئی ہے۔ اور اُس کے والد نے تیرے اُوپر قتل کا الزام لگا کر تفتیش کے لیے پولیس کو بلا بھیجا ہے۔ اس خبر دہشت اثر سے میرا ہوش اور قرار بیکبار فرار ہوا۔ غم الم کا پہاڑ دل پر استوار ہوا۔ ایک تو اُس محبوبہ مرحومہ کی جدائی کا حسرت اور حرمان دل ناتواں کو بریاں کر رہا۔ اور دوسرا ناحق مقدمہ کا الزام جو مخالفوں نے لگایا جان ناتواں کو جلا رہا۔ حیرت اور دہشت کے گرداب پُر اضطراب میں غوطہ کھا کھا کر بے ہوشانہ اور مضطربانہ پولیس کے خوف سے اور سودا کے جوش سے رو پوش ہو گیا۔ آخر پولیس مکار نے مجھے گرفتار کر لیا۔ اور اودرام نمبردار کے منشاء سے ڈار نے اس خاکسار کو بجرم قتل مجرم قرار دے کر مجسٹریٹ کی عدالت میں بھیج دیا۔ اور اس نے حسب تحقیقات پولیس کے اس نحیف کو پھانسی کا حکم دے دیا اس وقت میرے والد ماجد کو اکثر مردمان خیر خواہوں نے بہ نسبت اپیل بہت ترغیب دی اور تاکید مزید کی۔ مگر اُس بزرگوار نے صاف انکار کیا۔ اور کہا کہ میری اپیل اور فریاد اپنے مرشد کی جناب میں دائر ہے۔ چونکہ وہ عقیدت نشاں شمس دوراں کا غلام تھا۔ استغاثہ کے لیے سیال شریف کو راہرواں ہوا۔ بصد محنت اور کلفت مسافت طے کر کے حضرت کی خدمت بابرکت میں حاضر ہؤا تو آنجناب اس وقت بستر پر نیم خواب تھے۔ پابوس ہوا۔ تو حضور نے چہرۂ پُر نور سے کپڑا دور کر کے فرمایا۔ کہ راجہ صاحب آگئے ہو۔ عرض کیا کہ ہاں جناب۔ فرمایا کہ میری طرف اچھی طرح دیکھ جیسا کہ میں تیری جانب دیکھ رہا ہوں۔ ویسا ہی تو نے اپنے بیٹے کی طرف دیکھنا ہو گا۔ بس اب تم فی الفور واپس جاؤ۔ انشاءاللہ تعالیٰ بیٹے کو زندہ پاؤ گے۔ پس حسب الامر وہ بیچارہ مصیبت کا مارا دردمندانہ واپس روانہ ہوا۔ آخر بہ ہزاران ہزار تکلیفات اور مشکلات ایسے وقت خاص میں میرے پاس پہنچا۔ کہ اس وقت خاکسار کے لیے پھانسی کی دار تیار

marfat.com

تھی ۔ اور ہاتھ پاؤں باندھ کر آنکھیں ڈھانک دی تھیں۔ جلاد نامراد حاکم کے حکم پر منتظر کھڑا تھا ۔ تو اُس حالت یاس میں والد ماجد میرے پاس آیا ۔ اور جناب کا ارشاد بجالایا۔ سبحان اللہ اس وقت حضور کی عنایت بیغایت سے میرے دل کی آنکھیں روشن ہوگئیں۔ سب مردمان حاضرِان کو میں اپنی چشمان بستگاں سے دیکھنے لگا جب والد صاحب کی صورت کو غور سے دیکھا ۔ تو اُس کے چہرہ سے شمیہ انوار نمودار ہو رہے تھے جس کے بیان سے زبان ناتواں عاجز اور قاصر ہے ۔ مگر چونکہ پھانسی کا وقت عنقریب آگیا تھا۔ حاکم اپنی کرسی سے استادہ ہوکر حکم دینے پر آمادہ ہوا ۔ دیکھا تو حضرت شمس العارفین اس کے دائیں جانب باعظمت اور تمکین کرسی زرّیں پر صدر نشین ہیں ۔ اور اُس کو فرما رہے ہیں کہ یہ شخص اس جرم سے بے خطا ہے ۔ اور میرا بھی آشنا ہے اس کو رہا کیا جائے ۔ حاکم یہ امر سُن کر متحیرانہ اور متفکرانہ بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد پھر کھڑا ہوا تو کرر آپ نے فرمایا۔ کہ اے بیدین اس مسکین کو چھوڑ دے اور اس کے بند توڑ دے ۔ تب پھر حیران اور ہراساں ہوکر بیٹھ رہا۔ تیسرے مرتبہ پھر کھڑا ہوا ۔ تو آنحضور نے جذبہ موفور سے فرمایا کہ اے بے حیا میں نے تجھے نہیں کہا۔ کہ یہ شخص بے گناہ ہے ۔ اس کو رہا کیا جائے تب اُس کو ایسا خوف اور ہراس طاری ہوا۔ کہ بیحواس ہوکر زمین پر گرنے لگا ۔ مگر سپاہیوں نے تھام کر اُس کو آرام گاہ پر بٹھایا۔ کچھ دیر کے بعد جب اُس کو ہوش آیا تو حکم دیا کہ اس مجرم کو چھوڑ دو ۔ اور اس کے بند توڑ دو۔ تب انہوں نے میرے ہاتھ پاؤں کو کھول دیا۔ اور اس کے آگے کھڑا کیا۔ بولا کہ تیرا پیر کون ہے میں نے کہا خواجہ الہ بخش صاحب توسوی ۔ اُس نے کہا نہیں سچ کہہ ۔ چونکہ وہ چند یں ایام سنگرد کے علاقہ میں عمران رہا تھا ، خواجہ صاحب علیہ الغفران کو اس نے دیکھا ہوا تھا۔ بنا برآں اُس نے میری زبان پر باور نہ کیا۔ حالانکہ جب اُس نے اسی آن میں شمس درخشان کو ایسی عظمت اور شان سے اُس میدان میں دیکھا ۔ جس کی ہیبت فراواں سے حیران اور لرزاں ہوگیا تھا۔ تو وہ کیونکر کمتروں کی زبان پر یقین کرتا تھا ۔ پھر میں نے کہا کہ اس اسیر کے بیعت کے پیر تو وہی ہیں ۔ مگر مرشد مددگار اس خاکسار کے حضرت صاحب شمس الانوار سیالوی ہیں ۔ تب اُس نے کہا کہ ہاں وہ بیشک صاحب ارشاد ہیں ۔ اور تیری امداد فرما رہے ہیں ۔ لیکن سچ بتاؤ کہ تم نے فی الاصل اپنی عورت کو قتل کیا یا نہیں ۔ میں نے کہا کہ پروردگار علیم

marfat.com

روز ذوالابصار ہے۔ اور میں سچی زبان سے حلفاً بیان کرتا ہوں کہ اس جرم سے یہ خاکسار بالکل بیزار ہے۔ پس مدعی سے اُس نے پوچھا کہ خُداوند قادر کو حاضر ناظر جان کر سچی بات بتاؤ۔ اور جھوٹ کو درمیان نہ لاؤ۔ کہ واقعی کسی نے اپنی آنکھوں سے اس ملزم کو یہ جرم کرتے دیکھا۔ اس نے کہا نہیں۔ صرف بخیال احتمال اُس کو پکڑا گیا ہے۔ اور اپنے دعویٰ کے اثبات کے لیے اس قدر احتیاط کیا گیا ہے تب اس فرمانروا نے مجھے بے گناہ سمجھ کر یکدم رہا کر دیا زہے قدرت پروردگار کی جو وہی چچا صاحب اپنے جعلی کردار سے شرم سار ہو کر اسی دربار میں دوسری لڑکی دینے کا مجھ سے اقرار کیا۔ مگر میں نے صاف انکار کر دیا۔ کیونکہ تمام اقرباء اور ہر آشنا کو اس اثناء میں آزما لیا ہے۔ ستم اور جفا کے سوا کسی سے خیر خواہی اور وفاداری نہیں پائی۔ پس یہی خیال لاحق حال ہوا کہ عزیز جوانی اور نایاب زندگانی کو تعلقات نفسانی میں تلف کرنا سراسر نادانی اور پشیمانی ہے۔ اس لیے جائداد پدری اور تعلقات خانگی کو واگذار کر کے ہر کسی سے بیزار اور دست بردار ہو گیا۔ درویشی اور آزادی کو اختیار کر کے براہ راست شمس الانوار کے دربار پر حاضر ہوا۔ اور اپنی سرگزشت تمام اس فیاض زمان کی خدمت میں گذارش کی تو آنجناب نے شفقت دلی اور توجہ قلبی سے اس قدر عنایت اور مرحمت میرے حال پر مبذول فرمائی جو تحریر اور تقریر سے زائد ہے۔ **بیت**

عارفان را داد قوت ایزد پروردگار — مے رہانند عاجز از دقت قتل از رسن دار

کرامت (۷)

غلامے را بدشتے ہائے گرگاں خونخواراں — گرفتہ سخت کردآن باد حضرت را چولاچاراں
سواراں چار برسیدند آندم سوئے آں گرگاں — بہ نیزہ قتل آنہا را نمودہ شان نکو کاراں

جناب مولوی صاحب محمد نصیر الدین سجادہ نشین چاچڑ نے ذکر فرمایا کہ میاں مراد بخش خارکش ساکن مانگووال جو شمس دوران کا غلام سعادت نشان تھا اور اپنے حضرات کی مزارات پر بصدق ایمان پھرا کرتا تھا۔ ایک دن اُس نے اپنی سرگذشت کو صداقت زبان سے یوں بیان کیا کہ میں ایک بار بنا بر زیارت مزار پر انوار خواجہ صاحب اجمیری بزرگوار کے دربار کو جا رہا تھا۔ راستہ کے درمیان ایک ایسا بیابان ہراساں آیا جس میں درندگان مسافروں

marfat.com

کی جان کو نقصان پہنچاتے تھے۔ چندین مردمان ایک شہر کے باشندگان نے مجھے کہا کہ فلاں ٹہلی کلان کے آگے دو راستے روانہ ہوتے ہیں۔ اُن میں سے شرقی راستہ اگرچہ سیدھا اور ہموار ہے۔ مگر اس پر چلنا سخت دشوار ہے۔ کیونکہ چار بھیڑیئے خونخوار اس پر لیل و نہار پھرتے ہیں اور مسافراں رہوار کو پھاڑ کھاتے ہیں۔ اس لیے غربی راستہ اگرچہ خمدار ہے۔ لیکن مسافروں کی رفتار کے لیے بہت درکار ہے۔ اس پر جاویں۔ مگر میں نے اُن کے کہنے پر کچھ خیال نہ کیا اور اسی سیدھے راستہ ابہانہ طور روانہ ہوا۔ آگے دیکھا تو چار بھیڑیئے دوڑتے ہوئے آگئے ہیں اور اس ناتواں بے سروسامان کو گھیر لیا ہے۔ اُس وقت میرے پاس نہ کوئی ہتھیار اور نہ کوئی اوزار تھا جس سے ان کو ڈراؤں۔ اور اُن کے حملوں سے جان بچاؤں۔ آخر لاچار ایک درخت شاخ دار پر چڑھ گیا۔ اور وہ ہر چار خونخوار میری انتظار میں کھڑے ہو گئے۔ کچھ دیر کے بعد ایک اور بھیڑیا بوڑھا مکار تجربہ کار ان کے پاس آیا۔ اور اس نے ان کو بیدرنگ درخت کے کھودنے کا ایک ڈھنگ سکھایا۔ تب وہ سب کھودائی کی کارروائی کو شروع ہو گئے۔ اور جڑوں کو توڑ مروڑ کر زمین سے نکالنے لگے۔ وہ دن تمام اسی کام میں اُن کا اختتام ہوا۔ جب شام سیاہ فام پڑ گئی تو درخت کی صرف ایک جڑھ باقی رہ گئی اس وقت خوف اور ہراس سے میرے ہوش و حواس جلتے رہے۔ اور زندگی سے امید منقطع ہو گئی۔ لاچار اور بیقرار ہو کر بصد اضطرار رو رو کر شمس دوراں کا نام بعقیدت تمام پکارا اور بلند آواز سے نعرہ مارا۔ دیکھا تو چار سوار پُرانوار سبز پوش بڑے جوش سے نیزہ تلنے گھوڑے اُڑائے میرے پاس آگئے ہیں۔ اور انہوں نے ان گرگوں کو نیزوں سے ہلاک کر کے خاک میں ملا دیا ہے۔ تب اس وقت یہ ناتواں بہت حیران اور شادمان ہو کر نیچے اُترا۔ اور ان صاحبوں سے نام اور مقام پوچھا۔ تو اُنہوں نے فرمایا۔ کہ اس پوچھنے سے تیرا کیا کام۔ پھر بہت زاری اور انکساری بہ مزید تکرار استفسار کیا۔ تب انہوں نے فرمایا کہ ہم اس بیابان کے باشندگان ہیں۔ اور بتعمیل فرمان شمس دوران تیری جان بچانے کے لیے یہاں آئے ہیں۔ پس آتنا فرما کر میری نظر سے غائب ہو گئے۔ پس میں وہاں سے بے خطر اور بے فکر چل کر ایک شہر میں جا پہنچا۔ اور اس ماجرا کو افشا کیا۔ تمام سامعینان نے حیران ہو کر کہا کہ اس بات پر ہمیں یقین اور تسکین تب ہو گا کہ جب تو اُن گرگان مقتولان کو اس

marfat.com

بیابان میں ہمیں دکھائے گا۔ چونکہ اُس وقت میں تھکا ماندہ اور لاچار تھا اِس لیے چلنے سے اعتذار کیا۔ تو وہ لوگ بفرمان نمبردار مجھے زور زار سے ایک مہرہ پر سوار کر کے اُس جگہ لے گئے اور وہاں گرگوں کو مرا پڑا دیکھ کر شکر گذار ہوئے۔ اور ہزار انہزار حمد پروردگار کا ادا کرنے لگے۔ کہ بڑی آفات سے مخلوقات کو اس نے بچایا ہے۔ پھر اُنہوں نے اس حقیر کو بڑا فقیر سمجھ کر محبّت کثیر سے اپنے مکان پر ٹکایا۔ اور خدمت خوشامد میں بڑا زور لگایا۔ اور رخصت کے وقت ایک سو بیس روپیہ بطور انعام مجھے دیکر بڑی عزّت اور اکرام سے مرخص کیا۔ جب خاکسار حضور کے دربار پر حاضر ہُوا۔ تو شمس دوران نے فرمایا۔ کہ اس راستہ میں جو بیابان ویران ہیں اُن میں اکثر درندگان رہتے ہیں اور مسافروں کو گھیر کر پھاڑ کھاتے ہیں۔ شکر ہے۔ کہ ایزد منان نے اُن درندگان سے تجھے بچایا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ جب حضور کا نام میرا وردِ زبان ہے اور حضور کی صورت کا میرے دل میں قیام ہے۔ کسی کی مجال نہیں جو مجھے زوال پہنچاوے بیت

بہ پیشِ ہمت عارف عجب نزیست گر کس را زخونخواران رہاند باشجاعت تیغ در اِخفا

کرامت (۸)

غلامِ شمس مفلس بود از موراں شدہ ابتر کہ در جائش رہائش کرد از موراں یکے لشکر
بردزے گشت فریادی دعا فرمود آنحضرت شد آندم دور آں لشکر غنی گردید از ہم سر

میاں علم الدین نے جو حضرت شمس العارفین کے درویشان شاغلین سے صادق الیقین ہے۔ بصدق زبان یوں بیان کیا۔ کہ پہلے بھیرہ کے مقام میں میرا قیام تھا۔ بحالت درویشی اور مفلسی گداگری پہ گذران کرتا تھا۔ ایک سال شامت اعمال سے میرے مکان میں مورچگان نے آکر رہائش کی۔ جن کے ضرر اور نقصان سے میری جان بہت تنگ اور پریشان ہو رہی۔ سونے بیٹھنے کا آرام ان سے اس ناتواں پر حرام ہوا۔ اُن کی مدافعت کے لیے بہت حیلہ سازی اور چارہ پردازی کی۔ مگر کوئی صورت کارگر نہ ہوئی آخر ایک دن اُن کے جنگ سے نہایت تنگ آکر شمس الانوار کے دربار پر حاضر ہُوا۔ تو آپ نے بشفقت بیشمار اس خاکسار سے حال استفسار فرمایا۔ اس نابکار نے عرض کیا کہ فیاضا آپ کی عنایت اور مرحمت سے اور تو سب خیریت ہے۔ مگر ایک مصیبت

marfat.com

درویش اس درویش کے پیش آگئی ہے۔جس سے یہ ذرّہ بیمقدار لیل ونہار خوار اور لاچار ہے آپ نے فرمایا کہ وہ کیا۔ہے میں نے عرض کیا کہ عالی جاہ چیونٹیوں کا ایک لشکر کثیر اس حقیر کی کوٹھڑی میں جا پذیر ہوگیا ہے۔ اور اُنہوں نے اس پائمال کو بدحال کر کے گھر سے نکال دیا ہے۔ چنانچہ جو ٹکڑے گدا کر کے کتوں سے بچا لاتا ہوں اور وہ کسی برتن میں چھپا کر رکھتا ہوں تو وہ لشکر جرار ستمگار اس مسکین سے چھین لیتا ہے۔ بلکہ فدوی کے چرم اور جسم کو بھی کاٹ کر کھا جاتا ہے۔آپ نے فرمایا کہ آیا تو گدا کرتا ہے۔ عرض کیا کہ یہ غریب بطرز عجیب گدا سے نصیبہ اٹھاتا ہے فرمایا کس طرح۔عرض کیا کہ عالیجاہ جب یہ احقر بالاخانوں کے نیچے جا کر گدا کی صدا کرتا ہے تو اُس محلہ کے سگاں پارچہ نان کی امید پہ اُس میدان میں جمع ہو جاتے ہیں۔ اور ٹکڑے کے منتظر رہتے ہیں۔جب گھر کے مالکان کوئی نان کا ٹکڑا اس ناتواں کی طرف پھینکتے ہیں۔تو کبھی وہ سگاں حملہ کناں اوپر سے ہی جھپٹ لیتے ہیں۔کبھی یہ غلام بکوشش تمام پکڑ لیتا ہے۔یہ حال سُن کر اُس ذوالکمال کو رحم آیا۔ اور براہ کرم فرمایا کہ حق تعالیٰ تم کو گدا نہ کرا وے۔ اور کسی غیر کے دروازہ پر نہ لے جاوے۔ پھر ساتھ ہی فرمانے لگے کہ چیونٹیوں نمانیوں کا تیرے گھر میں کیا کام ہے اور تجھے کیوں بے آرام کرتی ہیں۔ پس چار پانچ ایام کے بعد یہ غلام واپس اپنے مقام پر گیا تو چیونٹیوں کا وہاں نام نشان بھی نہ پایا اور بفضل قاضی الحاجات اور حضور کی برکات سے اس کے بعد اس قدر مسخرات ہونے لگی۔کہ اس بینوا کو کسی اشیاء کی پرواہ نہ رہی۔اور نہ کبھی گدا کی۔ اور نہ خالق اور کبھی اغنیا کے دروازہ پر لے گیا۔ایک دن کمترین بندگان نے مولوی صاحب مرحوم علیہ الغفران کی خدمت میں یہ حال بیان کیا۔تو انہوں نے فرمایا کہ غوث الزمان کا تصرف تمام جہانیاں پر یکساں ہوتا ہے۔خواہ انسان ہوں خواہ حیوان ہوں جملگان اُس صاحب دوران کے فرمان کے تابع ہوتے ہیں۔ **بیت**

بود انسان وجن وطائر ومور و ملخ حیوان　　بزیر حکم غوث الدہر تابعدار وردران

کرامت (۹)

غلام شمس ترسیدہ بہ ظلمت لیل دررا ہے　　کہ بُردہ رود ترجیحے یکے شمعے درانجائے

طفیل برکت حضرت کہ آنہم بُد غلام او　　رسانیدش بشہر خاص بر دربار آں شاہے

فقیر عبداللہ صاحب سبز پوش جو درویش صداقت کیش تھا اور اکثر اطراف اور اضلاع میں پھرا کرتا تھا۔ اور کبھی کبھی حضرت کے مقام پر آکر قیام رکھتا تھا۔ اس نے صدق زبان سے یہ بیان کیا کہ میں ایک دن عصر کے وقت ساہیوال کے شہر سے باہر نکل کر سیال شریف کو روانہ ہوا تو راستہ پر بادل باراں ہر کراں سے آسمان پر محیط ہو گیا۔ شام سیاہ فام نے تمام عالم کو گھیر لیا جس کی ظلمت فراواں نے راستہ کا پتہ نشان چشمان مبصران سے زیر زبر کر دیا اس حالت پُر وحشت میں ناتواں بہت ہراساں اور لرزاں ہو کر اندھیرے میں اُفتاں خیزاں جا رہا تھا۔ تو اُس وقت ناگہاں ایک اجنبی جوان نے شمع افروزاں ہاتھ میں لیے ہوئے بندہ کے ساتھ ہو لیا جس کی روشنی سے راستہ کا نشان اور آسمان نظر آنے لگا۔ لیکن یہ ناتواں اس کی شکل سراسیمہ سے ڈر کر تیز تر چلنے لگا۔ آخر جب گوجری کے نیچان میں گیا جہاں مغیلاں کے درمیان کریوں کا جُھنڈا کلان ہے۔ وہاں آگ درخشاں شعلہ زنان دور سے نمایاں ہوئی۔ جب اس کے قریب پہنچا۔ اور غور سے دیکھا تو چند کساں جنّیاں بصورت انسان اُس آنخ کے پاس بلا ہراس بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور اس خاکسار کی طرف شفقت اور پیار سے دیکھ رہے ہیں۔ جب یہ مسافر اُن کے برابر سے رہگذر ہوا تو انہوں نے بہت مہربانی اور شیریں زبانی سے بلایا۔ کہ میاں عبداللہ صاحب ذرا ادھر تشریف لائیے۔ اور ہمارے پاس کچھ آرام فرمائیے تمہاری ہی خاطر یہ آنخ تیاری ہے کیونکہ تو ہمارا پیر بھائی۔ اور ہم تمام جنیان حضرت شمس دوران کے غلام صادق الایقان ہیں۔ اور مدام اس کی آستان جنت نشان پر حاضر ہو کر آتے ہیں۔ چنانچہ آج ہی اس خیر الانام کی زیارت سے مشرف ہو کر اس مقام پر آکر قیام کیا ہے۔ اور بموجب دردخواہی پیر بھائیوں کے اس جوان کو شمع تاباں پکڑا کر تیری طرف روانہ کیا ہے۔ تاکہ تجھے اندھیری رات پر خرابات میں سے حفاظت اور احتیاط کے ساتھ ہمراہ لاوے۔ پس اُن کے مخلصانہ اقوال سُن کر بہت خوشحال ہوا۔ اور ان کی شفقت اور اخلاص دیکھ کر ان کے پاس بیٹھ رہا۔ ان کے بیانات اور حالات سے مجھے بہت نشاط حاصل ہوئی۔ راستہ کی کلفت اور ملالت سب جاتی رہی۔ ایک گھنٹہ کے بعد ان سے اجازت لیکر رخصت ہوا۔ تو وہی جوان شمع افروزاں پکڑ کر بڑے آرام اور آمان سے آستان تک مجھے پہنچایا گیا۔

marfat.com

کرامت (۱۰)

غلامِ شمس باعزم خباثت درزنے دیدہ — ہماں روزہ آں زردِ چشم بس لاچار گردیدہ
بحضرت کرد فریادے بفرمود آنکہ توبہ کن — بگشت آن تائب وآندم زوے آزار میدہ

میاں نواب فقیر متوطن کشمیر جو حضرت شمس منیر کی خدمت بابرکت میں مدت کثیر اقامت پذیر رہا۔ ایک دن وہ جوان بہمراہی درویشان آستان لنگر کا غلہ لانے کے واسطے پوہلہ کے مکان پر گیا۔ وہاں جاتے ہی ایک عورت نوجوان خوبصورت خوش عنوان کے ساتھ اس کی دیدہ بازی اور سخن پردازی ہوگئی۔ ہمراہیوں نے اُس کو اِس خیال خام سے بکوشش تمام منع کیا۔ مگر وہ عشق آموز سارا روز محبت اور سوز سے اس کے ساتھ خندہ بازی اور دل نوازی کرتا رہا اور قلق اور درد سے اس کے کوچہ میں پھرتا رہا۔ جب وہ سب درویشاں اُس مکان سے غلّہ لاد کر لنگر خانہ کی جانب روانہ ہوئے۔ تو راستہ میں اس کی آنکھوں کو درد ایذا ایسا شروع ہوا۔ کہ اس کی تکلیف سے بے آرام ہوکر نالہ اور فغاں کرنے لگا اور اس آزار سے بیقرار ہوکر آنکھوں پر پٹی باندھ کر ایک درویش بخیر اندیش کی ہمراہی میں حضرت کے پیش ہوا۔ اور عرض کیا کہ اے قبلہ عالمیان میری چشمان ناتواں کو ایسا درد چسپاں ہوا ہے۔ کہ سر کے تمام استخوان پھٹنے لگے ہیں اور آنکھوں کے بیضگاں نکلنے لگے ہیں۔ للہ اس خاکسار کے حال پر رحم فرمایا جاوے اور کوئی دوا بھی مرحمت کی جاوے آپ نے فرمایا کہ اس مرض لادوا کا دوا توبہ کے ماسوا کوئی نہیں۔ تب اس بیمار خطاوار نے اپنے کردار سے شرمسار ہوکر دل میں استغفار پڑھا اور اس عورت کے خیال سے فی الحال تائب۔ بسبحان اللہ جب میاں نواب حضرت فیضمآب سے مرخص ہوکر آستان عالی شان کے محاذ سے باہر نکلا۔ تو سب درد اور اضطرار اُس بیمار کا کافور وار یک دم فرار ہوگیا۔ اور تمام آزار اُس بیقرار کا شمس الانوار کی نظر مرحمت سے فی الفور جاتا رہا۔

کرامت (۱۱)

یکے لاولد نالاں کشت پیشِ حضرت انور — شبے درخوابِ آنحضرت بدادش پسر خوش پیکر
وزاں پس درسفر رفت آنچو واپس آمد از مدت — بدید آں خود را ہمچناں با دیدۂ اظہر

marfat.com

حافظ محمد رفیق صاحب ساکن جھاہوری جو شمس دوران کے خادموں سے غلام راسخ الیقان ہے۔ بصدق زبان اُس نے بیان کیا کہ پہلے میرے والد صاحب بوجہ عدم اولاد اکثر ناشاد رہتے تھے۔ مگر شمس الاقطاب کی امداد پر کامل اعتقاد اور واثق انقیاد رکھتے تھے۔ وہ ایک رات پُر برکات میں عالم خواب کے اندر آنجناب کی زیارت سے شرفیاب ہوئے۔ تو اُس دربار پُر انوار میں اُنہوں نے ایک لڑکا شیر خوار زشت رو نابکار بیٹھا ہُوا دیکھا۔ جناب نے فرمایا کہ اس لڑکے کو اٹھالو۔ اور اس کی پرورش کرو۔ والدم نے عرض کیا۔ کہ غریب نواز اگر آپ کو بفضل خدا اس بے نوا پر رحم آیا ہے تو کوئی لڑکا خوبصورت خوش لقا باوفا بندہ کو عطا فرمایا جاوے پھر دیکھا تو ایک اور لڑکا بہت حسین عاقل اور ذہین کھیلتا پھرتا ہے۔ اور اس کے گلے میں لپٹکر اکڑتا ہے۔ اسے دیکھ کر آپ نے فرمایا کہ اچھا اس کو لے جاؤ۔ اور اپنی مراد پاؤ۔ پس انہوں نے حسب الفرمان عالم منام میں اس لڑکے نادان کو اٹھا کر اپنی جان سے لگایا۔ جب خواب خمار سے بیدار ہوئے تو ان کے دل حزیں میں یقین اور تسکین جاگزیں ہوا۔ کہ پروردگار بحرمت شمس الابرار کوئی فرزند کامگار باوقار ضرور عنایت فرمائے گا۔ پس اس کے بعد وہ صداقت نشان کسی کام کے لیے ہندوستان کو راہرواں ہوگئے۔ ان کے پیچھے چندیں ایام کے بعد بہ امر سبحان یہ کمترین بندگان اسعد احیان میں تولد ہوا۔ اور والد مہربان نے میرا نام محمد رفیق رکھا چونکہ بقدرت قدیر والدم صاحب کو اس سفر بعید میں عرصہ مدید رہنا پڑا۔ تو اس بندہ کو والدہ ماجدہ نے بڑی شفقت اور مرحمت سے پرورش کیا۔ جب والد ماجد عرصہ چار سال کے بعد اس سفر سے اپنے گھر میں تشریف لائے تو یہ خاکسار اس شہر کے بازار میں کھیل رہا تھا۔ مجھے دیکھ کر متحیرانہ و متعجبانہ نگراں ہوئے۔ اور مردمان حاضرین سے پوچھنے لگے۔ کہ اس لڑکے کا کیا نام ہے اور کس خاندان کا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ اے غریب پروریہ آپکا ہی نور بصر اور لخت جگر ہے۔ یہ بات سنتے ہی ان کو اس خواب کی روئت یاد آئی اور وجد سے بیقراری طاری ہو گئی۔ اور آنکھوں سے آنسوؤں کی نہر جاری ہوئی۔ آخر آں حضرت کی فرقت اور محبت کے جوش سے خروش کرتے ہوئے بیہوش ہوگئے۔ اور آنجناب کے عنایات کے شوق ذوق سے

marfat.com

مدہوش ہو رہے۔ جب اُن کو اُس اضطرار سے قرار آیا تو اُٹھ کر فرمایا کہ قسم ہے مجھے پروردگار کی جو آج سے پانچ برس پہلے حضرت شمس الانوار بزرگوار نے اس خاکسار کو بعینہٖ یہی لڑکا خاص اسی لباس میں خواب کے اندر دکھلایا تھا۔ اور میرے سپرد فرمایا تھا۔ سو وہ اب بعینہٖ عالم وجود اور شہود میں نظر آیا ہے۔ یہ سراسر اس شمس انوار کی عنایت اور مرحمت کا ثمرہ ہے۔

کرامت (۱۲)

بردزے راجۂ جموں فرستادہ وزیرے را — حضور حضرت اعلیٰ کہ مشکل کار حل فرما
دعا فرمود حضرت بہر مقصودش بہ الطافے — شدہ فی الحال آں مطلب بفضل قادرِ یکتا

ایک دفعہ جموں کی ریاست کا وزیر باتدبیر بمعہ چندیں ملازمان باتوقیر بخدمت حضرت شمس منیر بکور نشات کثیر حاضر ہوا۔ اور چند مواہیر طلائی اور تین پارچہ جات شاہی اُس نے پیش نظر کئے۔ نیاز بے انداز کے بعد عرض پرداز ہوا۔ کہ فیاض جناب راجہ صاحب بخدمت آں فیضمآب بعد آدائے آداب گذارش کرتے ہیں کہ یہ بندہ دل اور جان سے حضور کا غلام صادق الایقان ہے۔ اور عرصہ فراواں سے جناب کی زیارت فیض بشارت کا خواہاں ہے۔ اگرچہ بباعث عوارضات اور کثرت تعلقات حضور کے دیدار سے محروم اور دور ہے۔ مگر خاکسار کا دل اشتیاق منزل ہر وقت تابعدار اور فرمانبردار حضرت انور ہے۔ **بیت**

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد — بسا کین دولت از گفتار خیزد

اب التجا یہ ہے کہ اس اثناء میں کلکتہ کے وائسرائے نے اپنا ارادہ افشا کیا ہے کہ کشمیر کا علاقہ جو نہایت گلشن کی نظیر زرخیز اور دلپذیر ہے بلا تاخیر لیا جائے۔ اور اس کے معاوضہ میں کوئی دوسرا علاقہ حسب تدبیر بطور جاگیر دیا جائے۔ چونکہ اس صورت میں بندہ کے لیے سخت خرابی اور سراسر بربادی ہے۔ اس لیے فریادی ہے۔ کہ براہ الطاف مربیانہ اور اعطاف کریمانہ خاکسار کے حال پر رحم فرمایا جائے۔ اور توجہ قلبی اور ہمت باطنی سے سائل کا ملک بچایا جاوے تب حضور پُر نور نے بارگاہِ کبریا میں سائل کے مدعاء کے لیے دعا فرمائی اور عنایت اور مرحمت سے اس کو رخصت عطا کی۔ خدا کی شان انہیں ایام میں شمس دوران کی توجہ سے بموجب فرمان

marfat.com

شہنشاہ انگلستان یک دم وائسرائے ممدوح الشان کسی ضروری کام کے لیے لندن میں بلائے گئے اور اس کی بجائے ایک صاحب اور والاشان ہندوستان میں حکمران مقرر کئے گئے۔ بعد ازاں کسی وائسرائے زمان نے کشمیر کا نام بھی نہ لیا۔ پھر راجہ صاحب نے بعد انصرام مرام اپنے وزیر مدار المہام کو تحائف دیکر حضرت فیاض زمان کی خدمت میں روانہ کیا۔ اور وہ بصد انکسار حاضر دربار پُر انوار ہو کر عارض ہوا کہ غریب نواز ارا جہ صاحب کی التماس ہے۔ کہ اگر آں فیض رساں براہ کرم فراواں بندہ کے مکان پر تشریف ارزانی فرما کر غلام کو اکرام بخشیں تو بندہ نوازی اور ذرہ پروری سے بعید نہ ہوگا۔ ہر قسم کی سواری کا سامان بنا بر آں فیاض زماں تیار ہے محض فرمان کی انتظار ہے۔ ورنہ تو خود خاکسار حاضر دربار ہو کر شرفِ دیدار حاصل کرے گا۔ آپ نے فرمایا کہ میں اُس کے مکان پر ہرگز نہیں جا سکتا۔ اور نہ وہ میرے مقام پر آسکتا ہے۔ وہ یہاں آنے کی تکلیف نہ اٹھاوے۔ وہیں سے اپنے مقتضا اور مدعا کے لیے دعا کراوے۔ حق تعالےٰ سمیع اور بصیر ہے قرب و بعد میں ہر فقیر اور امیر کی التجاء استماع کرتا ہے میں اُس کے لیے یہیں دعا کروں گا۔

کرامت (۱۳)

یکے انکار نمودہ بکشفِ حضرتِ کامل — بہ بیشِ عالمے در راہ واں شد و متغص دل
وازاں پس گفت یک مصرعہ چو در خدمت حضور آمد — بخواندہ حضرت آں مصرعہ پس آنشد تائب و قائل

مولوی محمد علی صاحب ساکن ساہیوال نے جو عالم باکمال ہے۔ صدق مقال سے ذکر کیا کہ میرے والد ماجد مولوی غلام مصطفےٰ صاحب فرماتے تھے کہ میں ایک روز بڑی محبت اور سوز سے سیال شریف کو جا رہا تھا اور دین محمد غیر مقلد میرے ہمراہ تھا۔ راستہ میں عقیدت اور مودت کے باعث میں حضرت کے کشف کمالات اور تصفیہ باطنی کے کمالات کا اظہار کرنے لگا تو اس ناہنجار کجر فتار نے جناب کے مکاشفات اور کرامات میں انکار کیا مجھے اس کے اقوال سے غصے کا اشتعال آیا۔ اور اُس کو کچھ کم بیش سنایا۔ تب اس نے ندامت اور خجالت سے کہا کہ چونکہ آپ کو اُن سے محبت کمال ہے۔ تو ضرور۔ اس صاحبِ حال کو آپ کی طرف خیال ہوگا۔ اور اس نے یہ

marfat.com

مصرعہ پڑھا۔ (بقول شاعر) دل را بدل رہے است دریں گنبدِ سپہر۔ جب ہم دونو جناب کی خدمت بابرکت میں شرفیاب ہوئے۔ تو آپ نے اُس کا ہاتھ پکڑ کر تبسم کے ساتھ فرمایا کہ آگئے ہو (دل را بدل رہے است دریں گنبد سپہر) دل میں وہ نابکار بہت نادم اور شرمسار ہوا۔ اور عقیدہ فاسدہ سے تائب اور بیزار ہو رہا۔

کرامت (۱۴)

زہے حضرت مسیحا دم کہ آں صاحب الوالعظمت — بفریادِ عزیزے خویش فرمودہ عجب شفقت
برفتہ بر سر بالین پسرے مردہ و عاجزے — بخواندش نام میت را نمودہ گریۂ آں میت

میاں عالم شیر نمبردار جو حضرت صاحب کا چچازاد بھائی قابل کار اور نیک کردار تھا۔ اور لیل و نہار لنگر کے کار بار میں مددگار تھا۔ مدت کثیر کے بعد عمر اخیر میں قادر قدیر نے اس کو فرزند دلبند عطا فرمایا۔ اور قبلہ عالم نے اس کا نام محمد اعظم رکھا۔ جب وہ سعادت منوال عرصہ چار سال کو پہنچا تو بتقدیر کردگار عارضۂ بخار سے سخت بیمار ہو گیا۔ طبیبان تجربہ کار اور اس کے روی آثار دیکھ کر علاج سے دست بردار ہوئے۔ اور اس کی زندگی سے مایوس ہو رہے۔ آخر جب نزع کا وقت قریب آیا تو والد غریب نے بحالت گریاں اور سینہ بریاں حضرت کی جناب میں جا کر بڑے اضطراب سے فریاد کی کہ اے عالی نژاد میری حالت خراب پر للہ امداد فرمائی جائے جو اس نامراد کی زندگی برباد ہو رہی ہے یعنے اس کم بخت کا پسر لخت جگر آج گھر سے وداع ہو رہا ہے۔ اب آپ بہ الطاف بیکرانہ اور اعطاف کریمانہ بندہ کے غریب خانہ میں تشریف لاؤ۔ اور اعجاز عیسوی اور معجزات احمدی سے اس مردہ کو زندہ فرماؤ۔ چونکہ حضرت غریب نواز کو قرابت کے باعث ان کا لحاظ بلاندازہ تھا۔ اس لیے شفقت اور مرحمت سے اُس کے گھر تشریف لے گئے۔ دیکھا تو تمام مردمان متعلقین میں نالہ اور فغاں کا شور بڑے زور سے برپا ہے۔ اور وہ لڑکا بیجان کالمیت اس مکان میں بستر پر بے جان پڑا ہے۔ اُس لڑکے کی والدہ بیچاری ماتا کی ماری بصد زاری اور انکساری جناب کے قدموں پر گر پڑی اور رو رو کر عارض ہوئی۔ کہ اے لجپال پیر دستگیر نے باراں سال کے بعد بوڑھی کنگال کا بیڑا تیرایا تھا۔ اگر آنجناب بھی جو کہ ہمارے لیے پیر بغداد ہیں براہ عنایت اور مرحمت

marfat.com

اس عاجزہ کی کشتی کو گرداب اضطراب سے نکال کر منزل مراد پر پہنچا دیویں تو رحم کریمانہ اور کرم مربیانہ سے بعید نہ ہوگا۔ پس وہ محبوب کردگار اس عاجزہ کے حال زار پر رحم فرما کر توجہ خاص اس لڑکے کے پاس بیٹھ رہے۔ اور بڑی شفقت اور پیار سے لڑکے کا نام دوبارہ پکارا۔ تیسری مرتبہ فرمایا۔ کہ اگر تو بولتا نہیں تو رو تو سہی۔ تب لڑکا فی الحال بہ امر ذوالجلال حال حال کر رونے لگا۔ اور اس مسیحا انفاس کی برکت خاص سے زندہ ہوگیا۔ خوشی کی صدا اور مبارکبادی کی ندا قرب وجوار کے ہر ہر شہر میں مشتہر ہوگئی۔ اور خدا کی خلقت جناب کی عظمت سے متعجب اور متحیر ہو رہی۔

کرامت (۱۵)

بکشفِ علم حضرت گشت تکرارے بخدا مان — یکے خادم نمود انکار پیش صاحب ایقان
بصدق و آزمائش رفت آں نزدِ زنِ فاحش — طمانچہ بر رخش آمد دواں زشد انمکان نالان

مولوی محمد امین صاحب مٹکوچی جو حضرت صاحب کا درویش صداقت کیش ہے اوس نے بصدق زبان بیان کیا۔ کہ ایک دفعہ خواجہ محمد سلیمان علیہ الغفران کے عرس پر یہ خاکسار سیال شریف کے دربار پر حاضر ہوا۔ زائروں کا بڑا اژدحام تھا عرس کے اختتام کے بعد جب تمام خادمان مرخص ہونے لگے۔ تو یہ غلام جناب کی آستان عالی شان پر کھڑا ہو کر شمس تابان کا چہرہ درخشاں دیکھ رہا تھا۔ اور وہ فیاض زمان سب غلامان کو عنایت اور فیضاں سے رخصت فرما رہے تھے۔ مولوی غلام فرید ساکن سر کی جو انہیں ایام میں سفر ہندوستان سے مدت فراواں کے بعد حضرت کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا تھا۔ وہ بھی رخصت ہونے لگا۔ تو آپ نے براہ مہربانی اس کی پیشانی کو پکڑ کر ہلایا۔ اور مسکرا کر فرمایا کہ اب جاؤ تب وہ نادمانہ افسردگانہ اٹھ کر گھر کو روانہ ہوا۔ چونکہ شمس دوران نے بہ استثناء دیگر غلامان ایک خصوصیت سے اس کو یہ اشارہ فرمایا۔ تو مجھے خیال لاحق حال ہوا کہ ضرور اس امر میں کوئی سر مستتر ہے۔ لہذا خاکسار نے اس سے بہ تکرار استفسار کیا۔ مگر اس رازدار نے کچھ اظہار نہ کیا۔ پھر چند ایام کے بعد سید ضامن شاہ صاحب جو حضور کا غلام اور مولوی مذکور کا ہم سبق اور ہمکلام تھا ملاقی ہوا تو میں نے یہ بات اُس سے دریافت کی۔ اس نے کہا کہ حضور فیض گنجور نے کشفِ قلبی سے اس کا قصور جو کہ

marfat.com

اُس سے صدور ہُوا تھا۔ کنائتاً جتلایا ہے۔ وہ یہ ہے کہ ہم دونوں طالبان دہلی کے مقام میں بمدرسہ اسلامیہ تعلیم پاتے تھے۔ اور ایک رات میں بزرگوں کے کمالات اور مکاشفات کا باہم ذکر اذکار کر رہے تھے۔ تو اُس تقریب میں اس غریب نے کہا کہ ہمارے حضرت شمس اجلال کشف اور کمال میں بیمثال ہیں۔ اور اپنے مریدوں کے اعمال اور افعال کو بخوبی دیکھ بھال سکتے ہیں۔ اس نے انکار کیا۔ اور تکرار سے کہا کہ اگر وہ حضرت کشفی بصارت سے مریدوں کی ضلالت کی حالت کو معاینہ کر لیتے ہیں۔ تو میں اس آزمائش کے لیے کینچنی کے پاس جاتا ہوں اور اس کے ساتھ ہم بستر ہوتا ہوں۔ اگر اس باکمال نے میرے حال کو دریافت فرما لیا۔ تو تب مجھے اس کی کشف پر کامل یقین اور پورا تسکین ہوگا۔ اس وقت میں نے اعتقاد اور انقیاد کے جوش سے مدہوش ہو کر کہا کہ اگر شمس الانوار تیرے بُرے کردار پر خبردار نہ ہوئے تو قسم ہے پروردگار کی جو میں ان کی بیعت سے دست بردار اور بیزار ہو جاؤں گا۔ تب وہ خطاوار اُسی وقت بازار میں ایک عورت زناکار کے پاس چلا گیا۔ اور اس کو کچھ دام دے کر بُرا کام کرنے لگا۔ الغرض جب کپڑے اتار کر دخول کو تیار ہوا تو غیب سے ایک طمانچہ اس کے رخسار پر ایسا چٹکار سے لگا کہ وہ بے اختیار ہو کر دیوار پر جا پڑا۔ خوف سے لاچار ہو کر شلوار اور دستار کو پکڑ کر دوڑتا ہوا باہر نکلا۔ اور نہایت شرمسار ہو کر میرے پاس آیا۔ اور خجالت اور ندامت سے پامال ہو کر اس نے سب حال سنایا اور بارگاہ ایزد غفار میں اُس بُرے کردار سے بصدق دل استغفار پڑھا۔ بعد ازاں اُس بلاغت شعار کا اعتقاد ایسا استوار اور برقرار ہوا۔ کہ بقیہ زندگی تمام میں جناب کا نام اس کا ورد زبان رہا اور اس کا دل اور جان جناب کے اقدام پر قربان رہا۔

کرامت (۱۶)

بسر دفتر پئے حضرت بلوچاں کرد نو چاہے — بسے تکلیف بنہاد ند بر حالات غربائے
بفریاد مساکین بس ملالت کشت حضرت را — ہماندم چاہ شاں ہر یک تباہ گشتہ بہ ہر جائے

یہ ذکر سیال شریف کے باشندگان اور قرب جوار کے مردمان کی زبان پر مشتہر عام ہے۔ جس کو میاں غلام فرید سیال نے بصدق مقال یوں بیان کیا کہ حضرت شمس دوران کے

marfat.com

ابتدائی زمانہ میں موضع مٹھہ کے مالکان بلوچاں نے ایک کنواں نیا اپنی زمین میں سیال شریف کے قرین بکوشش ترین جاری کرایا جس سے باشندگان سیال شریف کو فکر کمال لاحق ہوا۔ کہ وہ لوگ فتنہ باز اور مفسدہ پرداز ہیں۔ اُن کے اس قرب جوار سے ہم کو ضرر بسیار ہوگا۔ مگر انہوں نے لاچار صبر اور تحمل کو اختیار کیا۔ اتفاقاً ایک دن میاں فیض محمدؐ سیال جو اپنی قوم میں با اقبال تھا بٹھٹھ محمد پناہ سے سوار ہو کر سیال شریف کو آرہا تھا۔ اس کنوئیں پر پہنچا اور دیکھا تو سیال شریف کے شہر کا ایک گدھا بُری حالت سے باندھا ہوا کانجن سے لٹکا کھڑا ہے جس کو وہ دیکھ کر بہت حیران اور پریشان ہوا۔ مستی شیر خاں سے جو اس کنوئیں پر قیام رکھتا تھا۔ پوچھا کہ ایجوان اس حیوان بیزبان پر اتنا ظلم تو نے کیوں روا رکھا ہے۔ اس نے کہا کہ اگر یہ خر ہمارے چاہ پر نہ آتا تو اس قدر سزا نہ پاتا۔ میاں صاحب نے کہا کہ جس زمیندار کا کنواں شہر کے قرب جوار میں ہو تو اس کو بردبار ہونا چاہیئے۔ اس بدسگال نے کہا کہ مجھے قسم ہے لایزال کی جو ہم نے اسی خیال پر اس شہر کے اتصال میں یہ کنواں بنایا ہے کہ اس شہر کی جو عورتیں غسل کرنے کے لیے اس کنوئیں پر آویں گی ان کا جمال دیکھیں گے اور جو مال مویشی شہر سیال کا اس محال میں آئے گا اُس کا یہی حال کریں گے۔ میاں صاحب اس شریر کی مفسدانہ تقریر سن کر بہت دلگیر ہوا اور تمام خویشوں اور متوسلوں کو ہمراہ لے کر شمس دوران کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور یہ سب حال بصد رنج و ملال عرض کیا اور کہا کہ اگر ان کا کنواں جاری رہا تو ہمارے لیے اس خواری اور شرمساری سے بڑھ کر اور کوئی مصیبت بھاری نہ ہوگی۔ جناب نے فرمایا کہ اچھا تم سب حاضرین بارگاہ رب العالمین سے دعا مانگو۔ اور یہ مسکین تمہارے مدعا پر آمین کرے گا۔ الغرض جناب نے توجہ قلبی سے دعا طلبی فرمائی۔ جس کی درگاہ کبریائی میں ایسی منظوری ہوئی۔ کہ وہ کنواں بمعہ نرگاواں چاہ کشاں اسی روز زمین دوز ہو گیا۔ اور آج تک وہ مسمار اور بیکار پڑا رہا۔ باقی ان کے دیگر چاہات بھی اُنہیں ساعات میں خشک اور خرابات بن گئے۔ تب لعل خاں جو منیر خاں کا برادر کلان تھا۔ اور اپنی اقوام میں نمبردار عزت نشان تھا۔ یہ حال پُر وبال دیکھ کر بحالت ترساں اور لرزاں دوسرے روز حضور میں شرف اندوز ہوا۔ اور اپنی ملکیت سے ایک سو بیس (۱۲۰) بیگہ زمین شمس العارفین کی نذر کر کے بصد نیاز عرض پرداز ہوا۔ کہ عالی جاہ میرا بھائی اگرچہ جوان ہے۔ مگر بڑا بے سمجھ اور نادان ہے۔ چونکہ اس کے ابلہانہ اقوال پر جناب

marfat.com

کو رنج اور ملال آیا ہے جس سے اس خیر سگال نے کمال زوال پایا ہے۔ اس لیے بعجز خاص التماس ہے کہ للہ از راہ عطایہ خطا معاف فرمائی جاوے۔ اور میرے موضع برباد شدہ کو دلی امداد سے پھر آباد کیا جائے۔ اور اس کنوئیں ویران کے بجائے جہاں حضور کا فرمان ہو وہاں اور کنواں لگایا جائے۔ تب اُس نے فرمایا کہ میاں فیض محمد سیال کا یہ خیال ہے کہ کنواں تمہارا فی الحال سڑک سے بجانب شرق تیار ہو دے۔ لعل خاں مذکور حضور کے فرمان پہ بہت مسرور اور مشکور ہوا۔ اور حسب الامر سڑک کے شرقی کنارہ پر کنواں کھدوا کر جاری کیا۔ اور اس کا نام عنایت خاں والا رکھا گیا۔ اس پانی کا چشمہ بحر عمان کی مثل ایسا رواں ہوا۔ کہ تمام موضع میں وہ کنواں ایک بڑا نشان ہو گیا۔ پس شمس الہدا کی رضا سے ان کا موضع برباد شدہ پھر آباد ہو گیا۔ اور جو زمین لعل خاں نے حضرت شمس دوران کے پیش نذر کی تھی اس کو آنجناب نے میاں عالم شیر چچازاد کے سپرد فرمائی جس میں اُس نے کنواں کھدوایا جس کا نام شمس دوران نے عالم شیر والا مقرر فرمایا۔ اور ازانجملہ نصف ملکیت حضرت نے میاں عالم شیر کو مرحمت فرمائی۔ اور سرکاری کاغذات میں اس کے نام ارقام کرائی۔ حضرت ذوالکمال کے وصال کے بعد لعل خاں کے متعلقین نے سیال شریف کے قریب پھر اُسی چاہ مسمار شدہ کو تیار کرایا۔ اور اس کے جاری کرنے میں زور لگایا۔ مگر اُس میں سے ہرگز پانی نہ آیا۔ **بیت**

ہست رنج عارفاں رنج خدائے ذوالجلال ہر کہ آید زیر رنجے در دلے یا بد زوال

کرامت (۱۶)

تعالی اللہ چہا حضرت مکرم صاحب عظمت کہ دیدش خادمے در شب بہ شغل نفل در خلوت

تجلی از سرش میرفت بالا تا فلک آندم ہمہ در بار روشن بُد ز نورِ جلوۂ حضرت

میاں غلام فرید فرد کہ ساکن موضع سلیقہ جو شمس دوران کا غلام معارف نشان تھا۔ اور اکثر لنگر کے مکان پہ قیام رکھتا۔ اس نے بصدق زبان یوں بیان کیا۔ کہ میں ایک رات پُر برکات موسم زمستان میں حضور کے آستان عالی شان پر سویا ہوا تھا جب حسب عادات پچھلی رات کو نیند خمار سے بیدار ہوا۔ دیکھا تو جناب کے محل سے ایک نور کا مشعل آسمان تک جھلک رہا ہے جس کے چمکار سے تمام دربار پُر انوار دمک رہا ہے۔ یہ غلام اُس عظیم الشان کی ایسی عظمت

marfat.com

اور علوّت پر حیران ہو کر اُس محل کے دروازہ پر گیا۔ درزوں میں سے دیکھا تو وہ محبوبِ خدا واصل ذاتِ کبریا ہر بارا غیار سے جدا اور تنہا ہو کر نفل تہجد ادا کر رہا ہے۔ اور اس کی ناک مبارک سے نور کا شعلہ جلوہ گر ہو کر فلک تک جا رہا ہے۔ جس سے اس احقر کو ہیبت اور دہشت کثیر دامن گیر ہوئی۔ بحالت لرزاں اور ترساں کنوئیں کی طرف پشت کر کے اُس پیشوا کی جانب اقتدار کرتا ہوا پسپا ہوا۔ اور شرقی چاہ پر کھڑا ہو گیا۔ اور کئی لحظہ تک اُس نور کا ظہور دیکھتا رہا۔ کچھ دیر کے بعد وہ رنگ عجائب نظر سے غائب ہو گیا۔

کرامت (۱۷)

بوقتِ صبح آنحضرت زطغیانی نمود ایما — بحینِ ظہر بس پُرزور آمد آب از دریا
بگردِ شہر بند دادند و آں بکست شد سختی — مگر حضرت حفاظت کرد خود برنالۂ غربا

میاں نجتا درکفشگر ساکن سیال شریف جو حضرت شمس انور کا خادم معتبر ہے۔ اس نے اس خبر عام مشتہر کو یوں ذکر کیا ہے۔ کہ ایک دن موسم تابستان میں حضرت فیاض زمان بوقت اشراق بڑے استغراق سے وظائف پڑھ رہے تھے۔ اور یہ فدوی اپنی محبت اور اشتیاق سے اُس عمیم الاشفاق کو پنکھا ہلا رہا تھا۔ جب آپ اپنے شغل اشغال سے فارغ الحال ہوئے تو فرمانے لگے۔ کہ لوگ کہتے ہیں کہ شدت گرما میں دریا کا چڑھاؤ ہوتا ہے۔ اس لیے آج مجھے اس تپش آسمانی سے دریا کی طغیانی کا فکر اور ڈر ہے۔ علیٰ ہذا القیاس اس رمز شناس نے تین بار اس کلمہ کا تکرار فرمایا۔ اور خاکسار نے اس کو لوگوں کے آگے اظہار کیا۔ مگر اُنہوں نے اس بات پر اعتبار نہ کیا۔ اس خیال پر کہ شائد اس ذوالکمال نے بموجب قیل قال عوام مردمان کے ایک شنیدہ مقال بیان فرمائی ہے۔ اس لیے شہر کے باشندگان نے اپنی حفاظت کا کوئی سامان نہ کیا۔ پس اسی دن ظہر کے وقت ایک مخبر دوڑ کر خبر لایا۔ کہ طغیانی کا پانی ایسے زور سے پرخطر آ رہا ہے۔ کہ ہر ایک شہر کو زیر و زبر کرتا چلا آتا ہے۔ تب اس گاؤں کے مردمان خورد و کلان نے جمع ہو کر بخوف نقصان شہر کے گرد باندھا بنانا شروع کیا۔ تاکہ اُس طوفان سے شہر ویران نہ ہو جائے ابھی وہ تمام آدمان اس باندھا کے بنانے میں کوشاں کھڑے تھے کہ یکایک طغیانی کا پانی ایسے

marfat.com

زور شور سے آیا۔ کہ شہر کے ہر گھر کو چو پھیر سے گھیر لیا۔ گویا۔ اس آبادی کا نشان کشتی کی مثل دریائے عمان میں نمایاں ہو رہا۔ لوگوں کو خوف کثیر دامن گیر ہوا کہ خدانخواستہ اگر باندھا ٹوٹ گیا تو پانی چھوٹ کر شہر آباد کو غرقاب کر دے گا۔ اس لیے سب مردمان اور زنان باندھا کی تیاری اور استواری میں دل اور جان سے مصروف ہوئے مگر آخر پانی کا زور شور دیکھ کر ہمت کو ہار گئے۔ اور حضرت کی جناب میں جاکر فریاد کی کہ اے غریب نواز اب شہر غرقاب ہونے والا ہے۔ باندھے پر تشریف لائے اور ہمت باطنی سے امداد فرمائیے تب حضور پر نور ان کے مسرور کرنے کے لیے بوقت شام باندھا کے مقام پر تشریف لے گئے اور تمام باندھا کا ملاحظہ کر کے فرمانے لگے۔ کہ یہ دو جگہ کمزور ہیں ان کا احکام بکوشش تمام ضرور کرنا چاہیئے۔ ان نادانوں نے بے سمجھی سے عرض کیا۔ کہ عالی جاہ یہ ہر دو موقعہ تو بہت استوار ہیں۔ ان کے لیے تو کوئی فکر افکار نہیں کہ دوسرا باندھا بیکار ہے جس کے لیے حضور کی توجہ درکار ہے۔ پس حضرت عالی جاہ اس کے بعد اپنی عبادت گاہ کو تشریف افزا ہوئے۔ اور تھوڑی دیر کے بعد ان دونوں موقعوں سے جہاں جناب کا ارشاد تھا۔ یک دم باندھا ٹوٹ گیا۔ اور پانی ناگہاں بندوق کی مثل پھوٹ کر شہر جا پڑا۔ پھر وہ مردمان کشتی شکستگان کی مثل نالان اور گریاں جناب کی خدمت میں دوڑے زاری اور شرمساری سے عارض ہوئے کہ ہم عاجزاں بوجہ عدم تعمیل فرمان سب ویران ہو چکے ہیں۔ کیونکہ اُنہیں دونوں موقعوں سے باندھا ٹوٹ گیا ہے۔ اب اس کا باندھنا اور پانی کا روکنا بندگان کا امکان نہیں۔ محض جناب کی ہمت اور امداد بکار ہے۔ ورنہ شہر کا بچنا دشوار ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جاکر ان ناکوں کو سمبھالو۔ اور ان پر مٹی ڈالو۔ خداوند کی مہربانی سے پانی بند ہو جائے گا۔ اگرچہ ان لوگوں کے خیال میں یہ امر محال تھا۔ مگر حسب الفرمان وہ مردمان پھر اس باندھا پر گئے۔ اور ناکوں میں مٹی ڈالنے لگے تو یک دم وہ پانی بڑی آسانی سے بند ہو گیا۔ اور دریا کے ٹوٹنے سے پانی ٹوٹ کر واپس چلا گیا۔ بفضل ربانی شہر کی کوئی نقصانی نہ ہوئی۔ اور اس عارف یزدانی کی مہربانی سے تمام باشندگان کو امن سے شادمانی ہوئی۔

marfat.com

کرامت (۱۸)

حیات اللہ کہ بے اولاد بود و مادرش روزے — بحضرت ساختہ فریاد از مہرش بصد سوزے
بگفتہ حضرتش باشد پسر وے نام عبداللہ — پس از مدت شدہ پیدا ہما فرزند فیروزے

خان صاحب محمد حیات خان افغان رئیس ترکھانوالہ جو شمس دوران کا غلام صادق الایقان تھا۔ اور بوجہ عدم ایجاد اولاد کے اکثر متفکر اور ناشاد رہتا ہے۔ ایک دن اس کی والدہ نیک سرشتہ جو حضور کی دامن گرفتہ تھی۔ زیارت فیض بشارت کے لیے حاضر دربار انوار ہوئی۔ اتفاقاً اس وقت میں ایک عورت نے جناب سے اپنے پوتے نوزاد کا نام استصواب کیا۔ تو شمس الاقطاب نے اس کو کوئی نام ارشاد فرمایا۔ خانصاحب کی والدہ کو بھی جو کہ بے اولادی سے افسردہ اور غمزدہ تھی دل میں رشک آیا۔ اور اس نے عرض کیا کہ غریب نواز ابراہ فیاضی اور غلام نوازی حیات اللہ خاں کے بیٹے کے نام سے شادمان اور فائز المرام کیا جائے۔ آں ذات بابرکات اس کی بات سن کر خاموش ہو گئے تھوڑی دیر کے بعد بہ شفقت فراواں زبان فیض ترجمان سے فرمانے لگے۔ ایزد رحمان حیات اللہ خاں کو فرزند ارجمند عنایت فرمائے گا۔ جس کا نام عبداللہ خاں ہو گا۔ پس اس کے بعد مدت دراز تک اس نیک نہاد کے گھر میں کوئی اولاد نہ ہوئی۔ تمام مردمان خاص اور عام کو ناامیدی تمام ہو گئی۔ مگر حیات اللہ خان مذکور حضور کے فرمان پر دل اور جان سے راسخ الایقان رہا۔ کہ آنحضور کی بشارت کا نتیجہ ضرور کبھی میں آئے گا۔ کیونکہ غوث الزمان کا فرمان خالی ہرگز نہیں جائے گا۔ آخر ایسا ہی ہوا کہ حضرت ذوالکمال کے وصال کے بعد خالق دوران نے اپنے کرم بے پایاں سے اس کو فرزند دل بند عطا فرمایا۔ اور انہوں نے حضرت محمد ضیاء الدین سجادہ نشین صاحب سے اس برخوردار کا نام استفسار کیا تو آنجناب نے حضور کی قلمی کتاب سے جس میں تاریخ ہائے میلاد اور ہر مولود کے نام نہاد کا حساب اندراج تھا۔ اس لڑکے کا نام دریافت فرمایا تو اوقات کے لحاظ سے اس کا نام میر عبداللہ نظر آیا۔ جو کہ حضرت ذوالکمال نے چندیں سال پیشتر مقرر فرما دیا تھا۔ لہذا اس لڑکے کا نام عبداللہ خاں رکھا گیا۔

marfat.com

کرامت (۱۹)

به سالے از فلک به طبق نیامد قطرۂ باران
بیامد ہر غسل شمس جمعے از زمینداران

به ادشاں گفت حضرت غسل بنمائید زرا را
چناں کردند شد بارش وچہ در دشت کوہساراں

یہ خبر مشتہر عام ہے اور سیال شریف کے باشندگان اور ملحقہ دیہات کے مردمان تمام یوں بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ بوجہ عدم باراں جہان میں قحط فراداں پڑ گیا۔ تمام ملک تنگدستی کی سختی سے پریشان اور ویران ہو رہا۔ ایک دن بہت سے آدمان قرب وجوار کے باشندگان جمع ہو کر شمس ودران کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ مگر بی بی نوکر جو حضرت کے دربار پر وہ قابل کار خدمت گار تھی ہمراہ لے گئے۔ تو اس نے پہلے ایک گھڑا پانی کا بھرا۔ اور صاف کر کے اپنے سر پہ دھرا پھر حضرت کے پاس آکر دست بستہ ہو کر التماس کیا۔ کہ اے فیاض زمان خشک سالی سے جہاں ویران ہو گیا ہے۔ اور خلقت بیچاری بھوک کی ماری قحط کی خواری سے سرگردان ہو رہی ہے۔ اس لیے ان خادموں غمزدوں نے آپ کے غسل کرانے کے لیے پانی لایا ہے۔ اس خیال پر جو سنا جاتا ہے۔ کہ اگر کسی بزرگوار صاحب عرفان کو خشک سالی کے ایام میں غسل دیا جائے تو ایزدمنان اس کے طفیل اپنی مخلوق پریشان پر رحمت کا باراں نازل فرماتا ہے۔ حضور فیض گنجور نے فرمایا کہ مجھے غسل دینے سے معذور رکھو۔ میاں زرا سیال جو کہ نیک خصال ہے۔ اس کے کوئیں پر جاؤ۔ اور اس آزردہ حال کو شفقت سے غسل دلاؤ۔ امید ہے کہ ایزد متعال اپنے کرم مالامال سے رحمت کا باران اپنی خلقت نالاں پر برسائے گا۔ اور قحط کا وبال مخلوق آشفتہ حال سے نکال دے گا۔ پس حسب الارشاد واجب الانقیاد وہ سب اشخاص میاں زرا کے پاس گئے۔ اُس وقت وہ کنوئیں پر ایک درخت کے سایہ میں سویا ہوا تھا۔ انہوں نے ناگہانی وہ پانی جھٹ اس پر پلٹ دیا جس سے نامبردہ اُٹھ کر بہت آزردہ اور پژمردہ ہوا اور کہنے لگا کہ اس غریب بے نصیب کے ساتھ کیوں ٹھٹھہ مخول کرتے ہو۔ خدا سے بھی نہیں ڈرتے۔ واہ قادر کی قدرت جو اُسی آن میں مغرب کی جانب سے ایک بادل سیاہ فام اُٹھ کر تمام آسمان پر محیط ہو گیا۔ اس کی رحمت فراداں سے یک دم باران بیکران ایسے زور سے نازل ہوا۔ کہ

marfat.com

چند منٹ میں پانی کا طوفان بحر رواں کی مثل ہر ایک جگہ نمایاں ہوا۔ قحط کی آفت تمام جہان سے دور ہوگئی۔ خلق بے نوا ذات کبریا کی رحمت سے آباد اور مسرور ہوگی۔

کرامت (۲۰)

یکے از قرضۂ سنگین بحضرت کرد فریادے — بفرمود آنکہ خواہد یکسر قرض بر بادے
چناں شد قرض دے پراں کہ در وقتِ حسابے — بضمگی ہندواز کاغذ برآمد رقم ایزادے

منشی احمد بخش ساکن بنبول نے جو حضرت شمس العارفین کے غلاموں سے صادق الیقین ہے۔ بصدق زبان اس نے بیان کیا کہ مسمی برخوردار سگو جو میرے شہر کا ایک زمیندار اور شمس الانوار کا خادم جان نثار تھا۔ اور دربار فیض آثار پر اکثر آمد و رفت کرتا تھا۔ مگر قرض گرانبار سے لیل و نہار مغموم اور دلفگار رہتا تھا۔ آخر ایک دن اُس نے بحالت غمزدگان اور گریاں حضرت فیاض زمان کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ عالی جاہا یہ خاکسار ڈیڑھ ہزار روپیہ کا قرضدار ہے۔ اور وہ ہندو شاہوکار جو میرا قرض خواہ ہے سخت جابر اور غدار ہے۔ جس کے خوف سے بندہ ہر وقت پُر افگار اور دلفگار رہے۔ آپ کی درگاہ عالی جاہ کے سوا بندہ کا کوئی ملجا و ماوا نہیں۔ للہ اس آشفتہ حال کے احوال پُر ملال پر رحم فرمایا جاوے۔ اور قرض گراں بار سے جو ادا ہونا اس کا میرے سے سخت دشوار ہے۔ توجہ دلی سے بچایا جاوے۔ اس کی حالت پر ملالت پر جناب کو بڑا رحم آیا اور شفقت اور کرم سے فرمایا۔ کہ غم اور فکر نہ کر۔ خدا کے فضل پر توکل کر۔ کردگار کی قدرت اور عنایت سے قرض تیرا دھواں کا بادل ہو جائے گا۔ اُڑتا نظر نہیں آئے گا۔ پس وہ شخص مذکور بڑا مسرور ہو کر اسی وقت حضور سے رخصت لے کر اپنے گھر کو گیا۔ دو تین دن کے بعد اتفاقاً وہی ہندو نامی دشنہ شاہوکار اس برخوردار کو بازار میں ملا۔ اور اس نے بڑی خفگی اور خشکی سے اس کو کہا کہ آج تو میرے ساتھ حساب کتاب فہمید کر۔ اور روپیہ دے کر کل قرضہ کا تصفیہ کر۔ ورنہ میں تجھے سرکار کی عدالت میں بہت خوار کروں گا۔ اور تیرا گھر بار سر بازار تمام نیلام کراؤں گا۔ تب اس زمیندار نے بہت آزردہ اور لاچار ہو کر چند آشنایان واقف کار کو ہمراہ لیا۔ اور فہمند حساب کے لیے اس کی جگہ پر گیا۔ وہ شاہوکار جو بڑا ہوشیار اور طرار تھا۔ اپنی بہتات کو نکال کر اور سب کاغذات

marfat.com

کو سنبھال کر سارا دن میزان لگاتا رہا۔ اور دیگر حساب دانوں سے مقابلہ کراتا رہا آخر اس شخص غمناک کا کل حساب بیباق نکلا۔ بلکہ اس زمیندار قرضدار کا کچھ روپیہ شاہوکار کے ذمہ فاضلہ برامد ہوا اس کیفیت عجیب اور کرامت غریب کو مردمان دیکھ کر حیران ہو رہے اور تمام حاضرینان شمس دوران کے کمالات پر ثنا خوان ہوئے۔

کرامت (۲۱)

زہے آں ہمتے عالی کہ برجن بشر حیواں تصرف بود او یکساں بہر مخلوق در دوران
یکے اس پہ شیر موبدر کا بے بدنجا دم او بیک نظرش بکشت آرام پیش ہر یکے انسان

مولوی غلام حسین صاحب ساکن مگھیانہ جو برگزیدہ زمان اور صداقت نشان ہیں۔ حضرت سجادہ نشین صاحب ثانی کے فیضان سے ممتاز اور ممتاز ہیں۔ اُنہوں نے ذکر کیا کہ ایک دن ملک فتح خان ٹوانہ ساکن ہمو کہ نے میرے آگے بصدق زبان یوں بیان کیا۔ کہ میں حسبِ ملازمت سرکار راولپنڈی میں تھانہ دار تھا۔ بڑی محبت اور پیار سے ایک گھوڑا عمدہ شکل دار کسی زمیندار سے خریدا۔ دیکھنے میں تو وہ ایک تصویر دلپذیر کی مثل بے نظیر تھا۔ مگر سواری میں سخت شریر تھا۔ دو لتیاں مار مار کر سوار کو زین سے اتار دیتا تھا۔ بلکہ اس بداطوار پر زین کا ڈالنا ہی دشوار تھا۔ سواروں نے اُس کے سدھارنے کا بہت حیلہ اور چارہ کیا۔ مگر اس ناکارہ پر کوئی چارہ کارگر نہ ہوا۔ آخر اُس بدسگال کو میں حضرت ذوالکمال کی جانب لے چلا۔ اس خیال پر کہ جب اُس لجپال کی نظر کیمیا اثر اس پر پڑے گی۔ تو جناب کی برکت اور حرمت سے اس کی شرارت اور نحوست جھڑ جائے گی۔ چونکہ اس وقت میرے سب عیال اور اطفال خورد سال حضرت کی زیارت کے لیے بندہ کے ہمراہ جا رہے تھے۔ تو بتقدیر کردگار راستہ میں خدمت گار نے میرے بھتیجے برخوردار کو پیادے اُس گھوڑے پر سوار کر دیا۔ اور لگام پکڑ کر ساتھ ہو لیا مگر وہ بداطوار بڑے زور سے اس کے ہاتھوں سے باگ ڈور تڑوڑ مروڑ کر اُچھلتا اور کودتا چلا گیا۔ وہ لڑکا ہراساں بخوف جان زین سے چسپان ہو کر گریہ فغاں کرتا گیا۔ اُس وقت میں نے اس کی زندگی سے یاس اور بیحواس ہو کر سمجھا کہ یہ لڑکا یقیناً مر چکا ہے۔ لیکن حالت اضطرار میں سخت بیقرار ہو کر غم کے وفور سے حضور کا نام پکارا۔ اور اغثنی کا نعرہ مارا۔ واہ خدا کی شان جو وہ گھوڑا تیز رواں

دور میدان سے اُسی آن میں دواں دواں واپس میرے پاس آگیا۔ اور میں نے دوڑ کر فی الفور اس کی عنان کو پکڑ کر قابو کیا۔ بفضل ایزد منان اور بتوجہ شمس دوران لڑکے کو امن امان سے زندہ جان پایا۔ اور ہزاروں ہزار شکریہ پروردگار کا بجالایا۔ وہاں سے چل کر جب بندہ حضرت کی جناب میں شرفیاب ہوا۔ تو پہلے ہی آپ نے فرمایا کہ سرکش گھوڑوں پر لڑکوں کو چڑھانا نادانوں کا کام ہے۔ ایزد رحمان کا بڑا احسان ہے۔ جو اس نے اپنی عنایت فراواں سے تمہارے لڑکے کی جان کو امان دی ہے۔ پس میں نے اُس گھوڑے کا تھان شرقی کنوئیں کے متصل عالم شیر کے مکان پر بنایا۔ اور سائیں کو اس کے پاس بٹھایا۔ اور پھر ظہر سے پیشتر حضور انور کی خدمت میں حاضر ہو کر دل میں خیال کیا۔ کہ اگر اس وقت آپ وضو کے لیے اس کنوئیں پر تشریف لے جاویں۔ اور اس گھوڑے کو عطوفت کی نظر سے ملاحظہ فرمائیں تو بندہ اپنی مراد سے کامیاب ہو سکتا ہے۔ پس آنحضور پُر نور نے میرے مخطور کو کشف سے معلوم اور مفہوم کر کے بعنایت خاص عادت کے برخلاف اسی کنوئیں پر تشریف لے گئے۔ اور اُس گھوڑے کو جو راستہ کے کنارہ پر کھڑا تھا مرحمت کی نظر سے دیکھ کر فرمانے لگے کہ یہ گھوڑا بہت عمدہ شکل دار ہے۔ سبحان اللہ آپ کی زبان فیض ترجمان سے اتنا ہی کلمہ عیاں ہوا۔ تو اُسی آن میں وہ گھوڑا ایسا نرم اور رام ہو گیا کہ اس کو لگام کی بھی حاجت نہ رہی۔ زنان اور کودکان بلا عنان اس پر سوار ہوا کرتے تھے۔ تاہم آہستگی اور آرام سے راہرواں ہوتا تھا۔ اور بڑا اصیل اور غریب ہو کر اپنے تھان پر کھڑا رہتا تھا۔ الغرض کہ شمس یزدان کے فیضاں سے وہ ایسا فرحام اور نیک عنوان ہوا۔ کہ زندگی کے اختتام تک کسی انسان نے اس کی شرارت کا نام بھی نہ لیا۔

کرامت (۲۲)

غلامِ شمس شُد بیمار بس لاچار از مرضے — یکے سفر و دوئم تنہا سیوم آزار پُر دردے
شبے از تشنگی بے تاب شد فریاد بنمودا — بدادہ آب حضرت خود شفا کشتش آں عرضے

میاں صاحب محکم الدین خطیب ساکن خوشاب جو شمس الاقطاب کے غلاموں سے ایک نیک نہاد اور صادق الاعتقاد ہے۔ اپنی زبان سے یوں بیان کیا کہ میں ایک بار بحالت سفر ڈیرہ

marfat.com

اسماعیل خاں میں عارضہ بخار سے سخت بیمار ہو گیا۔ اٹھاراں روز تک لیل و نہار اس مرض کے قلق اور اضطرار سے نہایت خوار اور لاچار رہا صرف پانی کے ماسوا اور کوئی غذا نہیں کھا سکتا تھا ضعف اور ہزال بدرجہ کمال لاحق حال ہوا حتیٰ کہ بیٹھنا اور اٹھنا بھی محال ہو گیا۔ ایک رات پُر برکات میں بحالت اضطراب بستر خواب میں بے تاب پڑا تھا جو پیاس کی شدت اور بخار کی حدت نے میری جان ناتواں کو سخت بریاں کیا۔ دوسرا آدمی کوئی پاس نہیں تھا جو اٹھکر پانی پلا دے اور میری پیاس کی حدت کو بجھا دے آخر تشنگی کے اضطرار سے لاچار ہو کر یہ نحیف بڑی تکلیف سے پانی پینے کے لیے نیچے اترا۔ مگر کمزوری اور بے طاقتی سے گر پڑا غش آگئی۔ اٹھنے کی طاقت نہ رہی۔ جب دیر سے کچھ ہوش آئی تو غم کے جوش سے گریاں اور نالاں حضور کا نام بلعجز تمام پکارا۔ جو اے غریب نواز خدا کے ممتاز یہ بیچارہ مصیبت کا مارا مر رہا ہے۔ فی سبیل اللہ اس ناشاد کو امداد فرماؤ یعنے اپنے غلام پُر جرمان کو گرداب عذاب سے ساحل مراد پر پہنچاؤ۔ سبحان اللہ اُسی وقت بالمشافہ دیکھا تو آنحضرت ذوالکرام ہاتھ میں پانی کا جام لیکر اس گمنام کے پاس کھڑے ہیں۔ اور عنایت بغایت سے اس مسکین حزیں کو فرماتے ہیں کہ اے میاں محکم الدین یہ پانی شیریں پی لو۔ غمگین نہ ہو۔ میں بہت خوشحال ہو کر فی الحال اس ذوالکمال سے وہ شربت زلال لے کر نوش جان کیا۔ تو بکرم ذوالجلال میرے سب دردوں کا وبال یک دم زائل ہو گیا۔ صحت بدنی اور طاقت جسمی فی الفور جان میں آگئی۔ بیماری اور اضطراری کی کوئی شکایت باقی نہ رہی۔ صبح کے وقت اٹھکر صحت کا غسل کیا اور شکرانہ کا دوگانہ پڑھ کر گھر کو روانہ ہوا۔

کرامت (۲۳)

غلامِ شمس بتر بود بے اولاد ہم بے زن — بفریادش عنایت کرد بیحد حضرت احسن
کہ در اول زن و پسرش بعالم خواب بنمودش — وزاں پس ساختش مثمر مثالِ گلبنِ گلشن

حافظ سراج الدین تھانہ دار بوہڑ یوالہ نے صداقت زبان سے یوں بیان کیا۔ کہ میرا والد ماجد میاں شرف الدین ابتدا میں حضرت شمس العارفین کے عاشقین سے خدمت گذار جاں نثار تھا بتقدیر کردگار بڑھاپے تک اس کے گھر میں کوئی برخوردار نہ ہوا۔ اور آدم خانگی اس کے بھی عمر اخیر میں بتقدیر قادر قدیر رحلت پذیر ہو گئے۔ اور بے اولادی اور گھر کی بربادی سے اکثر غمگین اور حزیں

marfat.com

رہتا تھا۔ ایک دن اس نے اس اندوہ گینی اور مغمومی سے شمس الاقطاب کی جناب میں جاکر فریاد کی کہ اے غریب پرور اس احقر کا گھر سراسر برباد ہوگیا ہے۔ نہ زن ہے نہ اولاد ہے جس سے ہر وقت یہ بے مراد غمزدہ اور ناشاد ہے۔ براہ مربیانہ گھر ویرانہ کو باطنی امداد سے آباد فرماؤ۔ اور کرم کریمانہ سے اندھیرے گھر میں چراغ جلاؤ۔ آپ نے اس کی عرض داشت پر بڑے عنایات سے غور پرداخت فرمائی۔ اور نہایت شفقت اور مرحمت سے دعا کی۔ پس چندیں روز کے میرے والد نے خواب دیکھا کہ آنجناب کے ہاتھ میں دو چراغ ہیں۔ ایک میرے والد پژمردہ حال کو عطا فرمایا اور دوسرا میاں عالم شیر سیال کو مرحمت کیا۔ پھر اسی مقام میں ایک عورت نوجوان سے اس کی شادی ہوئی جس سے ایک لڑکا شکل دار تولد ہوا جب اس نے اس لڑکے کو پیار سے اٹھایا تو لڑکے نے خواب کے اندر اس کی ریش میں پیشاب کر دیا۔ صبح کے وقت جب والدم بیدار ہوا اس معائنہ نے متحیر اور دلفگار ہو کر شمس الانوار کی خدمت میں جاکر اس خواب کو اظہار کیا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ تجھے مبارک ہو۔ خداوند تمہیں فرزند ارجمند دے گا۔ جو حافظ قرآن مجید اور زیک نصیب ہوگا۔ پھر تھوڑے ہی دن گزرے جو خدا کی عنایت اور اس کے پیشوا کی برکت سے اسی اثناء میں اس کی شادی ہوئی۔ اور چندیں ایام کے بعد بفضل خالق الانام یہ غلام اس کے گھر میں پیدا ہوا اور اس فیض رساں کی برکت اور فیض سے اندک زمان میں قرآن کو حفظ کیا۔ اور مروجہ علوم کی تعلیم پاکر سرکار دولت مدار کی عدالت میں تھانہ دار با اقتدار ہوگیا یہ محض شمس الہدا کی دعا کا نتیجہ ہے چونکہ پیشتر میاں عالم شیر کے گھر کوئی پسر نہ تھا۔ اور ہمیشہ وہ متفکر اور مضطر رہتا تھا۔ اس خواب کے بعد شمس الاقطاب کی عنایت اور امداد سے اس کے گھر میں بھی اولاد نیک نہاد ہوئی۔

کرامت (۲۴)

یکے گم کرد گاواں را برفتہ در پے او شان — بنفتادش خبر زانہا بحضرت رفت کرد فغاں
بگفتہ حضرتش پس رو کہ گاواں تو در راہند — چناں گشتہ کہ گاواں را بیرد از راہ کاہ چراں

ملک دوست محمد ولد محمد خان قوم کنڈان ساکن موضع کنڈان نے بزبان خود بیان کیا کہ میرا دادا حاجی محمد جو بڑا نیکوکار اور شمس الانوار کا خاص خدمت گذار تھا۔ ابتدائی حال اپنا اس بزرگوار

marfat.com

نے اس خاکسار کے آگے یوں اظہار کیا۔ کہ ایک بار میری چار بھینسیں بتقدیر کردگار چوری ہو گئیں میں نے چندیں اشخاص کھوج شناس کو ہمراہ لے کر ان کی تلاش میں تعاقب کیا۔ جب موضع چکڑالہ کے پاس آیا تو وہاں ایک عورت نیک اوصاف فقیرانہ لباس نے مجھے کہا کہ تم بھیا سیال شریف میں جاؤ۔ اور اپنے مدعا کے لیے شمس النور سے دعا کراؤ اس کی امداد سے تم ضرور مراد پاؤ گے اگرچہ اُس سے پیشتر میں حضور انور کی خدمت میں کبھی حاضر نہ ہوا تھا۔ مگر اُس عالی قدر کے کمالات سن کر زیارت کا شوق اکثر رہتا تھا۔ لیکن اس عورت عصمت نشین کی بات سے واثق تیقین ہوا۔ اور زیارت کا اشتیاق زیادہ ترین ہوا۔ تب میں وہاں سے روانہ ہو کر فی الحال ساہیوال میں پہنچا اور ہمراہیوں کو وہیں بٹھا کر بمقام سیال شریف عقیدت کمال سے حضرت ذوالکمال کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا۔ اور اپنے مدعا کے لیے بڑے عجز سے التجا کیا۔ جناب نے بندہ کے حال پُر ملال پر شفقت مالا مال فرمائی اور کبریا کی بارگاہ میں بندہ کی التجاء پر دعا کی۔ اور فرمایا کہ اب تم گھر میں واپس جاؤ۔ بفضلہ بھینسوں کو راستہ میں پاؤ گے۔ شمس دوران کے فرمان پر کمترین کو کامل تسکین ہو گیا۔ اور آنحضور فیض گنجور سے مرخص ہو کر بڑے سرور سے ساہیوال میں آیا۔ اور شمس الاقطاب کا ارشاد اپنے ہمراہیوں کو بتلایا۔ سب نے اعتقاد اور انقیاد سے گھر کا راستہ لیا۔ جب چکڑالہ کے شہر سے پیشتر بڑھکر ہم رہگذر ہوتے دیکھا تو وہ ہر چہار گاؤمیشاں دزد بدسگاں راستہ کے کنارہ پر گھاس چرا رہے ہیں۔ حیران اور شادمان ہو کر اُن کو پکڑ لیا۔ اور فرحت تمام سے اپنے مکان پر لے گیا۔ پھر چند روز کے بعد محبت اور اعتقاد سے حضرت کی جناب میں حاضر ہو کر بیعت سے شرفیاب ہوا۔ اور زندگی کے اختتام تک حضور کا نام دل اور زبان سے اس غلام کو وردِ زبان رہا۔

کرامت (۳۴)

بروزے در تشدد مرض حضرت بود بر بستر — ہمے فرمود ہَے ہَے ہَے مگر شخصے درآں محضر
نمودہ طعن در خاطر جوابے حضرتش گفتہ — شدہ نادم ز غلطی خویش کشتہ تائب و مضطر

میاں سلطان محمود پراچہ ساکن مانگوال اور نیز دیگر پیر بھائیاں صادق مقال نے بیان

marfat.com

کیا کہ حضرت سجادہ نشین صاحب ثانی عارف ربانی ذکر فرماتے تھے کہ ایک دفعہ حضرت بندگوار عارضہ بخار سے سخت بیمار ہو گئے۔ بہت غلام خاص اور عام دربار پُر انوار پر حاضر تھے۔ اور آپ بیماری کی اضطراری سے کلمہ ہَے ہَے کا فرما رہے تھے۔ زبدۃ العاشقین مولوی فضل الدین صاحب چاچڑوی کے دل میں یہ خیال گذرا کہ عارف باکمال کو مصیبت اور وبال پر بہر حال صبر لازم ہے کیا باعث کہ جناب کی زبان فیض ترجمان سے ہَے ہَے کا کلمہ عیاں ہو رہا ہے۔ جناب نے اس کے مخطور خاطر کو کشفی نظر سے معلوم اور مفہوم کر کے فرمایا کہ کسی زمانہ میں ایک درویش معارف کیش بیمار ہو گیا۔ مرض کے اضطرار سے لاچار ہو کر ہَے ہَے کرنے لگا۔ ایک عورت خیر اندیش نے اس درویش کو کہا کہ ہَے ہَے نہ کرو۔ خدا کا نام لو۔ وہ بولا کہ میں بھی اُسی کی ذات کا اثبات کر رہا ہوں۔ کوئی تیرے خاوند کا نام تو نہیں لے رہا۔ یہ سنتے ہی مولوی صاحب کو بڑی شرم آئی اور ایسی ہیبت اور دہشت چھائی کہ جس سے ہوش اور حواس اُس رمز شناس کے جاتے رہے بلکہ بخار سے بیمار ہو کر چار روز تک لاچار رہے۔ اور بعدہ معانی کے طلب گار ہوئے۔

کرامت (۲۵)

غلامِ شمس مفلس بُد زمدت بر در حضرت — بروزے حضرتش فرمود الطاف دار شفقت
کہ کارِ تو مکمل شد بہ شہر خود اقامت کن — وزاں پس گشت مستغنی نماندش ہیچکے حاجت

سید قطب شاہ صاحب ساکن وندا جو مدت دراز بڑے نیاز سے شمس دوران کے آستان پر مقیم رہا۔ اُسے بصداقت زبان یوں بیان کیا کہ ایک دن میں حضرت کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا جو برخوردار کفشگر خادم معتبر ساکن ٹھٹھی شہانی بحالت پریشانی حاضر ہو کر عارض ہوا کہ غریب نواز! یہ خاکسار اپنے کار روزگار کے لیے ڈیرہ اسمٰعیل خان کو سامان لے جانے کو تیار تھا۔ مگر گھر میں عورت بیمار ہے۔ اور بندہ اس کی خدمت گزاری اور معالجہ کاری میں گرفتار ہے۔ جس سے وہاں جانا دشوار ہو گیا ہے۔ جو چرمی سامان اُس طرف لے جانے کے لیے فراہم کیا تھا۔ وہ سب بیکار اور خوار ہو رہا ہے۔ اب جناب کا اس میں کیا ارشاد ہے۔ آپ نے فرمایا کہ پہلے اس بیچاری کی بیماری کا علاج کراؤ۔ اور اس کی شفایابی کے بعد وہاں جاؤ۔ اس نے عرض کیا کہ

marfat.com

فیاضا اس کنگال سے اُس کا علاج محال ہے۔کیونکہ دودھ دہی کے سوا اس کے لیے کوئی دوا اور غذا نہیں۔اور بندہ کے گھر میں نہ کوئی گائے شیر دار ہے۔اور نہ اس کے خریدنے کا اقتدار ہے۔آپ نے فرمایا کہ کسی زمیندار سے کوئی گائے شیر دار ادھار پہ لیلیویں۔ وعدہ اور اقرار پہ روپیہ اس کو ادا کر دیویں۔یہ سن کر میں نے دل میں خیال کیا کہ گائی کا ملنا بہت محال ہے کیونکہ شیر دار گاواں کو آج کل کوئی انسان دام پر نہیں دے سکتا تب جناب نے اُس خیال کے جواب میں میری طرف خطاب فرمایا کہ تجھے تو ایزد سُبحان گاواں مفت عنایت کرے گا۔دوسروں کے کام میں تو اتنا کیوں مایوس اور حیران ہے۔برخوردار اُسی وقت اُٹھ کر شیخ صاحب کے پاس گیا۔اور اپنے مدعا کے لیے التماس کیا تو اس نے ایک عمدہ گائی شیر دار نامبردہ کو اُدھار پہ دیدی۔اُس نے فی الفور بڑے سرور سے پھر حاضر ہو کر عرض کیا۔کہ عالی جاہا اس غلام کا کام آپ کے فیضان سے بخوبی سرانجام ہو گیا ہے۔تب آپ نے فرمایا کہ قطب شاہ کے کام کا بھی حسب المرام اچھا انصرام ہو گیا ہے۔چونکہ اُس اثنا میں خاکسار بڑا قرضدار اور مفلس نادار تھا۔اور نہایت تنگ دستی اور تہہ دستی سے گذارہ کرتا تھا۔چند روز کے بعد جب بہ اجازت آں یگانہ زمانہ آستانہ سے روانہ ہو کر غریب خانہ میں گیا تو ہفتہ کے اندر ہی پروردگار نے شمس الانوار کی توجہ سے پانچ گاواں شیر دار مرحمت فرمائیں۔بعدہ ہر انشیا کی از قسم نقودات اور بناتات مسخرات بغایات ہونے لگی کسی چیز کی پرواہ نہ رہی۔

کرامت (۲۶)

یکے خادم خلافت خواہ بُد از مدتے اکثر — شکست از حیرت نے در راہ آمد در حضور انور
بگفتہ حضرتش ہر کس خلافت را ہمے خواہد — نمی ماند از حیرت و نہ از چیزے کسے ہمسر

میاں صاحب غلام رسول اعوان نے جو حضرت شمس دوران کے متعلقینوں سے صداقت نشان ہے بزبان خود بیان کیا کہ سید امیر شاہ ساکن ٹھٹھہ محمد شاہ اور ولد از سپرا اور والدم میاں اورنگ زیب صاحب یہ تینوں مخلصان شمس دوران کے غلام راسخ الایقان تھے۔اور اکثر اوقات آں ذات بابرکات کی خدمت میں باہم مل کر آتے جاتے تھے۔شاہ صاحب مذکور تو

marfat.com

مدت سے حضرت کے دربار پر خلافت کا امیدوار تھا۔ اور اپنے مدعا کی التجا شمس الہدا کی خدمت میں گوشگذار کرتا رہتا تھا۔ اتفاقاً وہ تینوں آشنایان اپنے خانمان سے چل کر سیال شریف کو رہرواں ہوئے راستہ کے کنارہ پر ایک جوار کا کیارہ عمدہ پُر نشکر اُن کو نظر آیا۔ دیکھ کر شاہ صاحب کا جی للچایا اور اس سے دو چار گنے بلا اجازت زمیندار کے دوڑ کر توڑ لایا۔ اور نوش جاں فرمایا۔ جب وہ تینوں احباب حضرت کی جناب میں شرفیاب ہو کر بیٹھ رہے۔ تو اس عارف ربانی نے کشف باطنی سے فرمایا کہ بڑی حیرانی ہے۔ کہ اس زمانہ کے ابرار لوگوں کی جوار بھی نہیں چھوڑتے۔ پھر خلافت کے امیدوار ہوتے ہیں۔ یہ سن کر وہ تینوں خادمان پُر حرمان اپنے کردار سے نہایت شرمسار ہوئے۔ اور استغفار پڑھ کر معافی کے طلب گار ہوئے۔

کرامت (۲۷)

شمس غلامِ از جرمے شدہ ماخوذ سرکارے
زخوفِ حاکمان گردید بیحد زار ولاچارے

بعالم خواب حضرتِ گفت حاکم بر ہالیش
رہا بنمود آں حاکم دگر روزش بدربارے

میاں فضل احمد قریشی ساکن موضع خشکن نے جو بڑا نیک خصال اور صادق مقال ہے۔ ذکر کیا کہ میاں محمد ولد غلام محمد متمکن خوشاب نے صدق زبان سے میرے آگے بیان کیا۔ کہ میرا والد ماجد شمس دوران کا غلام راسخ الایقان تھا اور مجھے بھی اس ذوالاقتدار کے دیدار کا لیل و نہار اشتیاق بیشمار رہتا تھا۔ مگر بدقسمتی اور محرومی سے حاضر دربار نہ ہو سکا۔ چونکہ والدم تجار تھا۔ وہ اکثر کابل کی دیار میں کاروبیوپار کیا کرتا تھا۔ ایک بار جو اُس دیار سے ہندوستان میں آیا۔ اور چندیں ایام گھر میں رہکر افغانستان کو جانے لگا۔ تو روانگی کے وقت اُس بزرگوار نے اس خاکسار کو فرمایا۔ کہ تو جوانی کی مستی اور تن پرستی میں مدہوش ہے۔ اپنے پیر روشن ضمیر کو تو نے فراموش کر دیا ہے اب تم پر واجب بلکہ فرض ہے کہ فردا روز ضرور حاضر دربار ہو جاؤ۔ مگر بتقدیر قادر قدیر دوسرے دن ایک واقعہ دلریش بندہ کے پیش آیا جس سے متعذر اور متفکر ہو رہا۔ وہ یہ کہ فردا روز علی الصباح جب خاکسار بازار سے کاروبار کر کے گھر میں آیا۔ تو والدہ صاحبہ نے رو کر حال سنایا کہ فلاں شخص نے ایک ادنیٰ کام سے مجھے دشنام دی ہیں۔ اور عوام مردمان میں ذلت کی ہے۔ جس کے سننے سے غصہ کی آنچ

marfat.com

نے میرے دل کو تپایا۔ اور مدہوشانہ اور مضطرانہ ایک ڈنڈا ہاتھ میں پکڑ کر اس کے مارنے کے لیے باہر نکلا۔ ہر کوچے اور ہر محلے میں پھرا۔ مگر وہ کہیں نہ ملا۔ دوسرے روز تبقدیر سبحان اتفاقاً وہ جوان شہر سے باہر ایک میدان میں مل گیا۔ میں نے زور بازو سے پکڑ کر اس بیدین کو زمین پر لٹا دیا اور اتنا مارا کہ اس کی ران کی استخوان دو پارہ ہو گئی۔ ہوش حواس اُس کے صاف جاتے رہے۔ اور سمجھا کہ اب یہ مر چکا ہے۔ اور اس کا دم نکلنے لگا ہے۔ تب میں نے اس کو چھوڑا اور گھر کی طرف دوڑا۔ کسی نے اس کے وارثوں کو خبر دی۔ وہ چیختے اور دوڑتے اس کے پاس آ گئے۔ اور اس کے ممات کے حالات دیکھ کر رونے لگے۔ مگر نبض شناس نے بڑے احساس سے معلوم کیا۔ تو اس کی زندگی کا سانس باقی معلوم ہوا۔ تب حجلہ میں لٹا کر اس کو تھانہ میں لائے اور اس بیچارہ کی شکایت کے بارہ میں اُنہوں نے بڑے شور مچائے۔ آخر تھانہ دار نے مجھے گرفتار کر لیا۔ اور بہت خشمگین ہو کر اس مسکین پر مقدمہ سنگین چلا دیا میں ایک اکیلا ناتجربہ کار نہ پاس کوئی بھائی نہ یار غمخوار۔ پولیس سخت گیر کے ہاتھ میں اسیر۔ جیسا کہ قصاب کے ہاتھ میں بکرا صغیر۔ طرح طرح کا جور اور جفا پولیس نے اس بے نوا پر برپا کیا۔ آخر بڑے تشددات سے انہوں نے حوالات میں دے دیا۔ لیکن مجیب الدعوات نے اُس مجروح کو ممات سے نجات دی جس سے قتل کا جرم اس مجرم سے ہٹایا گیا۔ اور ضرب شدید کا دفعہ لگایا گیا۔ تاہم اس غمگین کو اس بات پر یقین ہو گیا۔ کہ سزا کے سوا رہائی محال ہے۔ اور قید کی وبال اس کنگال کو ضرور لاحق حال ہے۔ آخر جب یہ دلریش مجسٹریٹ کے پیش ہوا۔ تو اس نے تحقیقات کی تاریخ کو ایزاد کر دیا۔ مگر اُس حاکم زبردست نے سخت مُنہ دکھایا۔ جس سے اس نابکار کا ہوش اور قرار یکدم فرار ہو گیا کھانا پینا تمام میری جان پر حرام ہوا۔ صرف شمس دوران کا نام میرا ورد زبان ہو رہا۔ ایک رات پُر برکات میں بفضل قاضی الحاجات منام میں حضرت ذوالکرام نے اس گمنام کو اپنی زیارت سے مشرف کیا۔ اور فرمایا کہ تم مت گھبراؤ۔ بفضل خدا رہا ہو جاؤ گے جب خاکسار صبح کے وقت بیدار ہوا۔ تو اس کے دیدار پر انوار کی برکت سے سب اضطرار دل سے جاتا رہا۔ اور اس کے ارشاد سے اس ناشاد کا سب اضطراب رفع ہو گیا۔ دل حزیں کو پوری تسکین ہو گئی۔ خوف کی تشویش بالکل زایل ہوئی۔ زہے قدرت پروردگار کی کہ جب دوسرے روز یہ خاکسار عدالت سرکار میں پیش ہوا۔ تو وہ حاکم اس مجرم کی طرف بہت دیر تک حیرت

marfat.com

کی رویت سے دیکھتا رہا۔ بعدہ مثل کو دیکھ بھال کر فی الحال رہائی کا حکم سنا دیا۔ تمام مردمان قانون داناں اور مقدمہ بازاں اس فیصلہ سے حیران ہو گئے اور میرے مخالفین مستغیثین شرمساری سے فرزگانہ گھر کو روانہ ہو گئے۔ اور کمترین نے وہیں سے سیال شریف کا راستہ لیا۔ اور شمس الانوار کے دربار میں حاضر سب حال احوال اپنا اظہار کیا۔ اس لجپال نے آشفتہ حال پہ کرم کمال فرمایا۔

کرامت (۲۸)

غلام در سفر بر اشتران سامان بستہ — شبے اندر نشیبے خفت حضرت آمدش گفتہ
کہ سامان خود از ینجا بر کہ اینجا آب می آید — چو بیروں بردپس آنجا کیے بحرے روان گشتہ

میاں فضل احمد صاحب قریشی موضع خشکن نے ذکر کیا کہ میاں محمدؐ ولد غلام محمدؐ ساکن خوشاب نے میرے آگے صداقت زبان سے بیان کیا۔ کہ میں ایک بار کپڑے کے چند بار اونٹوں پر لاد کر ہمراہی تجاران افغانستان کو جا رہا تھا۔ رات کو کوہستان کے ایک میدان میں جا اترا جہاں ایک دہن کا نیچان تھا۔ وہیں سب سامان رکھ کر اشتران کو بٹھا دیا اور کھانا کھا کر ہمراہیوں کے ساتھ جب سو رہا تو عالم منام میں شمس دوران نے اس غلام کو فرمایا کہ بعجالت تمام اپنا سامان سنبھالو۔ اور بمعہ اشتران اس نیچان سے باہر نکالو۔ جو کہ ستان باران کا پانی بے پایانی اس جگہ آنے والا ہے۔ میں نے اسی وقت خبردار ہو کر دیگر سوداگروں کو بیدار کیا۔ اور اس خواب کا حال اظہار کیا۔ مگر میری گفتار پر انہوں نے کچھ اعتبار نہ کیا۔ لیکن میں نے تو فی الحال اس لجپال کے حکم سے اپنا سب مال اموال اس جگہ سے باہر نکال دیا۔ اور میدان کے آچان پر جا کر آرام کیا۔ دیکھا تو بجلی آسمانی کی مثل گرجتا ہوا پانی یک دم ناگہانی ایسے زور شور سے اس نشیب میں آیا۔ کہ جس سے ان سوداگروں کا سب مال اسباب اس غرقاب میں خراب ہو گیا۔ ان تمام مردمان کو اپنی اپنی جان کا خوف پڑ گیا۔ اتفاقاً اس نیچان میں ایک مغیلاں کا درخت کلان تھا۔ وہ بیچارگان مصیبت زدگان اس پر چڑھ گئے۔ بڑی خواری اور لاچاری سے اس پر بیٹھ کر حوادثات میں ساری رات غم الم کے دم بھرتے رہے۔ اور یہ خاکسار بفضل پروردگار اور شمس الانوار کی عنایت سے ایک کنارے پر سلامتی سے بیٹھ کر شکر گزار رہا۔ صبح کے وقت بعافیت مال اور جان کے راستہ پر راہرواں ہوا۔

marfat.com

کرامت (۲۹)

غلامے رادَواں دردشت ہائل سخت بگرفتہ　　بحضرت کرد فریادآں جولبے آمد آہستہ
چونگرست آن یمینِ خودستادہ دید حضرت را　　دواں کشتند غائب وآں بفرحت پیشتر رفتہ

مولوی محمد ابراہیم صاحب ساکن للہانی نے جو حضرت صاحب ثانی عارف ربانی سے مجاز اور ممتاز ہیں، بربانِ خود بیان کیا کہ جناب مولوی معظم الدین صاحب مرولوی نے ایک دن فرمایا۔ کہ احمد خان افغان متوطن افغانستان جو حضرت صاحب کا غلام تھا ایک دن میرے پاس آیا اور قرآن پر ہاتھ رکھ کر حلفاً بتلایا کہ میں ایک دن اپنی دیار میں کسی کاروبار کے لیے ایک شہر کو جارہا تھا۔ راستہ میں ایک بیابان سخت ویران آگے آیا جس میں ریچھوں اور بندروں کا قیام تھا۔ جب اُن درندگان نے اس ناتواں کو بے سامان دیکھا تو وہ تمام دواں دواں آگئے اور اس گمنام کو پھاڑنے کے لیے گھیرنے لگے۔ اس وقت یہ افسردہ جان ایسا ہراساں ہوا کہ ہوش وحواس یکدم رواں ہوگیا۔ بجز عنایت ذات کبریا اور امداد مرشد رہنما کے اور کوئی چارہ نہ سوجھا۔ لاچار خاکسار نے بڑے درد اور اضطرار سے شمس الانوار کا نام پکارا۔ اور یہ استغاثہ پڑھا بیت

اغث یاشاہ شمس الدین بحالی　　بحق خواجگانِ چشت عالی

اُسی آن میں میرے کان میں نرمی سے یہ آواز آئی۔ کہ اے احمد خان غم اور فکر نہ کر اور ان درندوں سے ہرگز نہ ڈر۔ جب یہ سُن کر میں نے دائیں طرف دیکھا تو حضرت شمس العارفین بصورت حسین بڑے اعزاز اور تمکین سے کھڑے ہیں اور بہ شفقت ترین اس غمگین کو بڑی عنایت سے تشفی اور تسکین فرمارہے ہیں۔ اس وقت یہ خاکسار جناب کے دیدار پُرانوار سے ایسا خمار ہوا۔ کہ خوف اور اضطرار دل بیقرار سے جاتا رہا۔ کچھ دیر تک اس کے جمال کے مشاہدہ میں مست اور خوشحال رہا۔ پھر جب بائیں جانب دیکھا تو ان درندگان سے کوئی حیوان نظر نہ آیا۔ پھر جناب کی جانب نگران ہوا تو نہ وہ شمسِ درخشاں ہے اور نہ وہ جنگل بیابان ہے اور نہ وہاں کوئی حیوان ہے۔ بلکہ جہاں جاتا تھا اُسی شہر کا نشان نمایاں ہے۔ پھر وہاں سے چل کر بفضل منان امن اور امان سے شہر میں پہنچ گیا۔ پاک پروردگار کا ہزاراں ہزار شکر بجا لایا۔

marfat.com

کرامت (۳۰)

دو طالب ہم سبق بودند در لنگر اقامت در — بکردند در یکے روزے ستائش خود بہ یکدیگر
بکشفِ خود نصیحت داد حضرت ہم در انساعت — ازاں طلبا یکے را آنکہ بود از مسلکِ آں انور

مولوی محمد ابراہیم صاحب ساکن پنڈی الہانی نے بزبان خود بیان کیا کہ ابتدا زمانہ میں خود اور میاں نور محمد دونوں طالبان حضرت کے مکان پر آغاز جوانی میں حضرت صاحب ثانی کے ہم سبق تھے۔ اور مولوی صاحب مرد لوی سے شرح تہذیب تحقیق مزید سے پڑھتے تھے۔ اور خاص کر مجھے علم پڑھنے کا شوق بے انداز تھا محض اس خیال پر جو مولوی بن کر دنیا میں ایک بڑا سرفراز اور ممتاز ہوں گا۔ میری بیعت خود حضرات شمس دوران سے تھی۔ اور نور محمدؐ کی بیعت نقشبندی خاندان میں تھی۔ مگر وہ غبی الذہن اور بطی الفہم تھا جو اکثر اُس کو میں سمجھاتا اور سبق یاد کراتا تھا۔ اتفاقاً ایک دن شہر سے باہر ایک درخت سایہ دار کے نیچے دونوں یار سبق کا تکرار کر رہے تھے۔ میں اس کو تفریحاً اور خوش طبعی سے مزاحاً کہا کہ تجھے کچھ آتا جاتا نہیں کیوں بیفائدہ مغز کھپاتا ہے۔ وہ بولا کہ اگر مجھے کچھ بھی نہ آیا تو تیرے سے تو پہلے ہی مولوی بن جاؤں گا۔ میں نے سبب پوچھا تو اس نے کہا اس لیے کہ میرا دادا صاحب بڑا عالم ہے۔ میں نے کہا کہ میرا بھی ماموں صاحب فاضل ہے اور میرا ذہن بھی پڑھنے کے لائق ہے۔ لہذا میرا کام تیرے سے فائق ہے۔ الغرض اسی ذکر اذکار میں دیر تک ہمارا تکرار رہا۔ جب وہاں سے اُٹھ کر لنگر خانہ میں آئے۔ اور روٹی کھا کر باہر جانے لگے تو میاں خدا بخش درویش خیر اندیش نے جو اُن ایام میں شمس دوران کی خدمت میں رہتا تھا مجھے بلایا اور بتلایا کہ اب تھوڑی ہی دیر ہوئی ہے کہ میں اکیلا حضرت کی خدمت بابرکت میں حاضر تھا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ ابراہیم اور نور محمد دونوں دوست فار باہم تکرار کر رہے ہیں۔ ایک کہتا ہے کہ پہلے میں عالم بنوں گا۔ دوسرا کہتا ہے کہ پہلے میں فاضل بنوں گا تم ابراہیم کو کہو کہ خدا کی رضا کے لیے علم پڑھنا چاہیئے۔ ناموری کے لیے مولوی نہ بننا چاہیئے۔ مولویاں تو جہان میں ہزاراں ہیں۔ اصل مطلب تو خدا کی رضا ہے۔ اور علم پڑھنے سے یہی مدعا ہے۔ یہ امر سن کر خاکسار بہت شرمسار ہوا اور تین دن شمس الانوار کے دربار میں حاضر نہ ہو سکا۔ چوتھے روز آنحضور نے عنایت موفور سے اس مفرور کو بلایا اور شفقت اور مرحمت سے مسرور فرمایا۔ اور ندامت کا خیال اس پائمال کے دل سے اٹھایا۔

marfat.com

کرامت (۳۱)

غلام شمس در راہ شیخے ناگہاں آمد — نشاند آں شیخ دیرابل ہر اش بیکراں آمد
ہماندم دید حضرت را عیاں گشتہ بدے علمے — جوابے بر سوالش داد کز وے آں بجاں آمد

مولوی محمد ابراہیم صاحب ساکن پنڈی الہانی نے بزبان خود بیان کیا کہ میں ایک بار کسی کاروبار کے لیے دکھن کی دیار میں گیا۔ ایک برخوردار خدمت گزار میرے ہمراہ تھا وہاں سے جب واپس لوٹا تو چک بھٹی کے شہر سے میرا گزر ہوا۔ اُس جگہ مولوی غلام حسین صاحب جو نقشبندی فقیر روشن ضمیر تھے۔ اور مشاہیر بزرگوں سے اس علاقہ میں بڑے پیر تھے۔ اُس کی ملاقات کا مجھے اشتیاق ہوا۔ کہ اتفاق سے اس صاحب اخلاق کا دیدار کیا جاوے۔ مگر پھر دل میں خیال گزرا کہ دوسرے سلسلہ کے بزرگوار کے پاس خاکسار کا جانا شائد شمس الانوار کو ناگوار گزرے اور وہ فضائل آثار خاکسار سے غیرت سلسلہ کے باعث کئی لاحل مسائل استفسار کرے جس سے مجھے نادم اور شرمسار ہونا پڑے اور وہ نقشبندی اس چشتی کی کم علمی سے سب چشتیوں کو حقارت کی نظر سے دیکھے لہذا اس خیال نے میرے ارادے کو ٹال دیا۔ اس جگہ سے میں نے سیدھا راستہ لیا۔ چونکہ وہ شاہراہ عام اس شہر کے درمیان سے جاتا تھا۔ اور اس فقیر صاحب کا مقام بھی خاص اُس راستہ کے کنارہ پہ نمایاں تھا۔ بنا بر بندہ ناگہاں اس کے مکان کے پاس جا نکلا۔ تو وہ فے الآن اپنے مکان سے نکل کر راستہ پر بڑی تعظیم اور اکرام سے میرے پاس آیا۔ اور عنایت بیغایات سے میرا ہاتھ پکڑ کر اپنی نشست گاہ پر جا بیٹھایا اور نام اور مقام سے تفصیل وار استفسار فرمایا تو میرے ہمراہی نے جلدی سے کہہ دیا کہ یہ فلاں جگہ سے مولوی صاحب ہیں اور حضرت صاحب سیال شریف والوں سے مجاز اور ممتاز ہیں۔ اس بات کے اظہار سے بندہ دل میں شرمسار ہوا۔ جو اس بزرگوار کی خدمت میں فوقیت کا جتلانا بہت ہی ناگوار تھا۔ اس لیے لاچار یہ خاکسار نادمانہ اور افسردگانہ دوسرے مکان کی جانب نگراں ہوا اور شمس دوران کی امداد کا خواہاں ہوا سبحان اللہ اُسی آن میں شمس درخشان کو ہوا کے درمیان بصورت عیان دیکھا۔ جو اس کے انوار کا چمکار فلک تک جھلک رہا تھا۔ اور آپ کا چہرہ منور خورشید انور

marfat.com

کی مثل چمک رہا تھا۔ خاکسار آپ کے دیدار فائز الانوار سے ایسا خمار ہوا کہ سب فکر افکار اور اضطرار دل سے فرار ہو گیا۔ اور حقائق اور معارف کا علم یک دم اس کے کرم سے دل پر نمودار ہوا۔ کوئی لحظہ اس کے مشاہدہ میں نگران اور حیران رہا جب اس شمس تاباں سے چشماں کو پھیرا۔ تو اس صورت درخشاں کا نشاں غائب ہو گیا۔ تب اس آشفتہ حال نے فقیر صاحب کی جانب خیال کیا۔ تو اس صاحب حال نے میرے پر سوال کیا۔ کہ جب سالک منزل احدیت میں قرب پاتا ہے۔ تو وہ کس نسبت سے منسوب ہوتا ہے۔ میں نے جواب دیا۔ کہ ھو الشاھد ھو المشھود۔ پھر اُس نے پوچھا کہ تنزلات چند ہیں اور کون کون ہیں۔ میں نے جواب دیا کہ پانچ۔ ایک اجمالی دوسرا تفصیلی تیسرا عالم ارواح۔ چوتھا عالم مثال پانچواں عالم اجسام کہنے لگا کہ درست ہے۔ لیکن پہلے اس کے میں ان کا قائل نہیں تھا کچھ عرصہ گزرا ہے۔ کہ ایک قلندر اُس شہر کے اندر آیا اُس نے اسی کوچہ میں ایک دکان ویران پر قیام کیا میرا بھی اُس جگہ سے اکثر گذر ہوتا تھا۔ اور اس کو ننگے بدن پڑا ہوا دیکھتا تھا۔ تین چار روز کے بعد وہ مسجد میں میرے پاس آیا۔ بدیں حالت کہ کوئی چیز اس کے ساتھ نہ تھی۔ صرف چھوٹی سی لنگوٹی کمر پر باندھی ہوئی تھی۔ استغنائی اور بے پرواہی کی حالت بیٹھ رہا۔ اور کتابوں کا بستہ جلد تر میرے آگے دھر دیا ——— پھر اُن میں سے ایک ورق نکال کر فی الحال میرے پیش کیا۔ میں حیران ہوا کہ اس کے پاس تو کچھ سامان نہ تھا۔ یہ بستہ اس نے کہاں سے نکال لیا ہے۔ خیر میں نے دیکھا تو اس پر تنزلات کے حالات درج ہیں۔ چونکہ میرا پہلے ہی ان سے انکار تھا۔ اُن کے دیکھنے سے اعتبار نہ آیا۔ تو اس نے جلد تر اٹھ کر میرے سر کو پکڑ کر آسمان کی طرف نمایاں کیا تو بقدرت کریم میری آنکھوں کا نور عرش عظیم تک جا پہنچا۔ جب لوح محفوظ کو دیکھا تو تنزلات کے کلمات ویسے ہی مرقوم ہیں۔ جیسا کہ اس ورق سے مفہوم کئے تھے۔ میں تو یہ حالات عجائب اور غرائب دیکھ کر حیرت کے گرداب میں بیتاب ہو رہا۔ اور وہ عارف رحمان اس گمنام کو تماشا دکھا کر کہیں مقام کو چلا گیا اس والا شان کے پیچھے میں بہت ایام سرگردان اور پریشان ہو کر پھرتا رہا۔ مگر اس کا کوئی پتہ نشان نہ ملا۔ پھر اس کے بعد میرا اعتقاد فاسد اس صاحب ارشاد کی عنایت سے واثق ہو گیا۔ اور اُس کی نظر کا اثر میرے دل پر جلوہ گر ہوا چونکہ وہ فقیر صاحب عالم متبحر اور غیر سلسلہ کے شیخ نامور تھے۔ اس لیے پہلے ان سے مجھے ڈر اور حذر تھا۔ مگر پھر حضرت شمس دوران کے فیضان سے وہ ایسے مہربان ہوئے کہ میرے جسم اور جان پر قربان ہو رہے اور میری تقریر پر نہایت شادمان ہوئے۔

marfat.com

کرامت (۳۲)

یکے عنین بہ پیشِ حضرتے فریاد بنمودہ
نہادہ دست حضرت بر سرش رخصت بفرمودہ

ہماندم مرد شد الا خلافے کرد باز آمد
کرم فرمود پس حضرت بگشت آنمرد آسودہ

مولوی محمد ابراہیم صاحب ساکن پنڈی الہانی نے بصدق زبان یہ بیان کیا۔ کہ ایک دن کترین حضرت شمس العارفین کی خدمت بابرکت میں بیٹھا ہوا تھا۔ کہ ایک عورت نہایت پریشان اور نالاں جھابہوری کے مکان سے اپنے بیٹے جوان کو ہمراہ لے کر حضرت کی آستان پر آئی۔ اور نیاز بے انداز سے عارض ہوئی۔ کہ حالی جاہا تمام عمر میں خداوند نے مجھے ایک ہی فرزند دیا جس کا میں نے بڑی خورمی اور خورسندی سے بیاہ کیا۔ مگر چونکہ پہلے ہی یہ عنین تھا اس لیے بہت غمگین اور حزین ہو کر اپنی عروس سے دور اور مفرور ہو گیا۔ ہر چند میں نے حکیموں اور طبیبوں سے اُس کا علاج کرایا۔ لیکن کچھ مفاد نہ پایا اب ہر کسی سے مایوس ہو کر جناب کے پاس آئی ہوں۔ غم کی ماری عجز اور زاری سے محض خدا کا نام وسیلہ لائی ہوں۔ فی سبیل اللہ اس خاکسار کے حال زار پر رحم فرمایا جاوے اور اس بیمار لاچار کو اپنے کرم سے مرد سزاوار بنایا جاوے۔ اس لجپال کو آزردہ حال پر رحم آیا۔ اور شفقت کمال سے عنین پُر ملال کے سر پہ ہاتھ لگایا اور فرمایا کہ اب تم گھر میں جاؤ۔ لیکن کسی طبیب سے علاج نہ کراؤ۔ قادر منان تیرا مطلب آسان کریگا۔ جب وہ ناتوان حضور کے مکان سے باہر نکلا۔ تو جلد تر وہ مرد طاقتور ہو گیا خورم اور خورسند ہو کر اپنے گھر کا راستہ لیا۔ جب واڈہی شہر کے پاس گیا تو وہاں اس کو ایک سیرانی طبیب ملا۔ اُس نے اس غریب کو توت باہ کا ایک دوا دیا اور کہا کہ یہ نسخہ بہت عجیب ہے اور تیرے لیے بڑا مفید ہے تو اس نے لے کر اپنے پاس رکھ لیا۔ جب گھر میں جا کر اپنی عورت سے ہم بستر ہوا تو بڑی خوشی اور خورمی سے وقت بسر کیا۔ مگر چند یں روز کے بعد اُس بدنصیب نے اُس طبیب کا دوا محض حرص قوا کے لیے تناول کیا کھاتے ہی وہ نالایق بدستور سابق نامرد ہو گیا۔ تب اس کو جناب کا ارشاد یاد آیا کہ اس پیشوا نے ہر ایک دوا سے امتناع فرمایا تھا۔ اُس نے حسرت سے اپنی قسمت پر بہت افسوس کھایا۔ اور نادمانہ اور دردمندانہ پھر شمس الانوار کے دربار پر حاضر ہوا۔ بصد زاری

marfat.com

اور انکساری سے عرض کیا تو اُس ذوالکمال نے اس کے حال پر چنداں خیال نہ فرمایا۔ بہت روز آزردگانہ اس آستانہ پر وہ بیٹھا رہا۔ اور رو رو کر اپنی مراد کے لیے بغرض استمداد فریاد کرتا رہا۔ آخر ایک روز جناب کو اس کی حالت خراب پُر اضطراب پر پھر رحم آیا۔ اور شفقت سے فرمایا۔ کہ اب تو گھر کو چلا جا۔ بفضل خدا حاجت کے وقت اپنی عورت پر تو مرد ہو جائے گا سبحان اللہ اخیر عمر تک اُس کنگال کا یہی حال رہا۔ کہ جب وہ بہ ارادہ خاص اپنی عورت کے پاس جاتا تھا تو مرد ہو جاتا تھا آگے پیچھے ویسا ہی عنین اور نامرد رہتا تھا۔

کرامت (۳۲)

بروزے یک قلندر آمدہ بر درگہ حضرت ستادہ بر درِ آں جامہ طلبید با عجلت
عطا فرمود چادر خویش حضرت آں قلندر را گرفتہ رفت و گفت آندم زہے شمس ابوالعظمت

جناب صاحبزادہ عبدالقادر صاحب نے فرمایا۔ کہ میاں محمد ولد غلام محمد خوشابی نے میرے آگے بزبان خود بیان کیا کہ شمس دوران اپنے مکان میں ایک روز مجلس افروز تھے۔ اور یہ خاکسار بھی اس دربار میں شرف اندوز تھا۔ ناگہاں ایک اجنبی جوان حضور کے آستان پر آیا۔ اور دروازہ کے درمیان کھڑا ہو کر دیر تک شمس درخشاں کو دیکھتا رہا۔ حاضرین سے کسی غلام کو امکان نہ تھا کہ اس کے ساتھ کوئی کلام کرے۔ سب مردمان حیران ہو رہے۔ آخر کچھ دیر کے بعد وہ خود بولا کہ یا حضرت مجھے کوکج دلاؤ تو آپ نے خادم کو بلا دِ رنگ فرمایا۔ کہ وہ کپڑا سیاہ رنگ جو میرا آزار بند ہے۔ اس کو دے دو۔ خادم نے فی الحال وہ کپڑا نکال کر اس کو دے دیا۔ وہ صاحب حال لے کر واپس ہوا جناب نے اس غلام کو فرمایا کہ اس کے ساتھ جاؤ۔ اور فلاں کری کے درخت تک اس کو پہنچاؤ۔ مگر اس کری کے نیچے کھڑا ہو جانا۔ اس کے آگے قدم نہ بڑھانا اور جو بات وہ کہے سن کر واپس آجانا۔ حسب الفرمان یہ غلام اُس کے ساتھ روانہ ہوا۔ چپ چاپ وہ آگے چلا جاتا تھا۔ بندہ اس کے پیچھے آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا تھا۔ جب وہ مسافر اُس کری سے رہگذر ہوا تو خاکسار حسب الامر اس درخت کی جڑھ کے اوپر قدم رکھ کر کھڑا ہو گیا۔ اور وہ مستور دو چار قدم آگے چل کر کہنے لگا۔ کہ وہ شمس زمان جیسا سنا جاتا تھا ویسا ہی نظر آیا اس بات کا اس نے تین بار تکرار کیا۔ پھر شمال کی طرف ساہیوال کے راستہ پر چلا گیا۔ خاکسار حسب حضرات

marfat.com

بزرگوار کی خدمت میں واپس آیا تو آپ نے استفسار فرمایا۔ پس فدوی نے اس کی گفتار کا تفصیل وار اظہار کیا۔ جناب نے فرمایا کہ ایزد متعال کا کمال شکر ہے کہ وہ صاحب حال خوش حال گیا۔ بندہ نے عرض کیا کہ عالی جاہا وہ کون شخص ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ ایک قلندر ذی العز والکرام ہے جس کے ہاتھ میں جہاں کا انتظام ہے۔

کرامت (۳۳)

غلامِ شمس بے اولاد بود و غمزدہ حیران — زبہرش عرض بانو کرد پیش قدوۂ دوران
دعا فرمود آنحضرت شدہ پسرش در انسانے — بہ بانو زیور سہ صد مبالغ داد آنفرحان

چندیں پیر بھائیاں معتبران اور درویشان مکان نے بیان کیا کہ راجہ عبداللہ خان جو دارا پور کے سرداروں سے شمس دوران کا غلام صادق الیقان تھا۔ اور مدت مزید اور عرصہ بعید تک اس اخلاص مند کے گھر میں کوئی فرزند تولد نہ ہوا جس سے وہ اکثر حزیں اور غمگین رہتا تھا۔ ایک دن اس نے بی بی بانو کو جو وہ شمس الانوار کے دربار پر خاص خدمت گذار تھی کہا کہ اگر تو شمس انوار کی امداد اور دعاء سے رب الارباب کے جناب میں سے مجھے اولاد دلوا دیں تو زندگی تک میں تیرا ممنون اور مشکور رہوں گا۔ اور تین سو روپے کا طلائی زیور بھی تجھے بطور نذر ضرور دوں گا۔ بسمات مذکورہ سن کر بہت مسرور ہوئی۔ اور شمس انور کے محضر میں حاضر ہو کر عرض کی۔ کہ اے فیاض زمان آج راجہ عبداللہ خاں مجھے تین سو روپیہ کا زیور انعام دیتا ہے۔ بشرطیکہ اگر آپ غلام نوازی اور بندہ پروری سے اس مستمند کو خداوند کے جناب سے فرزند ارجمند دلوا دیں۔ آپ کی مہربانی اور فیض رسانی سے میرا کام تو اچھا بن جاتا ہے۔ اور آپ کا کچھ نقصان نہیں ہوتا۔ جناب نے تبسم فرمایا۔ کہ تو خدا کی بارگاہ میں استدعا کر اور میں آمین کروں گا۔ اگر رب العالمین کو منظور ہے۔ تو تیرا کام ضرور ہو جائے گا۔ اس نے عرض کیا کہ فیاضا پروردگار کے دربار میں آپ ممتاز اور مختار ہیں۔ اس حاجزہ نابکار کا عالی سرکار میں کیا اقتدار ہے۔ پس شمس دوران نے ایزد رحمان سے توجہ قلبی سے دعا طلبی کی۔ ذات کبریا میں اس دعا کی ایسی منظوری ہوئی کہ اسی سال کے اندر راجہ عبداللہ خاں کے گھ پسر لختِ جگر پیدا ہوا اور اس کا تاریک خانہ بہت زمانہ کے بعد اس چراغ کی روشنی سے منور کاشانہ ہوا اور راجہ صاحب نے حسب الاقرار زیور طلائی قیمت دار

marfat.com

تین سو روپیہ کا بی بی بانو کو دیدیا۔ جو زندگی تک اس کے پاس رہا۔ لیکن اخیر عمر میں اس زیور کو مسمات مذکور نے صاحبزادہ صاحبان کے حضور میں نذر کر دیا۔

کرامت (۳۴)

شبے در خواب آنحضرت زمانے یک غلامے را — بکارد تیز ببریدہ بگشت آں عاجز از ایذا
زہر اشیا مروقہ کریہہ و نجس شد تارک — اگر زاں چیز ہا خوردے شدے دردے زبانش را

مولوی محمد مقیم صاحب ساکن موضع کڑی جو حضرت شمس العارفین کے عاشقین سے صادق الیقین ہے۔ اس نے بزبانِ خود بیان کیا۔ کہ ایک رات پُر برکات میں بندہ نے آنجناب کو خواب میں دیکھا جو وہ فیاض زمان بڑی عظمت اور شان سے اس گمنام کے مکان پہ تشریف لائے ہیں۔ اور اس غلام ناتواں کی لسان کو پکڑ کر ایک آہنی آلہ سے کاٹ ڈالا ہے۔ جب یہ خاکسار بیدار ہوا تو زبان کے درد اور آزار سے ہفتہ تک سخت بیمار اور بیقرار رہا۔ پس اُس دن سے آج تک جسکو ڈیڑھ سال گزر چکا ہے۔ اس شکستہ بال کا یہ حال ہے کہ جب کوئی غذا کسی بے نماز کا تیار شدہ یا مشتبہ اور دزیدہ اشیاء سے کچھ ذرہ سا کھایا جائے تو اسی آن میں میری زبان کو درد چسپان ہو جاتا ہے جس سے دو تین پہر تک یہ غلام بے آرام رہتا ہے۔ چونکہ نمازیوں کے ہاتھ کا طعام روز مرّہ علی الدوام نہیں مل سکتا اس لیے بندہ اپنے کھانے کے لیے نان باحتیاط تمام اپنے ہاتھ سے پکاتا ہے اور زندگی کے ایام بسر کرتا ہے۔

کرامت (۳۵)

یکے را گشت اندر خواب حضرت سوئے خود خواہاں — بیامد آں نبرد شش یافت از وے لطف بے پایاں
زبہر آرد آنحضرت پس او را داد تعویذے — یکے خروار را خوردند تا دو سالہا آناں

حضرت محمد ضیاء الدین صاحب سجادہ نشین اور لانگری احمد الدین نے ذکر کیا کہ محمد بخش کمہار ساکن موضع گدائی ضلع ڈیرہ غازی خاں جو حضرت شمس دوران کا ابتدائی غلام راسخ الایقان ہے اس نے بصدق زبان ہمارے آگے یوں بیان کیا کہ اس غلام نے طفولیت کے زمان میں شمس

marfat.com

دوران کی صورت درخشاں کو منام کے اندر سیال شریف کے مقام میں دیکھا۔ دیکھتے ہی اس کے جمال پر آشفتہ حال ہو گیا۔ جب صبح کے وقت بیدار ہوا۔ تو اس کے محبت کے اضطرار سے خاکسار کا دل سخت بیقرار ہو رہا۔ ہر کنار سے اُس پُرانوار کی خبر اخبار استفسار کرنے لگا۔ کہ اس شکل کا بزرگوار اور اُس وضع کا شہر اور دربار کہاں اور کس دیار میں ہوگا۔ چندیں بزرگان نے کہا کہ توسہ شریف کے مکان پر تو چلا جا۔ تیرا مطلب وہاں پورا ہوئے گا۔ چونکہ خاکسار کو اس کے دیدار کا شوق بیشمار تھا۔ اور لیل و نہار اُس ذوالاقتدار کی جستجو میں دیوانہ وار پھر رہا تھا۔ تو لاچار ان کے گفتار پر اپنا گھر بار چھوڑ کر والدین سے مفرور ہوا۔ اور بڑی تکلیف سے توسہ شریف میں جا پہنچا۔ لیکن اس مکان پر بھی اس شمس درخشان کو نہ دیکھا۔ البتہ چندین مردمان زائراں سے یہ پتہ ملا کہ اس شکل کا ایک شمس منیر روشن ضمیر سیال شریف میں رونق پذیر ہے۔ پھر اُن سے یہ خبر سن کر جلد تر اُس آستانہ کو روانہ ہوا۔ بڑی خواری اور آوارگی سے سیال شریف کے قرب و جوار میں جا پہنچا تو دور سے اس شہر کا آثار جن کا خاکسار کو خواب میں دیدار ہوا تھا نمایاں ہوا۔ بہت شادمان ہو کر حضور کے آستان پر حاضر ہو گیا۔ دیکھا تو وہی صورت پُرضیا دلرباجس نے اس بے نوا کو شیدا کیا تھا۔ سجادہ طریقت پُرزینت افزا ہے۔ اور اس کی پیشانی سے جلوہ سُبحانی چمک رہا ہے۔ محبت کے جوش سے مدہوش ہو کر پابوس ہوا تو آنجناب نے اس بے تاب پر کرم بیحساب فرمایا۔ اور اپنے غلاموں کے سلسلہ میں داخل کیا۔ پس یہ کمترین اشتیاق عمیم سے دربار پُرانوار پر مقیم ہو رہا۔ کچھ عرصہ کے بعد والد بیچارہ اس ناکارہ کی فرقت سے آوارہ ہو کر ڈھونڈھتا پوچھتا بصد حیلہ اور چارہ حضور کے دوارہ پر آ نکلا۔ اور جناب کی خدمت میں شرفیاب ہو کر عرض کیا۔ کہ عالی جاہا یہ آپ کا غلام جو والدین کی راحت جان ہے۔ جب سے مفرور ہو کر حضور میں آیا ہے اس کی والدہ بیچاری دردوں کی ماری کا دل اور جان ہجر کی آگ سے سوزاں اور بریاں ہو رہا ہے دوسرا اس کی شادی کا سامان بھی مہیا ہے۔ براہ عنایت اس کو میرے ساتھ روانہ فرمایا جاوے۔ اور کوئی تعویذ بھی مرحمت کیا جائے۔ تاکہ جو کچھ مسکینی اور غریبی کا سامان اس غلام نے اس کی شادی کے لیے تیار کیا ہے پورا ہو جائے۔ تب حضور نے عنایت موفور سے اس خادم کو والد کے ساتھ رخصت فرمایا اور ایک تعویذ بھی اپنے ہاتھ مبارک سے تحریر کر کے عنایت کیا۔ اور فرمایا کہ اس کو آٹے والی کلوٹی کسی ڈولی چھولی کے بیچ رکھا جائے۔ اور اس میں سے یہ لڑکا آٹا نکال کر پکانے والوں کے حوالہ

marfat.com

کرتا جائے۔ پس یہ خاکسار والد بزرگوار کے ساتھ اس دربار سے روانہ ہوکر غریب خانہ میں پہنچا چونکہ فدوی کی شادی کا سامان غریبانہ تیار تھا۔ تو والد نے آٹے کا ایک خروار تیار کرا کر کلوٹی میں ڈال دیا۔ اور وہ تعویذ بھی سنبھال کر بہ احتیاط کمال اس میں رکھ کر کلوٹی کا منہ بند کر دیا۔ پس خویشوں اور آشناؤں کو بلایا تو سات سو کے قریب مہمانوں کا اژدحام ہوا۔ بموجب فرمان شمس دوران کے اس پائمال نے آٹا نکال کر پکوانا شروع کیا۔ خدا کی قدرت اس اثنا میں باران بے پایان ایسا نازل ہوا جو ہفتہ تک اُن مہمانوں کا گھروں میں جانا محال ہوگیا۔ خدا شاہد حال ہے جو اُسی کلوٹی سے آٹا نکال کر کھانا پکاتے رہے۔ اور مہمانوں کو کھلاتے رہے تو اس کے بعد بھی عرصہ دو سال تک وہی آٹا بحال رہا جس کو میرا سب عیال اطفال نکال کھاتا پکاتا رہا۔ بعدہٗ ایک دن بتقدیر سُبحانی بارش کا پانی اس کلوٹی میں ناگہانی پڑ گیا۔ تو بھیگنے کے خوف سے کلوٹی کا منہ کھول کر بقیہ آٹا ہم نے سب نکال دیا وزن کیا تو ایک خروار کے مقدار سے نکلا۔ مگر افسوس کہ اُسی روز وہ تعویذ کسی نے چرا لیا۔ بہت جستجو کی مگر نہ ملا۔

کرامت (۳۶)

غلامے برزنے گرویدہ عاشق با دل مضطر — شبے حضرت بلطفِ خویش فرمودش بخواب اندر
کہ زنے خواہی یا ایمانے بگفتت ایمان ہمیخواہم — پس انگہ زاں زنے بیزار شد از شفقتِ رہبر

حافظ کریم بخش صاحب مدرس قرآن مقیم آستان نے بصداقت زبان یوں بیان کیا۔ کہ حافظ قایم الدین ساکن موضع پوہلہ جو حضرت شمس العارفین کے غلاموں سے راسخ الیقین ہے۔ بتقدیر کردگار ایک عورت گلعذار کی محبت میں سخت گرفتار ہوگیا۔ بہت عرصہ اس کے پیچھے مجنون وار بیقرار رہا۔ اکثر اوقات شمس الہدا کی بارگاہ میں استدعا کرتا تھا۔ کہ وہ محبوبہ میرے ساتھ التفات رکھے اور مسرور ہوکر نکاح منظور کرے۔ ایک رات پُر برکات میں اس کو خواب کے اندر شمس الانوار کا دیدار ہوا۔ اور آنجناب نے اُس سے استفسار کیا۔ کہ اے قایم الدین تو وہ عورت حسین لیتا ہے یا ایمان مستقیم چاہتا ہے۔ اُس نے عرض کیا۔ کہ غریب نوازا مجھے ہر چیز سے ایمان عزیز ہے سُبحان اللہ جب وہ محبت آثار نیند خمار سے بیدار ہوا۔ تو اُس عورت کی محبت کا خیال اس کے

marfat.com

دل سے فی الحال زائل ہوگیا۔ اور اُس دلربا سے بے لگا اور جدا ہو رہا۔ حتیٰ کہ بقیہ عمر تمام اس سعادت نشان نے اس دلآرام کا نام بھی نہ لیا۔

کرامت (۳۷)

غلامے خویش را در سفر خود حضرت فرستادہ — بنا بر علم و آں بر یک زنے ماہر وئے دل دادہ
بخوابے بند فرمودش دلے آں عمل تمودہ — شدہ بیمار ازاں آمد بپاے حضرت افتادہ

میاں محمد بخش ساکن ددوٹ نے جو شخص صادق المقال اور نیک خصال ہے ذکر کیا کہ سید ضامن شاہ صاحب متوطن بیدڑہ علاقہ ہزارہ جو عالم با عمل اور درویش کامل ہے۔ اور حضرت شمس العارفین کا غلام راسخ الایقان ہے۔ اور نیز حضور کے خلفاء کرام نیکنام سے ہے۔ ایک دن اس نے بزبانِ خود بیان کیا۔ کہ پہلے جب میں شمس دوران کی بیعت سے کامران ہوا۔ تو آپ نے تاکید مزید سے علم کی تحصیل اور تکمیل میں ارشاد فرمایا۔ پس خاکسار پہلے جناب کے قرب وجوار میں کچھ عرصہ پڑھتا رہا۔ اور اکثر اوقات آں ذات بابرکات کی خدمت میں حاضر ہوتا رہا۔ ایک دن جناب نے عنایت بیغایت سے فرمایا۔ کہ تم ہندوستان میں جاؤ۔ اور وہاں کسی بڑے مدرسہ میں علم کی تحصیل و تکمیل پوری کراؤ۔ پس حسب الفرمان یہ غلام ہندوستان کو رہرواں ہوا۔ اور سہارنپور کے مدرسہ میں جاکر قیام کیا۔ اور وہاں بڑی محبت سے تعلیم پانے لگا۔ دن اور رات کو محنت کے ساتھ بسر کرنے لگا۔ کچھ عرصہ کے بعد ایک دن بتقدیر کردگار ایک عورت گلعذار نے چوبارہ سے میری طرف نظارہ کیا۔ تو دیکھتے ہی یہ بیچارہ اُس کے چہرہ پر فریفتہ اور آوارہ ہوگیا۔ چونکہ اس دلآرام کا مقام اس غریب کے ٹکانہ کے قریب تھا بے صبری اور بیقراری سے صبح اور شام اسی کی جانب نگراں اور نالاں رہتا تھا۔ اور اکثر اوقات وہ دلبر بھی محبت کے ساتھ اس فریفتہ کی طرف جھانکتا تھا۔ الغرض اس کے جمال پر میں ایسا آشفتہ حال ہوا۔ جو عقل نے زوال پایا اور علم کا استحصال محال ہوا۔ تو اس حالت پر ملالت میں آں ذات بابرکات نے عالم خواب میں تنبیہ اور زجر سے اس احقر کو فرمایا۔ کہ عورت نامحرم کا دیکھنا اور اس کے پیچھے پھرنا پروردگار کی ناراضگی کا باعث ہے۔ میں نے عرض کیا۔ کہ ایزد کردگار گنہگاروں کے لیے غفار اور بخشنہار ہے۔ چند روز

marfat.com

کے بعد پھر خواب میں آنجناب کا ارشاد ہوا۔ کہ نامحرم کا اتحاد عذاب کا موجب ہے۔
میں نے عرض کیا کہ
رب الارباب کی رحمت اس کے عذاب سے زائد بیحساب ہے۔ کچھ ایام کے بعد منام میں پھر اُس ذوالکرام نے فرمایا کہ تجھے اس عورت نامحرم کا خیال ذلیل اور پامال کرے گا۔ اور شامت اعمال سے تیرے حال پر کوئی وبال پڑے گا۔ لیکن پھر بھی اس پُر اضطراب نے دل کے انقلاب سے ابلہانہ اور بے ادبانہ وہی جواب ناصواب عرض کیا۔ اور محبوبہ کے جمال کا خیال نچھوڑا آخر غوث الزمان کے فرمان کے انکار سے یہ خاکسار ایسا آزار میں گرفتار ہوا۔ کہ جس کا علاج طبیبان تجربہ کار سے بھی دشوار ہوگیا۔ آخر ایک دن میرے گوش میں غیب سے سروش ہوا۔ کہ جب تک تو شمس الاقطاب کی جناب میں حاضر نہ ہوگا تب تک اس آزار سے تو رست گار نہ ہوگا۔ آخر دل حزین میں یہ خیال ذہن نشین ہوا۔ کہ بجز عنایت شمس العارفین کے بیماری کا جانا مشکل ترین ہے۔ اس لیے لاچار یہ خاکسار بحالت نحیف اور ضعیف دربار شریف کو روانہ ہوا۔ ہزار محنت اور تکالیف سے آستانہ فیض کاشانہ پر حاضر ہوگیا۔ پس شام کے وقت جب شمس دوران کی قدمبوسی کی تو آں ذات بابرکات نے کچھ التفات نہ فرمائی۔ شیخ صاحب نے جو خدمت بابرکت میں بیٹھے تھے عرض کیا۔ کہ عالی جاہا یہ سید ضامن شاہ ہے۔ آپ سن کر خاموش ہو رہے تو اس بزرگوار نے دوسری بار پھر تکرار کیا تو پھر بھی آپ چپ چاپ ہو رہے چونکہ یہ خاکسار پہلے ہی ایک مہلک مرض سے بیمار تھا۔ اور دوسرا محبوبہ کی اضطرار میں بیقرار تھا۔ تیسرا جناب کی ناراضگی سے ایسا دلفگار اور لاچار ہوا کہ یک دم مرنے کو تیار ہوا اور دیوانہ وار اٹھ کر ایک کوٹھڑی میں بے اختیار جا پڑا دو دن تک مدہوشانہ اور مضطربانہ تڑپتا رہا۔ جب کچھ دل کو قرار آیا تو اٹھ کر حاضر دربار ہوا۔ لیکن پھر بھی اُس باکمال نے اس پائمال کی طرف کچھ خیال نہ فرمایا۔ اتفاقاً اس وقت ایک شخص نے دودھ کا جام شمس الانام کے پیش کیا تو آپ نے تھوڑا سا نوش جان فرما کر شیخ صاحب کے سپرد کر دیا۔ اور فرمایا کہ یہ دودھ مولوی صاحب مرولوی کو پلایا جائے۔ مگر چونکہ صاحب موصوف وہاں موجود نہ تھے تو شیخ صاحب نے شفقت اور عنایت سے مجھے دیدیا۔ اور میں نے نوش کیا۔ پھر لحظہ کے بعد شمس الانوار نے استفسار فرمایا۔ کہ آیا تو نے مولوی صاحب کو دودھ پلایا ہے۔ شیخ

marfat.com

صاحب نے عرض کیا کہ وہ تو کہیں باہر گئے ہوئے تھے۔ضامن شاہ کو بلایا گیا ہے۔آپ نے ناراض ہو کر فرمایا۔کہ کون ضامن شاہ۔ اس نے عرض کیا۔کہ یہی آپ کا دیرینہ خاکپا۔ آپ نے فرمایا۔کہ میں نہیں جانتا۔کہ یہ کون ہے۔ اور کہاں سے آیا ہے۔اُس وقت میرے دل پر ایسی ہیبت چھائی کہ ہوش وحواس بالکل زائل ہو گئے۔ اور جان ناتوان میں ایسا اضطراب آیا جس کے انقلاب سے غش کھا کر بیتاب اور خراب ہو رہا۔آپ نے فرمایا۔کہ اس کو یہاں سے اُٹھاؤ۔ اور باہر لے جاؤ پس حسب الفرمان ان خادموں نے مجھے اُٹھایا اور ایک کوٹھڑی میں لے جا کر لٹایا۔جب کچھ دیر کے بعد ہوش اور قرار آیا۔تو اُس عورت کی صورت کا خیال جو ہر وقت شامل حال تھا بالکل زائل ہو گیا۔ اور وہ دیرینہ آزار جس سے خاکسار کا بچنا دشوار تھا اس سے بھی یک دست گاہ ہو گیا۔پس ہر ایک وبال سے فارغ البال ہو کر ایزد متعال کا شکریہ بجالایا۔اور اس وقت پھر حضرت کی خدمت میں ڈرتے مرتے حاضر ہوا۔تو آپ نے بڑی مہربانی اور کمال فیض رسانی سے فرمایا کہ آیا تو ضامن شاہ ہے۔ پھر فرمایا کہ میں نے تجھے پانچ چھ روز سے نہیں دیکھا۔عرض کیا کہ یہ مہجور آنحضور کی نظر شفقت سے دور رہا۔بعدہ جناب نے الطاف مربیانہ اور کرم کریمانہ سے غلام گمنام کو ایسا سرفراز اور ممتاز فرمایا۔کہ مرادات دینی اور دنیوی سے مالا مال اور خوشحال کر دیا۔

کرامت (۳۸)

بصارت عالمے گم گشت زاں گردید عاجز تر
بغیرِ دست کاری ہیچ دارو اش نہ بُد دیگر
نمود آں اتجاد دخدمتِ حضرت بہ معصومی
کرم فرمود آں حضرت شدہ در ساعتے البصر

مولوی محمد اسمٰعیل صاحب ساکن سلہیانہ نے جو ایک برگزیدہ زمانہ ہیں صداقت زبان سے بیان کیا۔کہ میرے والد ماجد کے چچا حقیقی بلاغت اگین مولوی جمال الدین صاحب ایک دفعہ عارضہ چشمان سے سخت پریشان ہوئے۔جس کے آزار سے لیل ونہار سرگردان ہو رہے۔آخر اُن کی آنکھوں کی بصارت میں کدورت ہو گئی۔ دیکھنے اور پڑھنے کی قدرت نہ رہی۔طبیبوں نے کہا کہ دستکاری کے سوا اس کا اور کوئی دوا نہیں۔تو ایک دن وہ آزردہ حال اسی خیال میں گھر سے بغیر بھیرہ کے شہر کو روانہ ہوئے۔مگر پہلے کوٹ علیے شاہ میں آئے۔اور چند روز رہ کر آنکھوں پر گل لگوا لئے پیچھے

marfat.com

جب میرے والد ماجد کو خبر ملی تو وہ بھی ان کے پاس آگئے۔ اور ان کو واپس لے جانے کے لیے بڑے زور لگائے۔ کہ اس موسم میں بھیرہ جانا اور دست کاری کا کرانا زیان اور نقصان ہے۔ مگر اُنہوں نے نہ مانا۔ آخر سفر کے ارادہ پر آمادہ ہو کر وہاں سے بھیرہ کو تشریف لے چلے۔ اور والد م صاحب شمس دوران کے فیضان سے مجاز اور ممتاز تھے۔ اور حضرت فیاض ان پر شفقت اور مرحمت بے اندازہ رکھتے تھے۔ تو اس لیے پہلے وہ سیال شریف میں جا کر جناب کی زیارت سے شرفیاب ہوئے۔ اور چچا صاحب کی بیماری اور اضطراری کے لیے متدعی ہوئے۔ کہ غریب نوازا میرے چچا صاحب کہن سال بصارت کی کمی سے بہت آزار دہ حال ہیں۔ عیال اطفال کو پژمردہ حال چھوڑ کر علاج کے لیے بھیرہ کو چلے ہیں۔ مگر میرے خیال میں اُن کا وہاں جانا اور رہنا محال ہے آپ براہ عاطفت ان کی حالت پُر ملالت پر شفقت فرماؤ اُس محبوب ذو الجلال کو مولوی بیچارہ کے حال پر کمال رحم آیا۔ اور ایسبغول کا ایک تولہ منگا کر پانی میں حل کر کے اس کو پلایا۔ سبحان اللہ فی الحال بفضل لایزال اس کی نظر بحال ہو گئی۔ سب رنج اور ملال اس آزردہ حال کی یکدم جاتی رہی۔ اور نظر اس کی اخیر تک ایسی قائم ہو گئی۔ کہ بڑھاپے میں بھی ذرا کم نہ ہوئی۔

کرامت (۳۹)

بہ تصدیق وثیقہ گشت غلطی از یکے افسر — بحرمش حاکمش بگرفت وآں گردید عاجز تر
زنش فریاد بنمودہ دعا فرمود آنحضرت — وثیقہ اصل گم گشت دار ہا گردید آں مضطر

مولوی محمد اسمٰعیل صاحب ساکن موضع سلہیانہ نے بصدق زبان یوں بیان کیا۔ کہ میاں فتح الدین صاحب سب رجسٹرار جو ضلع جھنگ میں بڑا اہل کار قابل کار تھا۔ اور شمس الانوار کا خدمت گذار رہتا تھا۔ بتقدیر کردگار ایک بار اس سے اپنے منصبی کام میں یعنے رجسٹری کے ارقام میں تصدیق کے وقت سہواً غلطی ہو گئی۔ اور اُس غلطی سے وثیقہ لکھ دینے والے کو خبر مل گئی اُس نے عداوت سے ڈپٹی کمشنر صاحب کی عدالت میں بلا تحاشہ جلد تر استغاثہ دائر کر دیا۔ صاحب بہادر نے فی الفور وثیقہ منگا کر ملاحظہ کیا۔ اور مغالطہ کو صریحاً اور یقیناً دیکھ کر سب رجسٹرار کو بذریعہ وارنٹ گرفتار کرا کر پیش کیا۔ اور تحقیقات کے بعد مجرم قرار دے کر حوالات میں دے دیا۔ اس کے آشناؤں

marfat.com

اور اقربا ؤں نے اُس کی بریت میں بڑی ہمت سے چارہ کیا۔ مگر کوئی حیلہ اُن کا کارگر اور موثر نہ ہُوا۔ ہر ایک اہل قوانین کو یقین ہوا۔ کہ سزا کے ماسوا اس کی رہائی محال ہے۔ جس کی سزا چار پانچ سال ہے۔ آخر لاچار اُس کی عورت بیچاری مصیبت کی ماری حضرت کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئی۔ اور گریہ زاری اور انکساری سے اپنی کیفیت عرض کی۔ مگر آپ نے اُس کی عرض داشت پر کچھ التفات نہ فرمائی جس سے اس بیچاری کو زیادہ تر اضطراری لاحق ہوئی۔ تمام رات اُس مسمات نے مضطربانہ اور دردمندانہ حضور کے دولت خانہ میں گذاری اور صبح تک جان بریان سے حسرت اور حرمان کی آہ ماری۔ علے الصباح جب آپ حرم سرا میں تشریف افزا ہوئے۔ تو آدمان دولت سرا اُس پیشواء کی خدمت میں بڑے نیاز سے عرض پرداز ہوئے۔ کہ اس بیچاری دردوں کی ماری نے دو تین دن کچھ نہیں کھایا۔ اور ساری رات غم کے ساتھ گریہ اور نالہ سے شور مچایا ہے۔ لہٰذا اس کے حال پُر ملال پر شفقت فرماؤ۔ اور اس دردمند کے خاوند کو بند سے چھوڑاؤ۔ تب حضرت لجپال کو اس کے حال پُر ملال پر رحم آیا اور کرم سے فرمایا۔ کہ اُٹھ بی بی کھانا کھا۔ خُدا کے فضل سے تیرا خاوند رہا ہو جائے گا۔ اس غمگین کے دل حزیں کو تسکین ہوا۔ اور کھانا کھا کر اسی وقت گھر کا راستہ لیا۔ پس مقدمہ کے دوران سے یہ نتیجہ نمایاں ہوا۔ کہ وہ اصل وثیقہ جس پر مقدمہ دائر تھا بقدرت مظہر العجائب والغرائب کاغذات سے وہ غائب ہو گیا۔ حاکم نے اُس کی جستجو میں بڑا ازور لگایا۔ اور شور مچایا۔ مگر اس کا کوئی پتہ نشان نہ پایا چونکہ مقدمہ کی بنیاد وثیقہ کے ایجاد پر منحصر تھی۔ اس لیے حاکم نے اس کی عدم موجودگی سے مثل کو داخل دفتر کر دیا۔ اور سب رجسٹرار کو لاچار واگذار کر کے اپنے عہدہ پر بحال کیا۔

کرامت (۳۸)

غُلامانش مکان بر آستان تعمیر نمود — بروزے شمس دوران اندراں تشریف بربودہ
مکان را دید و پس فرمود ابنو للخراب انجا — ہماندم زیر افتاد آں مکان خود حسب فرمودہ

یہ خبر مشتہر عام ہے۔ خصوصاً لانگری احمد الدین اور شہر کے باشندگان نے یوں بیان کیا۔ کہ ایک دفعہ درویشان میہمان نے ایک مکان ہوادار دربار پر تیار کیا اور شمس انوار کی خدمت میں

marfat.com

حاضر ہوکر اظہار کیا۔ کہ بندگان نے حضور کے لیے ایک مکان بنایا ہے۔ براہ عنایت اس کو ملاحظہ فرمایا جائے۔ شمس العارفین نے سائلین کی تمنا اور التجا پر عصر کے وقت قدم رنجہ فرمایا۔ اور اس کی عمارت اور نظارت کو دیکھ کر یہ مصرعہ زبان پر لایا ع لد وللموت وابنوا للخراب ،

پس وہ عالیجاہ اُس جگہ سے نکل کر اپنی عبادت گاہ کو تشریف لے گئے۔ اور مغرب کی نماز میں مصروف ہوئے۔ تو اُس آن میں وہ تمام مکان یکدم زمین پر گر پڑا۔ میاں امام بخش درویش اس کے اندر بالجہر وظیفہ پڑھ رہا تھا۔ وہ اس میں دبکر مست ہوگیا۔ لوگوں نے بڑے زور سے شور مچایا۔ کہ ہیہات وہ بیچارہ مرگیا ہے۔ آپ نے یہ سُن کر فرمایا۔ کہ وہ غریب تو ایزد مجیب کا نام لے رہا ہے۔ پس اس کو خالق الورا ایسی سزا سے کیوں فنا کرتا ہے۔ غالباً خدا نے اس کو بچا لیا ہوگا۔ تم سب درویش اور خیر اندیش اس کے اوپر سے مٹی ہٹاؤ۔ اور بعجالت بیش اُس درویش کو باہر لاؤ۔ پس حسب الفرمان تمام مقیمان مکان اور شہر کے باشندگان نے بڑی سعی اور سامان سے جب مٹی کے ڈھیر کو ہٹایا۔ تو وہ جوان بفضل رحمان بخیریت تمام باہر نکل آیا۔ اس کے جسم اور جان پر کسی قسم کا نقصان نہ ہوا۔

کرامت (۳۹)

زمیراثِ پدر محروم بُد شخصے زخدامان — بداد او رتہ سرکارش دلے کُشتندش اخواناں
شدند او شاں ہمہ ہا قتل از فرمان آنحضرت — عطا شد ورثۂ انہا بہ فرزندش زحکاماں

یہ ذکر مشتہر عام ہے۔ اور احمد الدین لانگری وغیرہ مردمان نے یوں بیان کیا۔ کہ میاں محمد نور ولد میاں حافظ بن حافظ عطر صاحب ساکن مٹھ ٹوانہ جو حضرت شمس العارفین کے غلاموں سے راسخ الیقین تھا۔ اور اس مسکین کا ملک املاک محکم الدین وغیرہ بھائیوں نے زبردستی سے چھین لیا تھا۔ اور اس بیچارہ نے اپنی حقیت کے بارہ میں دعویٰ دائر عدالت کیا۔ مگر چونکہ وہ بھائی اس کے مالدار اور سخت جرار تھے۔ اور نیز بڑے زمیندار ان کے مددگار تھے خصوصاً ملک شیر محمد خان ٹوانہ جو اس زمانہ میں بڑا سردار اور سرکار میں با اقتدار تھا۔ وہ بھی اُن کا صلاح کار بلکہ خود مختار ہوگیا۔ ان سب نے بڑا زور لگایا جس سے مدعی بیچارہ ضلع سے خارج ہوگیا۔ مخالفوں

marfat.com

نے خوشی کے نقارے بجائے اور اس بیچارے کے ساتھ طرح طرح کے مخول بنائے آخر اس کنگال نے بہت آزردہ ہوکر حضرت کی خدمت میں بڑے اضطراب سے نالہ اور فریاد کیا تو شمس الاقطاب نے عالم خواب میں اس کو ارشاد فرمایا۔ کہ تم یہ غم اور اضطرار دل بیقرار سے ہٹاؤ۔ رب الارباب کے فضل سے کامیاب ہو جاؤ گے۔ پس ویسا ہی ہوا کہ چیف کورٹ کی عدالت سے اس کو تمام حقیت اور ملکیت مل گئی۔ جس سے مخالفوں کو سخت شرمساری اور اضطراری ہوئی اور جھانداری میں ان کو بڑی ذلت اور خواری ہوئی۔ اس لیے انہوں نے غصہ کی آنچ سے جل بل کر ان کے قتل کا مشورہ کیا۔ اور اس شکستہ بال کو بمعہ پسر خورد سال کے فی الحال قتل کر دیا لیکن قادر منان کی قدرت اور احسان سے اس کے بیٹے کی زندگی کے ایام باقی تھے وہ زندہ رہا اور محمد نور مغفور دار الفنا سے عالم بقا کو چلا گیا۔ پھر یہ دوسرا مقدمہ اس کے قتل کا شروع ہوا لیکن ان ظالموں نے زر کے زور سے مقدمہ کمزور کر دیا۔ اور قاتلوں کی برئیت کا غوغا اور شور عالم میں پڑ گیا اس اثنا میں محمد نور مغفور کے ایک خیر خواہ نے حضرت کی بارگاہ میں رو کر التجا کیا۔ کہ عالی جاہا بڑا افسوس ہے۔ کہ جن ظالموں نے آپ کے غلام کو بیگناہ قتل کیا ہے اور اس کا گھر سراسر تباہ کر دیا ہے۔ دو سائرین مخالفین اپنی رہائی کی امید پر شادمان اور خندان ہیں۔ اور طرح طرح کی ہنسی اڑا رہے ہیں۔ آپ نے خاموش ہوکر پھر جوش سے فرمایا۔ کہ وہ لوگ مسرور اور مغرور نہ ہوں (محمد نور بھریسی پور) پھر ویسا ہی ہوا۔ کہ مخالفوں کا یکدم پور بھرا گیا یعنی اس ایک مقتول کی پاداش میں وہ آٹھ اشخاص پھانسی چڑھے۔ اور ان کے سب ملک املاک سرکار دولت مدار نے اس کے بیٹے کو دیدیے۔ تمام قانون دانان اس فیصلہ سے حیران ہو رہے ہیں۔ کہ سرکاری عمل داری میں ایسا فیصلہ آج تک کوئی واقعہ نہیں ہوا۔ یہ سراسر شمس انور کی توجہ کا نتیجہ ہے۔

کرامت (۴۰)

عزیزے شمس انور را یکے زد کوب بنمودہ — شدہ ناراض رو حضرت یکے لفظے بفرمودہ
بہ حسب گفتۂ حضرت چناں شد ہم دراں روزے — سگے دیوانہ بگزید بمرد آں زہر آلودہ

یہ خبر اُس شہر میں بلعام مشتہر ہے۔ جس کو میاں غلام فرید سیال نے جو وہ حضرت ذوالکمال

marfat.com

کے خویشوں سے قریب الاتصال ہے۔صدق زبان سے بیان کیا کہ مسمی خدا بخش سیال جو بخت ور اور باقبال تھا۔اور اپنے زور بازو کے پندار سے بڑا افتخار رکھتا تھا۔کیونکہ سات آٹھ جوان اس کے اپنے خانمان سے زیر فرمان تھے۔جن کے خوف سے تمام رشتہ داراں اور دیگر شہر کے باشندگاں لرزاں اور ہراسان تھے۔ایک دن اُن بدنظروں نے میرے والد کو یک جان اور بے سامان سمجھ کر بموجب زدوکوب کیا۔جس سے تمام سامعین کے دلوں میں افسوس آیا۔اور ان کے سینہ زوری سے گھر گھر میں شور پڑ گیا۔اتفاقاً اسی اثناء میں شمس الہدا اپنے حرم سرا میں تشریف افزا ہوئے تو اس مکان میں چندیں زناں مائی صاحبان کے پاس تاسف کے ساتھ یہ بات کر رہی تھیں آپنے یہ ذکر اذکار استفسار فرمایا۔تو انہوں نے اظہار کیا۔کہ عالی جاہا آج بہاول بخش بیچارے کو خدا بخش ہتیارے نے بہت ہی مارا ہے جس کے غم الم سے خیر خواہوں کا جگر پارہ پارہ ہو رہا ہے۔چونکہ آں ذات بابرکات کا ارتباط اُس کے ساتھ زیادہ تھا۔اس لیے طبع مبارک آپ کی بہت مشوش اور مضطرب ہوئی۔اور فرمایا۔کہ خدا بخش کو خدا ہلاکا کرے۔اُس بدنصیب نے بہاول بخش غریب کو کیوں مارا۔بس اتنا ہی کلمہ اس والاشان کی زبان سے عیاں ہوا۔جو اُسی دن شام کے وقت ایک سگ دیوانہ ناگہان کسی جانب سے دواں دواں شہر میں آگیا۔اور خاص خدا بخش کے مکان میں جا کر اس کے جسم اور جان کو دندان سے کاٹ کھایا جس سے وہ ناتواں ہلکا ہو کر دوسرے روز عالم جاوداں کو راہرواں ہوا۔تعجب کہ اس کُتے نے دیگر باشندگان سے کسی انسان کو نقصان نہ پہنچایا۔صرف اسی کو ہی کاٹ کر کہیں چلا گیا۔

کرامت (۴۱)

بروزے آمدہ شخصے بحرمت گفت یا حضرت — بہ اعلانِ ملائک پیشِ تو آید بسے خلقت
چنیں باید کہ خالی آرد رتو ہیچکس نرود — بفرمودش کہ نرود ہیچکس خالی بجز قسمت

صداقت اگین مولوی محمد امین صاحب ٹکوچی نے ذکر کیا۔کہ سید الٰہی بخش صاحب لانگری جو مدت بسیار شمس الانوار کے دربار پر لنگر کا خدمت گذار رہا ہے اُس نے بصدق زبان یہ بیان کیا۔کہ ایک دن شمس دوران اپنے مکان پر صبح کے وقت تلاوت قرآن فرما رہے

marfat.com

تھے۔ موسم تابستان کے ایام تھے۔ یہ غلام اس فیض رساں کو پنکھا رہا تھا۔ اس وقت ناگہان ایک شخص عظمت نشان سفید ریش پاکیزہ اندام حضرت کی خدمت میں آیا۔ تعظیم اور تکریم سے دوزانو ہو کر بیٹھ رہا۔ شمس العارفین نے بعجالت ترین قرآن کی دفتین پھیر کر اس کی طرف توجہ فرمایا۔ تو اس نے کہا کہ اے مہربان ایزد رحمان کے فرمان کے بموجب ملائک عظام نے تمام جہان میں آپ کے فیضان کا اعلان کر دیا ہے جس سے مردمان خاص اور عام کا ہر ایک فرقہ آپ کے آستان پر آرہا ہے۔ پس آپ کو شان ہے۔ کہ زائرین سے ہر ایک انسان کو اپنے فیضان سے بہرہ ور فرمایا جاوے تاکہ اس دربار عالی سے کوئی شخص خالی نہ جاوے۔ آپ نے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ نہ پہلے کوئی سوالی اس جگہ سے خالی گیا ہے۔ اور نہ آئندہ کوئی انسان اس مکان سے ناکام جائے گا۔ پس تھوڑی دیر کے بعد وہ مرد خدا اُٹھ کر کھڑا ہوا۔ تو شمس الہدا نے تعظیماً اس کا اقتدا کر کے اس کو مرخص کیا۔ تو بندہ اس کے پیچھے پیچھے ہو لیا۔ جب آستانہ سے روانہ ہو کر عالم شیر کے مکان تک پہنچا تو وہ عالی قدر میری نظر سے یکسر غائب ہو گیا۔ ہر چند اِدھر اُدھر دریافت کیا۔ کوئی پتہ نہ ملا بعد ازاں ایک صاحب عرفان کی زبان سے اعلام ہوا۔ کہ وہ صاحب اقتدار عالم کے قطب مدار تھے۔ شمس الانوار کے دیدار کے لیے دربار پر تشریف لائے تھے۔

کرامت (۴۲)

دو اشخاص از رجال الغیب روزے بر درِ حضرت — شدہ حاضر خموشانہ ستادند دور از خدمت
بخادم گفت حضرت یک کلاہ من مدہ شازا — بدادہ خادم او شانزار واں گشتند با فرخت

سعادت اگین مولوی محمد امین صاحب ٹکوچی نے ذکر کیا کہ سید الٰہی بخش صاحب لانگری نے بصداقت زبان یوں بیان کیا کہ ایک دن شمس العارفین اپنی مسجد میں عزلت گزین تھے۔ اس وقت ایک مسکین اور دو تین دیگر خادمین مسجد کے صحن میں ہم نشین تھے۔ اُس آن میں ناگہاں اجنبی شکل کے دو جوان جن کے چہرے درخشاں پر سعادت کے نشان نمایاں تھے۔ آکر مسجد سے باہر کھڑے ہو گئے۔ اور شمس الاقطاب کو بڑے استعجاب سے دیکھنے لگے۔ جناب نے کچھ دیر کے بعد اس نیازمند کو فرمایا۔ کہ میری مستعمل کلاہ جو نشست گاہ میں پڑی تھی لا کر اُن صاحبان کو دیدو۔ انہوں نے

marfat.com

مسکرا کر بڑی خوشنودی سے وہ ٹوپی لے لی۔ پھر جلد تر آستانہ سے لنگر خانہ کی طرف روانہ ہوئے۔ تو یہ خاکسار برادر استفسار اُن کے پیچھے دوڑا۔ جو یہ کون ہیں اور کہاں جاتے ہیں۔ لنگر خانہ تک تو اُن کو دیکھتا رہا۔ لیکن جب اُس مکان سے باہر نکلے تو طرفۃ العین میں وہ ہر دو صاحبین غائب ہو گئے بعد ازاں ایک صاحب حال باکمال کی زبانی معلوم ہوا۔ کہ وہ رجال الغیب تھے۔ اور تبرک لینے کی غرض سے شمس الہدا کی بارگاہ میں آئے تھے۔

کرامت (۴۳)

بجا ہے شمس الہدیٰ زمہ خود را یکے شبان — نشاندہ در شبے گرگے ببرد میش آں چوبان
نمود آلغرض حضرت را بفرمودش بروں بنگر — چو شد بیروں نشستہ دید گرگ و میش را حیران

میاں صاحب مراد علی قریشی ساکن بھور ضلع میانوالی جو شمس العارفین کے شائقین سے راسخ الیقین اور صداقت آگین ہے۔ صدق زبان سے یوں بیان کیا۔ کہ میں کچھ مدت حضرت کی خدمت بابرکت میں مقیم رہا تھا۔ اس اثناء میں ایک دن دریا جہلم کے پانی سے ایسی طغیانی ہوئی۔ کہ دیہات ملحقات کے حوالی میں کوئی جگہ خالی نہ رہی۔ نیچان کے باشندگان بہت پریشان ہو کر اپنے مال مویشی کو اچان کی طرف لے چلے۔ مگر ایک زمیندار بحالت زار اپنے ریوڑ کو لے کر حضور کے دربار کے قرب جوار میں غربی کنوئیں پر آ ٹھیرا۔ اور جناب کی بارگاہ کو ایک جا پناہ سمجھ کر وقت بسر کرنے لگا۔ اتفاقاً دو دن کے بعد جناب نے طلوع آفتاب کے وقت پینے کے لیے پانی طلب فرمایا تو خاکسار برتن اٹھا کر پانی بھرنے کے لیے اُس کنوئیں پر گیا۔ دیکھا تو وہ شخص بہت حزیں اور غمگین اپنے ریوڑ کے پاس بڑا اداس کھڑا ہے۔ آزردہ اور پژمردہ ہو کر مجھے کہنے لگا کہ یہ مسکین حضرت شمس العارفین کے قرین اس لیے پناہ گزین ہوا تھا کہ یہ جائے امان ہے یہاں میرا کوئی نقصان نہ ہو گا۔ مگر آج رات ایک بھیڑیئے بدذات نے میرے ریوڑ سے ایک بھیڑ کو اٹھا لیا ہے جس سے زیادہ تر آئندہ کے لیے مجھے یہ ڈر اور فکر پڑ گیا ہے۔ کہ وہ بھیڑیا ستمگار میری دوسری بھیڑوں کو بھی مار کر پھاڑ کھائے گا۔ اُس کے حال پُر ملال کو دیکھ کر میں اس کنگال کو اپنے ساتھ لایا اور حضرت غریب نواز کی خدمت میں عرض پرداز ہوا۔ کہ اے خدا کے پیارے اس بیچارے نے

marfat.com

آپ کے دوارے پر آکر پناہ لی تھی۔ افسوس جو آج کی رات میں بھیڑیئے بد ذات نے اس کنگال کی بھیڑ نکال لی ہے۔ اور آئندہ کے لیے بھی اُس بدسگال سے اس شکستہ بال کو فکر لاحق حال ہو رہا ہے۔ بنا برآں یہ شبان بہت حیران اور پریشان ہے۔ اس مسکین پر شفقت عمیم فرمائی جاوے اور اس کی دل آزاری پر غمخواری کی جائے۔ شمس انور نے یہ حال سن کر فرمایا (اُس بگھیاڑ نوں خدادی مار ذرہ باہر جا کر کہیں اس کو دیکھ تو سہی) پس حسب الفرمان اسی آن میں یہ فدویت کیش اور سید احمد درویش دونوں غلام اُس شبان کے ہمراہ جنوبی نواح تک گئے دیکھا تو وہ بھیڑ اور بھیڑیا ایک دوسرے کے بالمقابل بخیریت کاملہ بیٹھے ہیں سید احمد نے زور سے دوڑ کر اس بھیڑیئے کو للکارا اور پاؤں کا دھچکا مارا۔ مگر وہ بیچارہ ایسے سہارا میں بیٹھا رہا۔ کہ گویا وہ ہاتھ پاؤں شکستہ ہے۔ یا اسیر کی مثل زنجیر سے بستہ ہے۔ بلا تاخیر اس فقیر نے بھیڑیئے کو گردن سے پکڑ کر اٹھا لیا۔ اور میرے سپرد کر دیا۔ جب میں اس کو شمس الاقطاب کی جناب میں لایا تو آپ نے فرمایا کہ اب اس کو چھوڑ دو اور فہمایش کرو کہ آئندہ اس طرف نہ آیا کرے۔ تب خاکسار نے اس بگھیاڑ کو باہر لے جا کر چھوڑ دیا ہر نو کی مثل وہ چھلانگیں مارتا اور دوڑتا چلا گیا۔ پس وہ شبان شمس دوران کے فیضان سے ثنا خوان ہو کر اپنی بھیڑ کو ریوڑ میں لے گیا۔ اور زندگی تک غلام جان فشاں رہا۔

کرامت (۴۴)

شبے درکار لنگر خادمے را مار بگزیدہ ، شدہ دلریش آں خادم بحضرت پیش گردیدہ
بفرمود آں چہ گردد مدہ کہ زہر چشت از مارے نہ اندک ہست پس آں مار زہر مرگ بچشیدہ

محمد خان افغان ساکن فتح خاں والہ اور میاں مراد علی صاحب قریشی ساکن بھور علاقہ عیسیٰ خیل نے جو شمس دوران کے غلام راسخ الایقان اور صادق البیان ہیں ذکر کیا۔ کہ ایک زمان میں آستانہ پر ہم دونوں غلامان حضرت فیاض زمان کی خدمت میں قیام رکھتے تھے اور میاں عبد الرحمٰن ساکن بھور جو لنگر کے کام کو سعادت جاوداں سمجھتا تھا۔ رات اندھیری میں آٹے کی بوری خراس سے اُٹھا کر لنگر خانہ کی طرف لے جا رہا تھا۔ بتقدیر سبحان راستہ کے درمیان سرلے کے متصل جو ایک بھجی کلاں تھی ناگہان اس سے ایک مار زہر دار بالشت کے مقدار نکل کر اُس درویش کے پیش آیا

marfat.com

اور سخت نیش مار کر اس کے پاؤں پر ریش کر گیا جس سے تمام وردیشاں حاضرین بہت حزین اور غمگین ہوئے اور کہنے لگے کہ ایسے مار زہردار کا گزیدہ آج تک کوئی زندہ نہیں دیکھا۔ اب اس کنگال کا بچنا محال ہے۔ اُنہوں نے فی الحال اس کو حضرت ذوالکمال کی خدمت میں لے جا کر عرض کیا کہ اے خدا کے حبیب اور دردوں کے طبیب اس غریب کو ایک ظالم سانپ نے کاٹ ڈالا ہے۔ جناب کے الطاف کے ماسوا اس لادوا کا اور کوئی دوا نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ کیا ہوا۔ چشتی کی زہر کوئی سانپ کی زہر سے کم نہیں۔ وہاں جا کر اُس سانپ کو دیکھو تو سہی۔ سب حاضرین بالیقین بعجالت ترین دوڑ کر وہاں گئے۔ دیکھا تو وہ مار زہردار راستہ کے اوپر مرا پڑا ہے سب ناظرین دیکھ کر حیرت گزیں ہو رہے۔ پس اُس فقیر دلگیر کو شمس منیر نے شفقت کثیر سے ہاتھ پھیرا۔ اور فرمایا۔ کہ تم مت گھبراؤ۔ جاؤ اپنا کام کرو۔ سُبحان اللہ ایزد ذوالجلال کے کرم اور افضال سے اس کنگال کو بال کے قدر بھی ضرر اور وبال نہ پہنچا۔ بدستور خوشی اور سرور سے چلتا پھرتا رہا۔ اور دربار پہ کاروبار کرتا رہا۔

کرامت (۴۵)

عزیزے خادمِ حضرت مقید گشت در زنداں — نمود آن عرض زہرش بحضرت از بسے حرمان
بعالم خواب آنحضرت رہا کرد آں مقیدرا — بہ پنجم شب رہا شد از عدالتِ صاحبِ فرمان

ملک فتح خاں صاحب گھیبہ ساکن کھنڈہ نے جو حضرت شمس العارفین کے راسخین غلاموں سے صادق الیقین اور صداقت اگین ہے۔ بصدقِ زبان یوں بیان کیا کہ ملک نواب خان نمبردار ڈلیاں جو میرا خالہ زاد بھائی ہے۔ بتقدیرِ الٰہی وہ ایک بھاری مقدمہ فوجداری میں گرفتار ہوا جس کو تحصیل دار ستمگار نے کلی اختیار سے دو سو روپیہ جرمانہ کر کے چھ مہینہ کے لیے جیل خانہ میں بھیج دیا۔ چونکہ اُس حاکم نامراد نے ایک عناد کے سبب سے مقدمہ کی روئداد بڑی اشتداد سے تحریر کی تھی۔ اس لیے وکیل کو بھی اس کی اپیل میں صورت ثقیل نظر آئی۔ اور دیگر دانایان زمان کو بھی اس کی قید سے رہائی کی امید نہ رہی۔ اس وقت میں لاچار اور بیقرار ہو کر سیال شریف کے دربار کو روانہ ہوا۔ اگرچہ قبل اس کے آں ذات بابرکات سے بیعت کا ارتباط میرا کوئی نہیں تھا۔ مگر اس حمیدہ

marfat.com

صفات کے کمالات اور کرامات سُن کر لیل و نہار اس کے دیدار پُر انوار کا اشتیاق عشاق دار اس مُشتاق کو لاحق رہتا تھا بنابرآں دردمندانہ اور معتقدانہ اپنے غریب خانہ سے روانہ ہو کر تیسرے روز اس یگانہ کے آستانہ پر پہنچا۔ حضور فیض گنجور میں تعظیمات غلامانہ کے بعد مستمندانہ ہو کر بیٹھ رہا۔ آپ نے عنایت بیغایت سے تمام احوال اس پائمال سے استفسار فرمایا۔ خاکسار نے حالت زار کو تفصیل وار اظہار کیا۔ تب شمس الٰہی نے اُس مقید کی رہائی کے لیے درگاہ کبریائی میں توجہ کے ساتھ دعا کا ہاتھ اٹھایا۔ اور پھر شفقت اور مرحمت سے بندہ کو بیعت فرمایا جس سے میرے دل پریشان کو فی الآن اطمینان ہو گیا۔ اور حسب الفرمان پانچ روز جناب کی آستان ہدایت نشان پر قیام کیا۔ پس روانگی کے وقت بڑی مہربانگی سے شمس الانوار نے اس خاکسار کو ایک تعویذ لکھ دیا اور فرمایا کہ اس کو خاص اس مقیدّ کے پاس پہنچایا جائے۔ تاکہ وہ اس کو اعزاز سے رکھ کر اس کے الفاظ کو نظر انداز کرے۔ جب یہ بندہ خدمت اقدس سے مرخص ہو کر خوشنودی اور خورسندی سے راولپنڈی میں پہنچا تو جاتے ہی ایک عزیز پرتمیز کی وساطت سے وہ تعویذ جو حضور نے تفویض فرمایا تھا زندان کے مکان میں نواب خان کی جانب بھیج دیا۔ ترتیب اور تادیب سے وہ اس کے حروف کے دیکھنے میں مصروف ہوا اور دوسرے روز اس کی اپیل بھی ایک وکیل کی معرفت داخل کرائی گئی جس کی پیشی کے لیے تین دن کی تاریخ مقرر ہوئی۔ آخر جب تاریخ معین پر وہ مقیدّ عدالت میں پیش ہوا تو خدا کی عنایت اور شمس الہدا کی کرامت سے حاکم فرمانروا نے اس کو بیخطا سمجھ کر جملہ سزا سے رہا کر دیا جب وہ جوان شادمان ہو کر زندان سے باہر آیا تو حیرت فراواں سے وہ بیان کرنے لگا۔ کہ رہائی کے دن سے پانچ روز پیشتر خواب کے اندر ایک شخص بڑا منیف سفید ریش یوسف کنعان کی مثل درخشاں بڑی عظمت اور شان سے میں نے دیکھا اور اُس نے زبان درفشاں سے فرمایا۔ کہ اے نواب خاں اس زندان سے نکل جا جو قید کی سزا سے تو رہا ہو گیا ہے جب نیند کی خماری سے مجھے بیداری ہوئی تو اس صاحب جمال کا خیال میرے دل پر نقش کی مثال لاحق حال ہو رہا۔ تب میں نے اس کو کہا کہ جس عنوان کا حلیہ اور نشان تو بیان کرتا ہے۔ تو وہ بصورت عیان بعینہ شمس دوران ہیں۔ جن کے فیضان سے تمام جہان فائز المرام ہو رہا ہے۔ اور ان کے احسان سے تو زندان سے باہر آیا ہے۔ چل میں تجھے اُس ذوالاقتدار

marfat.com

کے دربار پر لے جاؤں اور اُس شمس الانوار کا دیدار کراؤں ۔پس وہ محبت آثار بڑے شوق اور پیار سے میرے ساتھ تیار ہوا۔ اور میں اس کو شمسِ دوران کے آستان پر لایا جب اس جوان نے دور سے مردان کے اژدحام میں حضرت ذوالکرام کو دیکھا تو بے اختیار اشکبار ہو کر کہنے لگا۔ کہ یہ وہی صاحب جمال ہے جس نے میرے حال پُر وبال پر خواب میں کرم کمال فرمایا تھا۔ اور زندان سے اس گمنام کو باہر لایا تھا۔ آخر محبت فراواں سے نالان اور گریہ کناں جناب کے اقدام پر گر پڑا۔ اور دیر تک مضطرانہ اور شایقانہ روتا رہا۔ پس آنحضرت نے اُس کی حالت پر بڑی شفقت اور مرحمت فرمائی۔ اور بیعت سے مشرف فرما کر عنایت بیغایت سے اس کو ہدایت کی ۔دینی اور دنیاوی حاجات اور مرادات سے اس کی سب مطلب براری ہو گئی۔

کرامت (۴۶)

یکے را والد از میراث خود محروم بنمودہ　　بحالش حضرتِ اکرم کرم بسیار فرمودہ
میسّر گشت املاکش ولے دزدیدہ شد ماش　　مگر آنہم بدستش آمدہ ہر چیز معدودہ

ملک فتح خاں صاحب گھیبہ ساکن موضع کھنڈہ نے جو حضرت شمس دوران کا غلام صادق الایقان ہے ۔صدقِ زبان سے یوں کہا کہ قاضی فیض احمد ساکن جتیال جو نیک خصال اور میرا خیر سگال ہے اُس کو اپنے والد ماجد نے کسی وہم اور خیال سے گھر میں سے نکال دیا۔ اور اپنے کل مال اموال سے محروم الحال کر دیا۔ اور تین چار شہروں پر جو اُس کی ملکیت اور وراثت تھی وہ تمام دوسرے بیٹے کے نام اس نے حکام کے دفتر میں ارقام کرا دی۔ وہ بیچارہ مصیبت کا مارا آزردہ اور افسردہ ہو کر میرے پاس آیا۔ اور بڑی غمگینی سے اپنی محرومی کا ماجرا حیرت افزا سنایا۔ مجھے بڑا ہی افسوس آیا اور کہا کہ ذات کبریا کی عنایت کے سوا اور کوئی حیلہ اور وسیلہ نہیں۔ چل میں تجھے ایک مقبول خدا کی بارگاہ والا جاہ میں لے جاؤں اور اس ذوالکمال کی خدمت میں تیرا حال پُر ملال سناؤں۔ چونکہ وہ فیاض زمان محتاجوں غمزدوں کے فیضان کی کان ہے۔ اس لیے امید واثق اور یقین باثق ہے۔ کہ اس کی مددگاری اور دستیاری

marfat.com

سے تیری مطلب براری ضرور ہو جائے گی۔ وہ ملالت آثار بحالت زار میرے ساتھ نیا رہتوا۔ اور میں نے اس کو شمس الانوار کے دربار پر بڑے انکسار سے حاضر کیا۔ دیکھتے ہی حضرت بزرگوار نے کرم بیشمار سے استفسار فرمایا تو اس خاکسار نے دست بستہ یہ اظہار کیا۔ کہ عالی جاہا باپ نے اس مغموم کو اپنی کل جائداد سے محروم کر دیا ہے۔ لہذا یہ مظلوم اپنے مقسوم کے لیے نالان ہے اور حضور کے آستان فیض نشاں پر عرض رساں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جس قدر باپ کے حقوق اولاد پر مقرر ہوتے ہیں۔ ویسے ہی اولاد کے حقوق باپ پر معین ہیں۔ اس کے والد بے انصاف نے شریعت کے برخلاف کیا ہے۔ خیر صاحب عدل اور انصاف کا اپنے الطاف اور اعطاف سے اس غریب کا نصیبہ وراثت موجودہ سے عنقریب مرحمت فرمائے گا۔ چونکہ حضور کے فرمان سے اس غلام کو اطمینان ہو گیا تو عرض کیا کہ اے فیاض زمان اس کا یہ کام تو آپ کی زبان سے سرانجام ہو گیا ہے۔ اب اس بات کا حسرت اور حرمان دل کو چپا ن ہو رہا ہے۔ کہ یہ غریب بے اولاد ہے اس کی جائداد پھر وہی اس کا بھائی یا بھائی زادے جائے گا۔ آپ نے فرمایا کہ رب الارباب کی جناب میں اولاد کا ایجاد ہونا کوئی مشکل اور نایاب نہیں۔ وہ ذات کریم اپنے فضل عظیم سے اس حزین کو اولاد نرین عطا کرے گا۔ پھر اس پیشوا نے دعا کے لیے شفقت کے ساتھ اپنا ہاتھ اٹھایا۔ اور توجہ قلبی سے دعا طلبی فرما کر رخصت کیا۔ آگے طرفۃ الحال اُس کا اس منوال پر ہے کہ تھوڑے ہی دن گزرے جو تحصیل دار محمد افضل خان جو خاندان چشتیہ کا غلام صادق الیقان تھا تبدیل ہو کر اس تحصیل میں آیا۔ اور کسی خیر سگال نے قاضی صاحب کا حال اور حضرت صاحب سے اس کا اتصال بڑے انفصال سے اس کو سنایا جس سے ایزد ذوالجلال کی قدرت کمال سے ایک صلاحیت کا خیال اس کو ایسا لاحق حال ہوا۔ کہ فی الحال ایک موقعہ پا کر اس کے شہر میں جا کر اس نے قاضی صاحب کے والد کو بلایا اور کہا کہ ایک مطلب خاص کے لیے میں تیرے پاس آیا ہوں۔ مجھے اُمید عمیم اور صمیم یقین ہے کہ میرے کہنے کو تم تسلیم کرو گے۔ ورنہ تو حتی الامکان اس کام کو محکمہ حکام سے ضرور سرانجام کرا لوں گا۔ وہ بولا کہ فرمائیے آپ کا حکم لبر و چشم بڑے سرور سے مجھے منظور ہے۔ تب تحصیل دار نے یہ مطلب اظہار کیا کہ تو نے چھوٹے بیٹے کو اپنے آبا اجداد کی جائداد سے کیوں بیزار اور برکنار کر دیا ہے۔ حالانکہ بڑا لایق اور ہشیار ہے

marfat.com

اور تیری وراثت کا حقدار ہے تو نے سیّدالانام علیہ السلام کے فرمان کے مخالف اور شہنشاہ زمان کے قانون کے برعکس کیا ہے۔ مناسب ہے کہ کل ملک املاک سے اس کو اپنا استحقاق دیدو۔ اور میرے پر احسان اور منت فراواں کرو۔ اگرچہ وہ باپ اس سے رنجیدہ اور دل تپیدہ تھا۔ مگر لاچار تحصیل دار کے آگے انکار نہ کر سکا۔ بلا تکرار اس کے گفتہ کو اختیار کر لیا۔ اور رواج کے مطابق کل جائداد سے پورا نصاب اس کے نام اندراج کرا دیا جس سے وہ بہت آسودہ حال اور دولت سے مالا مال ہو گیا۔ لیکن بعد چندیں ایام سارقان اُس کے مکان کو نقب لگا کر نقدی مال سب نکال لے گئے۔ اس کو خستہ حال اور کنگال کر گئے۔ مگر اس نے تفتیش کے لیے پولیس میں نہ رپورٹ دی اور نہ کوئی اطلاع کی اس خیال پر جو پولیسیوں کی کارروائی سے تباہی کے سوا کوئی انصاف ورزی اور خیر خواہی نہیں پائی جاتی۔ البتہ مجھ کو اس نے اس حال کی بلا اہمال خبر دی میں نے جلد تر جا کر تاکید مزید سے اس امر کی ترغیب دی کہ سب امورات اور حوادثات کے لیے ہماری نالش اور گذارش شمس الانوار کے دربار پر لازم ہے تم اس حادثہ ہوش ربا کے بارہ اُس پیشوا کی بارگاہ میں چارہ کرو۔ اور اس کو وسیلہ جمیلہ سمجھ کر حصول مدعا کے لیے استدعا اور التجا کرو۔ مجھے اس محبوب رب العالمین کے کرم عمیم پر یقین ہے۔ کہ حق سبحان کے احسان سے تو کامران ہو جائے گا۔ پس اس نے ویسے ہی آں ذات بابرکات کی جناب میں بڑے عجز کے ساتھ مناجات شروع کی اور بہت خضوع اور خشوع سے اپنے مطلب براری کے لیے گریہ زاری کی سبحان اللہ تین روز کے بعد ایک رات پُرحسنات میں اس کو عالم خواب میں جناب شمس الاقطاب کا دیدار ہوا۔ اور فرمایا۔ کہ اے فیض احمد تو جلد تر اُٹھ کر اپنے مال اموال کو سنبھال پس علی الصباح وہ نیند سے آگاہ ہو کر دو تین روز اسی خیال میں کوشش کمال سے دیکھ بھال کرتا رہا۔ مگر کوئی پتہ نہ ملا۔ چوتھی رات کو پھر اس نے اس ذات حمیدہ صفات کو دیکھا اور آپ نے عنایات سے فرمایا۔ کہ تو اپنے مال منال کو کیوں نہیں نکالتا۔ صبح کے وقت جب خواب کی خماری سے بیداری ہوئی۔ تو اس کے دل میں جناب کی مددگاری اور غمخواری کے ثمرہ سے بہت انتظاری ہو رہی۔ جو اس کی دستیاری سے کب مطلب براری ہو گی۔ پھر اس نے بڑی احتیاط سے ہر جہات میں اپنے مال کا تفحص حال کیا۔ مگر کسی انسان نے کچھ پتہ نشان نہ دیا۔ حیران اور

marfat.com

پریشان ہو کر بیٹھ رہا۔ چار پانچ ایام کے بعد پھر وہ غلام عالم منام میں شمس الاقطاب کی زیارت سے شرفیاب ہوا۔ اور جناب نے ارشاد فرمایا کہ تیرا مال تمام ملہو کی ڈھیری کے درمیان مدفون اور مصوّن ہے۔ فی الحال تو اس جگہ کو دیکھ بھال کر اپنے مال کو باہر نکال۔ جب وہ عقیدت شعار نیند سے بیدار ہوا تو دل پژمردہ اس آزردہ کا فرحت بسیار سے گلزار ہو گیا۔ صبح کے وقت دس یار اں اشخاص کو ساتھ لے کر اُس ڈھیری کے پاس گیا۔ اور اُس نشان پر جہاں حضور کا فرمان تھا بڑے اہتمام سے اُس ڈھیر کو کھودایا۔ تو مخبر صادق کی خبر کے مطابق سب مال بلا زوال سلامت نکلا۔ اس میں سے کسی چیز کا بھی نقصان نہ ہوا۔ شمس دوران کی برکت اور فیضان سے ایزد رحمان نے سب سامان اس کو امن امان سے پھر عنایت کیا۔

کرامت (۴۸)

غلامے بود بے اولاد و مفلس تر بسے مضطر — بہ ناچاری گرفت آن شخص ریش حسرتِ انور
دعا فرمود آنحضرت بہ لطف و رحمت و شفقت — شد آں بار روزگار و صاحبِ اولاد و دولت ور

ملک فتح خاں صاحب گھیبہ رئیس کھنڈہ نے بصدق زبان یوں بیان کیا کہ ہمارے شہر میں ایک مرد آزردہ دل نامی محمد فاضل جو حضرت شمس دوران کا غلام صادق الایقان تھا لیکن بباعث گردش روزگار ناہنجار مفلسی اور تنگ دستی سے بے سر و سامان اور سرگردان تھا نیز بے اولادی کے حرمان سے پریشان اور نالان تھا۔ ایک بار جب یہ خاکسار حضرت کے دربار کو عرس پر تیار ہوا تو اس سے استفسار کیا کہ تیرا کیا ارادہ ہے۔ اُس نے رو کر کہا کہ بندہ ہر وقت آمادہ ہے۔ مگر کیا کروں بہت مفلس اور نادار ہوں۔ بے روزگاری سے سخت لاچار اور خوار ہوں اس لیے تہی دستی سے کنگال کا وہاں جانا محال ہے۔ مجھے اُس کے حال پُر وبال پر رحم آیا۔ اور سفر خرچ وغیرہ از خود دیکر شمس دوران کے آستان پر اس کو ہمراہ لایا۔ اور حضور فیض گنجور کی زیارت بابشارت سے اُس مہجور کو مسرور اور شرفیاب کرایا۔ دوسرے روز بڑے قلق اور سوز سے وہ اُٹھ کر میرے سے بے خبر بارگاہ عالی جاہ میں حاضر ہو گیا۔ اس وقت حضرت موصوف وظائف میں مصروف تھے۔ وہ باخلاص بلا ہر اس حضرت کے پاس بیٹھ رہا۔ اور افلاس کے جنون سے اس مجنوں

marfat.com

نے فی الحال ریش مبارک کے بال دائیں ہاتھ سے قابو کے ساتھ پکڑ لیے۔ حاضرین خشمگیں ہو کر اس کو تنبیہ تادیب بلکہ تہدید شدید کرنے لگے۔ مگر شمس الہدا نے لطف اور عطا سے سب حضرات کو فرمایا۔ کہ اس بے نوا کو کچھ ایذا نہ دو۔ تب وہ خدام جناب کے فرمان سے تمام آرام کر رہے اور آپ وظائف کے شغل میں مشغول ہو گئے۔ اتنے تک میں بھی ناگاہ اُس بارگاہ میں آگیا یہ ماجرا دیکھ کر خوف اور خطر سے اس احقر کا دل پارہ پارہ ہونے لگا۔ مگر اس پُر حذر نظارہ سے کوئی چارہ چل نہ سکا۔ جب شمس الہٰی نے تسبیح کے پڑھنے سے فراغت پائی۔ تو فرمایا کہ نیک بخت میرے بالوں کو چھوڑ دے۔ مگر اُس نے نہ چھوڑے پھر وہ لجپال صاحب حسن و جمال اپنے درد کے اشتغال میں شاغل ہو گئے۔ جب ایک تسبیح کو اتمام کیا۔ تب کرم فراواں سے اُس فیض رساں نے فرمایا کہ اے آشفتہ حال میری ریش کے بال الحال واگذار کر اور اپنا احوال پُر وبال اظہار کر۔ تا میں تیری حاجات کے لیے مجیب الدعوات کی بارگاہ میں استدعا کروں۔ تب اُس پر ملال نے فی الحال حضرت ذوالکمال کے بالوں کو چھوڑ دیا۔ اور غم اور درد سے عاجزانہ طور پر عرض کیا۔ کہ فیاضا مدت بسیار سے یہ خاکسار تیرے دربار کا جاں نثار ہے۔ اور دل و جان اس غلام کا تیرے نام پر قربان ہے۔ پھر تعجب اور تحیر کہ باوجود تیری غلامی اور نیازمندی کے نہ اب تک اس نامراد کی کوئی اولاد ہوئی نہ دولت دستیاب ہوئی۔ مفلسی اور تنگ دستی نے بہت ذلیل کر دیا ہے۔ اور بے اولادی کی آزردگی نے دل کو علیل کر رکھا ہے۔ پھر بھی اس کنگال کی طرف آپ کا کچھ خیال نہیں۔ تب اس فیاض زمان نے بڑی شفقت اور احسان سے پوچھا کہ تو نوشت خواند کا کام بھی کچھ جانتا ہے۔ اس نے گذارش کیا کہ عالی جاہا یہ کام تو تمام بحسن الاہتمام کر سکتا ہوں۔ لیکن اس ناکام کو حکام سے کام کے لیے کوئی پوچھتا نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ حق پروردگار اپنے فضل بیشمار سے کوئی نیک سبب بنا دے۔ تاکہ تیرا کوئی روزگار اچھا باوقار بن جاوے۔ اور اولاد نیک نہاد کے ایجاد سے بھی تیرا دل شاد اور گھر آباد ہووے۔ بعدہٗ اُس مقتدا نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھایا۔ اور شفقت سے اس کو رخصت فرمایا۔ راستہ میں جاتے ہی گھر سے باہر اس پر مژدہ گوش گزار ہوا۔ کہ پروردگار نے کارسرکار میں تیرا روزگار بنا دیا ہے۔ یعنی ملازمت سرکاری میں دھول کی حلقہ داری کا تو پٹواری ہو گیا ہے۔ سبحان اللہ وہ کنگال حضرت لجپال کی برکت

marfat.com

کمال سے دو سال میں با اقبال اور دولت سے مالا مال ہوگیا۔ پھر ترقی پاکر صدر مین اہلکار عہدہ دار بن گیا۔ نیز بفضل رب الارباب اولاد کی مراد سے بھی کامیاب ہوا چنانچہ اب اس کے دو فرزند بڑے دولتمند ملازمت سرکار میں با اقتدار ہیں۔ اور وہ عقیدت مآں بخت اور اقبال کا عروج کمال دیکھ کر بہ امر لایزال الحال انتقال کر گیا ہے۔ غفرہ اللہ المتعال۔

کرامت (۴۸)

عزیز شمس شد بیمار و لاچار و پریشانے — بحال یاس مدقوقش بگفتہ کل طبیبانے
چو آمد بر در حضرت بفرمود آں کجا مرضش — شد، نخوشحال تا الحال میماند ثنا خوانے

مولوی عبدالعزیز صاحب جو قدوۃ السالکین زبدۃ العاشقین جناب مولوی فضل الدین صاحب چاچڑوی غفرہ اللہ رب العالمین کے چھوٹے بیٹے ہیں۔ انہوں نے یہ حال بصدق مقال اپنی زبان سے بیان کیا کہ بہ تقدیر ذوالجلال والد ماجد کے انتقال پُر ملال کے بعد عارضہ بخار سے میں سخت بیمار ہوگیا۔ کھانسی اور اسہال کا وبال لاحق حال ہو رہا طبیبانِ حاذقین اور ڈاکٹران عاقلین نے علاج سازی اور دوا پردازی میں بڑا چارہ کیا مگر کچھ افادہ اور افاقہ میسّر نہ ہوا دن بدن طبیعت گھٹتی گئی اور طاقت نحیف ہو رہی اور جان ناتواں میں امراض کی تکلیف سے بہت تخفیف ہوگئی۔ آخر اس حال میں ایک سال گذرنے آیا۔ حکیموں نے متفق ہو کر تپ دق تبلایا۔ اس وقت دل بہت گھبرایا۔ مگر کوئی چارہ نظر نہ آیا۔ آخر بیقرار ہو کر انتظار اور انکسار شمس الانظار کے دربار پر حاضر ہوا۔ اس خیال پر کہ اگر وہ لجپال میرے آزردہ حال کو دیکھ بھال کر عنایت کی نظر فرمائے گا تو میرے دردوں کا وبال فی الحال چلا جائے گا۔ پھر ایسا ہی ہوا کہ جب بی بی بانو نے حضرت کی خدمت میں میری حالت کی کیفیت نیاز بے انداز سے عرض کی کہ عالی جاہا یہ مولوی صاحب چاچڑوی کا چھوٹا بیٹا ہے۔ اور طبیبوں نے اس کو مدقوق اور مسلول بنا کر مایوس کہہ دیا ہے۔ اب یہ ہر کسی سے بے زار اور دست بردار ہو کر تیرے دربار پر آپڑا ہے۔ امیدوار کہ اپنے کرم بیشمار سے اس بیمار پر رحم فرماؤ۔ اور مسیحاوار اس لاچار کو تندرست بناؤ۔ تب اس عارف ربانی نے بڑی مہربانی سے میری پیشانی کو پکڑ کر فرمایا۔ کہ اس کو کہاں ہے بخار۔ اس

marfat.com

کے دل میں تو صرف محبت کا اضطرار ہے جس سے یہ آشفتہ لیل و نہار بیقرار ہے۔ فی الاصل یہ بخار کی مرض سے کوئی بیمار نہیں۔ پھر آپ نے ہاتھ اُٹھا کر توجہ کے ساتھ دعا فرمائی۔ اور میری حالت پُر ملالت پہ نہایت مرحمت کی نظر کی سبحان اللہ کہ جب اس مسیح الزماں کی زبان فیض ترجمان سے یہ کلمہ عیاں ہوا تو فی الآں میرے جسم و جان سے بفضل خدا وہ مرض لادوا ایک دم جُدا ہو گئی اور اس پیشوا کی دعا سے صحت اور شفا فی الحال شامل حال ہو گئی۔ اور آج تک جس کو بہت سال گزر چکے ہیں۔ طبع تندرست اور خوشحال ہے۔ اُس مرض کا کوئی خیال نہیں۔

کرامت (۴۹)

زبعدِ رحلتِ حضرت خیال آمد غلامے را — کہ بر عرسش چرا شد مجتمع خلقت ہزاراں ہا
بسخوانش دید کان بنوشت فرمان سوے خداماں — بدیگر عرس دید آں شخص حاضر شان غلاماں را

مولوی ولی محمد صاحب ساکن موضع کریگ جو درویش صادق البیان اور واثق الایمان ہے۔ اس نے صدق زبان سے بیان کیا۔ کہ حضرت شمس العارفین کے عرس نخستین پر یہ کمترین حاضر ہوا۔ ہزاران ہزار مردمان سرکران سے آستان ہدایت نشان پر جمع ہوئے۔ اس فدویت سگال کے دل میں یہ خیال لاحق حال ہوا۔ کہ حضرت ذوالکمال تو یہاں سے انتقال فرما گئے ہیں۔ یہ زوار بیشمار اب کس کے دیدار کے لیے اس دربار پہ آ رہے ہیں۔ اسی خام خیال میں عرصہ ایک سال تک بندہ مشوش حال رہا۔ اس خدا کے حبیب کا جب دوسرا عرس قریب آیا۔ تو فدوی نے ایک رات پُر برکات میں شمس الاقطاب کو عالم خواب میں دیکھا۔ کہ ایک بڑے متزین مکان عالی شان کے درمیان بڑی عظمت اور شان سے وہ شمس درخشاں ایک پلنگ خوش رنگ پر زیب افزا اور مسند آرا ہیں۔ اور اس مکان جنت نشان کے فرش پر غلیچے گوناگوں بوقلموں اطلس کے منقش اور مقدس بچھائے ہوئے ہیں۔ اور اس کی ہر ایک دیوار رنگ دار میں تھوڑے فاصلہ کے مقدار پر الماریاں زیبدار بانقش نگار بیشمار تیار ہیں۔ اور ہر ایک الماری کے پاس چندیں محرر خاص رجسٹر اور قرطاس لے کر لکھ رہے ہیں۔ جب یہ خاکسار اس دربار پر انوار میں حاضر ہوا۔ تو بے اختیار اس شمس الانوار کے اقدام پر گر پڑا۔ جناب نے شفقت

marfat.com

بے حساب سے کر مفرمایا۔اور اہلکاران دفتر کو اس احقر کے لیے امر کیا۔کہ یہ منشی ولی محمدؐ اچھا تجربہ کار اہل کار ہے۔ اور تحریر کے کام میں واقف کار اور ہوشیار ہے اس کو بھی اپنے پاس بٹھاؤ اور اس سے دفتر کا کام کراؤ۔پس حسب الامر محافظ دفتر نے خالی ثمنوں کا گٹھا باندھ کر اور ایک بڑا رجسٹر جس میں اکثر مریدوں کے نام ارقام تھے میرے سپرد کیا۔اور میں نے اس رجسٹر کو دیکھ کر ہر ایک کا نام بمعہ اقوام اور سکنی مقام اور حاضری کی تاریخ بمعہ سنہ رواں ثمنوں کے عنوان پر درج کر دیا۔پھر ان کو ایک اہل کار باقتدار نے اٹھا کر شمس الانوار کی خدمت میں پیش کیا تو اس معظم نے اپنی قلم سے ہر ایک ثمن پر دستخط کر دیا۔پھر اس اہلکار نے حسب ضابطہ سرکار اُن ثمنوں پر دربار کی مُہر لگا دی۔اس کے بعد نیند کی خماری سے مجھے بیداری ہو گئی۔جن صاحبان کے نام میں نے منام میں ثمنوں پر ارقام کئے تھے ان میں سے حسب ذیل اسما مجھے یاد رہے۔ میاں محمد اشرف صاحب تھانہ دار ساکن لُنڈ پور۔سید محمد غوث شاہ صاحب ساکن وسجادہ نشین شاہجیونہ مولوی نجیب علی صاحب و مولوی غلام محمد صاحب ساکن امرال اور مولوی کرم الدین صاحب ساکن ٹہلیانوالہ وغیرہ۔پس اس فقیر کو یہ خیال دامن گیر ہوا۔کہ آیا دیکھئے یہ اشخاص عرس کے اجلاس پر حاضر ہوں گے۔اگرچہ اُس برس کے عُرس پر حاضری کے بارہ میں فدوی کا ارادہ ملتوی تھا۔ مگر خواب کی رویت کے بعد قوی ہو گیا۔چونکہ اُس حضرت رشید کا عرس عنقریب تھا۔اس لیے اسی اثناء میں یہ مُشتاق بڑے اشتیاق سے روانہ ہو کر اس یگانہ کے آستانہ پر حاضر ہو گیا۔دیکھا تو سب احباب جن کے نام میں نے کتاب سے عالم خواب میں ثمنوں پر اندراج کئے تھے شمس الانور کے دروازہ پر حاضر ہیں جس سے اس کمترین کو یقین اور تسکین ہوا۔کہ اولیا کرام اپنے اعراس پر غلاموں کے نام حاضری کے لیے ضروری احکام جاری کرتے ہیں جس سے تاریخ معین پر ان تمام مردمان کا خواجگان کے آستان پر اژدحام ہو جاتا ہے اور ہر ایک شخص زائرین حاضرین سے اُن کے ارواح مطہرین سے حسب الایقان فیضان پاتا ہے۔

کرامت (۵۰)

بروزے حضرت از تو نسہ بیامد دریکے منزل ورآنجا از زنے لوری شنید و گشت زاں خشدل

marfat.com

بہ عرضِ آن زنے کاں دا دلوری دختر خود را عنایت کرد آنحضرت شد آں دختر پسر اکمل

مولوی ولی محمد صاحب ساکن کریگ ضلع جہلم نے جو درویش صداقت کیش ہے ذکر کیا۔ کہ میں ایک دفعہ شمس الاقطاب کی جناب میں حاضر ہوا تو مولوی غلام محمدؒ صاحب توسوی نے جو حضور کے آستان پر راسخ الایمان اور اہلِ عرفان تھے میرے پاس بیان کیا۔ کہ ایک بار حضرت بزرگوار بمعہ چندیں خادمان توسہ شریف کے مکان سے مرخص ہوکر دولت خانہ کی جانب روانہ ہوئے۔ راستہ کے درمیان علاقہ ریگستان میں تابستان کی تپش اور تشنگی کی خلش سے بہت تنگ آگئے۔ اُس بیابان میں پانی کا کوئی نام ونشان نہ تھا۔ وہاں ناگہاں بفضل الٰہی دور سے ایک جھونپڑی نظر آئی۔ تو شمس ربانی نے پانی کے لیے اس طرف تشریف ارزانی فرمائی۔ اس جگہ میں دو عورتیں بیٹھی ہوئی تھیں۔ انہوں نے بڑی تعظیم اور تکریم سے شمس الٰہی کو چارپائی پر بٹھایا۔ اور بڑی خوشنودی سے ٹھنڈا پانی پلایا۔ اس وقت ایک عورت اپنی شیرخوارہ بیٹی کو گھنگھونٹی میں سولا کر لوری دے رہی تھی۔ جب وہ مسمات چُپ چاپ ہوئی۔ تو آپ نے عنایت بے غایت سے فرمایا۔ کہ اے بی بی اس کو پھر لوری آغاز کرو۔ اور حضور انور کی طبع مقدس اس کی طرف متوجہ ہو رہی پھر جب مسمات نے سکوت کیا تو حضور نے بڑے سرور سے فرمایا کہ مائی پھر سنا۔ تب اس عورت نے دل کی حسرت سے عرض کیا۔ فقیر ایہ تو اس بدا ختر کی دختر ہے۔ اگر فرزند ہوتا تو لوری دینے سے دل خورسند ہوتا۔ لوری کا گانا دختر بیچاری کے لیے سراسر شرمساری ہے۔ آپ دعا فرماؤ۔ جو خداوند مجھے فرزند ارجمند عطا کرے۔ تب لوری کا گانا سنانا دل آشفتہ کو شگفتہ کرے۔ اُس محبوب ذوالجلال کو اُس پُرملال کے حال پر رحم آیا اور فرمایا کہ اگر ایزد لایزال اپنے کرم کمال سے اس دختر کو پسر بنا دے تو اس کی قدرت فرید سے کچھ بعید نہیں۔ یہ فرما کر فی الفور آپ نے اُٹھ کر راستہ لیا۔ پیچھے جب اس عورت نے اپنی دختر کو اٹھایا۔ اور گود میں لٹایا۔ دیکھا تو وہ دختر خاص پسر ہے متحیر ہوکر اس نے اپنی خوش دامن کو بلایا۔ اور یہ عجیب اور غریب واقعہ اس کو سنایا۔ اس نے اس پژمردہ پُرسرور سے بہت مسرور ہوکر اپنے بیٹوں کو جلد تر بلا کر کہا کہ آج ہماری یاوری اور غریب پروری کے لیے بفضل قادر قدیر کئی فقیر بصورت پنج پیر اس جھونپڑی میں آئے اور پانی پینے کے بہلنے تھوڑی دیر بیٹھ رہے۔ آخر روانگی کے وقت بڑی مہربانگی سے ہمارے گھر بار کو آباد کر گئے۔ اور غمزدہ دلوں کو شاد کر گئے۔ یعنی عنایت کی نظر سے انہوں نے ہماری دختر کو

marfat.com

پسر بنا دیا۔ گویا ہمارے اندھیرے گھر میں چراغ جلا دیا ہے۔ تم ان کے پیچھے جاؤ۔ اور شکریہ بجالاؤ اور اُن سے دعا کراؤ۔ پس وہ اشخاص بہ عقیدت خاص شمس الانوار کے دیدار کے لیے دوڑے اور ایک بستی میں جہاں وہ خداشناس رات کو شب باش ہوئے تھے وہاں پہنچ کر بالوس ہوئے اور بہت سے نذرانے اور شکرانے انہوں نے پیش کئے۔ آپ نے شفقت اور مرحمت سے ان کو بیعت فرمایا اور غلاموں کے سلسلہ میں داخل کر کے رخصت کیا۔

کرامت (۵۱)

غلام شمس بُد با اشتراں در راہ کوہستان — بیامد بارشے وآں رفت در غارے دواں اُفتاں
در آں جا بود شیرے حملہ گردش دآنشدہ بخود — بگفت آں حضرتا اُمد دفتاد آں شیر شد بیجان

مولوی ولی محمد صاحب ساکن کریگ جو درویش سعادت نشان اور صادق البیان ہے اس نے ذکر کیا۔ کہ ایک دفعہ میں شمس النور کی خدمت اطہر میں حاضر ہوا تو میاں غلام محمد پٹھو واری جو حضور کی کچہری کا خادم خاص اور حاضر باش تھا۔ میرے سامنے مبین ہوا۔ کہ اس اثناء میں ایک عجیب واقعہ حیرت افزا رونما ہوا ہے جس سے حضرت بابرکات کے کمالات کا چشمہ پردہ اخفا سے برملا چہرہ کشا ہوا ہے۔ وہ یہ۔ ایک دن ظہر کے وقت میں اسی مکان پر شمس دوران کو وضو کرا رہا تھا اور آپ نے جلدی کے ساتھ وہ کوزہ کمترین سے لے کر زمین پر مارا۔ جو کہ وہ پارہ پارہ ہو گیا۔ پھر فرمایا اور کوزہ بھر لاؤ اور مجھے وضو کراؤ۔ چنانچہ پھر اس غلام نے بتعجیل تمام دوسرا کوزہ بھر کر پیش کیا اور اس فیاض زمان نے بڑے اہتمام سے وضو کیا۔ اس وقت سب غلامان حاضرین اور خادمان ناظرین کو ایسی ہیبت آئی کہ ہر ایک بشر پہ حیرت کی حالت طاری ہو گئی۔ مگر میں نے اس وقت خیال کیا کہ اس طرفۃ الحال سے حضور پُر نور کے اجلال اور کمال کا کوئی نتیجہ ضرور منظر ظہور میں آئیگا اس لیے میں نے اس تاریخ اور وقت کو تحریر کر رکھا۔ پس چھ ماہ کے بعد ایک ساربان ساکن علاقہ ریگستان شمس دوران کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے اس سے دریافت کیا کہ تو کون ہے اور کہاں سے آیا ہے۔ وہ ساربان بڑے درد اور فغاں سے رو کر کہنے لگا۔ کہ اے تکیہ گاہ عاجزاں جب آپ نے غلام کو اس جہان میں نہیں پہچانا تو آخرت کے میدان میں کس طرح پہچان

کر دگے ۔تب آپ نے بڑی توجہ کے ساتھ فرمایا۔ کہ آیا میں تجھے نہیں پہچانتا تو نے کانگڑے کے پہاڑ اور بارش موسلا دھار اور شیر کی غار کو بھلا دیا ہے۔ یہ سن کر وہ عقیمت شعار بے اختیار چیخیں مار کر زار و زار رو دیا۔ اور شمس الانام کے اقدام پر گر پڑا۔ جب حضور کی عنایت سے مسرور ہوا۔ تو اس خیر اندیش اور نیاز محمد درویش نے اُس آشفتہ سے گذشتہ حال استفسار کیا۔ اس نے تفصیلواریوں اظہار کیا کہ میں جب جناب شمس الاقطاب کی بیعت سے فیضیاب ہو کر اس آستانہ سے روانہ ہوا تو اونٹوں پر ساہوکاروں کا مال اسباب لاد کر انبالہ میں جا پہنچا۔ وہاں سے کسی اور شخص کا سامان اونٹوں پر باندھ کر کانگڑے کو لے چلا۔ راستہ میں جب ایک پہاڑ وحشت دار کے پاس گیا تو بہ تقدیر سبحان باران بے پایان آسمان سے نازل ہوا۔ سردی فراواں اور پانی رواں سے اُونٹ تمام پاگل اور ساربان مضمحل ہو رہے۔ آخر ظہر کے وقت بہت خوار اور لاچار ہو کر اونٹوں سے بوجھ اُتار دیا۔ اور یہ خاکسار سردی سے بیقرار ہو کر ایک غار ظلمت دار میں جا گھسا۔ بہ تقدیر کردگار وہاں ایک شیر خونخوار نیند کے خمار میں سویا پڑا تھا۔ میرے پاؤں کی آہٹ سے جھٹ بیدار ہوا۔ اور بہ یکبارا اس ستم گار نے میرے مارنے پر حملہ کیا۔ تو میں لاچار اپنی جان سے بیزار ہو کر اُس غار میں بے اختیار گر پڑا۔ اور ہوش حواس اس کے ہراس سے جاتا رہا۔ مگر اُس آن میں میری زبان سے یہ کلمہ نکلا کہ (پہنچیں اے پیر سیالانوالیا) جب کچھ دیر کے بعد میرا ہوش ٹھکانے آیا تو اُٹھ کر شیر کی طرف دھیان مارا۔ دیکھا تو وہ بیچارا خدا کا مارا پڑا ہے جان ہراساں کو بڑی شادمانی اور کامرانی ہوئی۔ گویا جسم ناتواں میں از سر نو جان آئی۔ آخر وہ تمام رات آرام کے ساتھ وہاں گزاری۔ صبح کے وقت جب بوندباری بند ہو رہی تو باربرداری کی تیاری کی گئی۔ حاصل کلام جب اُس ساربان نے اس قصہ کو اختتام کیا تو میں نے اس سے برائے تحقیق اور تصدیق اس دن کی تاریخ اور وقت کو دریافت کیا تو ساربان نے وہی پتہ بیان کیا جو کچھ میں نے ارقام کر رکھا تھا یعنے وہی روز تھا کہ جس میں شمس دوران نے اپنے مکان پر وضو کے وقت کوزہ کو پکڑ کر زمین پر مارا تھا۔ گویا اس فیاض زمان نے ہمت باطنی اور کشفِ قلبی سے اپنے غلام صادق الایقان کو شیر کے نقصان سے بچا لیا۔ اور اس شمشیر خون خوار کو کوزہ مار کر خاک میں ملا دیا۔

marfat.com

کرامت (۵۲)

غلامے بر درِ حضرت سمے سہواً شبے خوردہ — شدہ بیمار و بس لاچار حالش گشت چوں مردہ
بحضرت التجا کردند و آں آمد بہ بالینش — نیک نظرش شدہ موشحال آں بیحال آزردہ

یہ بات عوام مردماں مشتہر عام ہے۔ اور صاحبزادہ عبدالقادر صاحب صداقت نشان نے یوں بیان کیا ہے۔ کہ چودھری الہ بخش صاحب افسر مال ساکن موضع ساؤ دال ایک مرتبہ عرس کے موقع پر شمس یگانہ کے زمانہ میں آنحضور کے آستانہ پر آئے۔ اور شہر کے درمیان احمد خان کے مکان میں جہاں اب جیون ترکھان کا خراس ہے وہاں شب باش ہوئے۔ چونکہ وہ زانو کے زخم سے بیمار تھے خدمت گار نے بہ تقدیر کردگار ایک دوائے سم دار جو ورم کے لیے وہ مرہم تھی سہواً مغالطہ سے کھانے کی دوائے کے تبادلہ میں ان کو کھلا دی۔ کھاتے ہی اس کی زہر چودھری صاحب کے دل پر ایسی کارگر ہوئی جو فی الحال اس آشفتہ حال کا سمیت کے وبال سے سر پھوٹنے لگا۔ اور دم گھوٹنے لگا۔ انقلاب اور قلق سے رمق طاری ہوئی۔ قوت بدن اور طاقت روحی جاتی رہی۔ طبیبان ہوش دار اور ڈاکٹران تجربہ کار اس کی زندگی سے مایوس ہو کر علاج سے دست بردار ہو گئے۔ اور تمام حاضرین غمگین اس کی حالت پُر ملالت کو دیکھ کر بیقرار اور اشکبار ہوئے اس اثناء میں شمس الہدا کی بارگاہ میں بی بی بانو نے جا کر استغاثہ کیا کہ اے مسیحا زمان جہان کے فیض رساں چودھری الہ بخش جو آپ کا غلام استفادہ دار فیضان کے لیے آپ کی آستان پر آیا وہ کسی دوائی کے کھانے سے ایسا بیمار اور لاچار ہو گیا ہے۔ کہ اب بحالت اضطرار مرنے کو تیار ہے۔ براہ غریب نوازی اور غلام پروری اس نحیف کے پاس تشریف لے جایئے۔ اور انفاس عیسوی اور اعجاز احمدی سے اُس بے جان ناتوان کو زندہ فرمایئے۔ حضرت ذوالکمال کو اس آزردہ حال پر شفقت آئی۔ اور بڑی مہربانی اور فیض رسانی سے وہاں تشریف ارزانی فرمائی

خوشا قسمت مبارک بخت آں فرخندہ بیمارے — کہ در نزدش مسیحا نفس آید بہر تیمارے

دیکھا تو وہ شکستہ بال نزع کے فزع میں مضطرب الحال ہے۔ ایزد ذوالجلال کے افضال کے سوا اس کا بچنا محال ہے۔ تب مسماۃ بانو نیاز بے انداز سے عرض پرداز ہوئی کہ اے

marfat.com

غریب نواز اگر اس بیتاب کے منہ میں اپنے لعاب عنایت فرما دیں تو بفضل کردگار اس بیمار کا سب آزار یکدم فرار ہو جائے گا۔ تب حضور نے اس کی عرض کو منظور فرما کر اپنے منہ کا لعاب اس کے دہن میں ڈال دیا۔ خالق دوران کے احسان سے وہ آب وہاں اس بیجان کے لیے آبِ حیوان ہو گیا۔ فی الآن جناب کی برکت اور فیضان سے اُس ناتواں کی بیماری اور بیقراری تمام چلی گئی۔ بفضل ذوالجلال صحت اور طاقت فی الحال اس کو عائد ہوئی۔

کرامت (۵۳)

یکے آورد دخترِ خویش پیشِ حضرتِ دوران — بگفت ایں نے زن و نے مرد للہ کن بریں احسان
بگفتہ حضرت ایں مرد است دارش نام شرف الدین — بگشت آں مرد واندم بہ امرِ قادر درسبحان

میاں محکم الدین اور احمد الدین مستریان ساکنان ساہیوال نے بصدق مقال ذکر کیا کہ موضع کلونوں ضلع شاہ پورہ میں مسمی احمد یار تجار ہمارا رشتہ دار تھا۔ اور اس دردمند کا کوئی فرزند دلبند نہ تھا۔ صرف ایک دختر اس کے گھر میں موجود تھی جو کہ شرفاں کے نام سے موسوم تھی۔ جب وہ عاقلہ اور بالغہ ہوئی تو مادر چیاں نے اس کی شادی کا سامان کیا۔ تب اس دختر نے مادر کو کہا۔ کہ میری شادی کا ارادہ ملتوی کرو۔ مجھے خجل اور ذلیل نہ کرد۔ کیونکہ نہ عورتوں کے مطابق میرا مخصوصہ اندام ہے۔ اور نہ ہی مردوں کے موافق کوئی نشان ہے۔ بنا برآں میں شادی کے کام کے شایان نہیں ہوں اس نے متفکر ہو کر اپنے شوہر کو ذکر کیا۔ اور اس نے اپنے خویشوں اور اقرباؤں سے مشورہ اور تذکرہ کیا تو انہوں نے مصلحت اور مشاورت سے یہ کہا کہ اس علت لادوا کا دعا کے سوا اور کوئی دوا نہیں۔ چاہیئے کہ اس دختر بیکار کو شمس الانوار کے دربار فیض آثار پر لے جایئے۔ اور اُس مقبول خدا کی بارگاہ میں دعا کرایئے۔ یقین ہے۔ کہ بفضل رب العالمین جلد ترین اس حزین کا اس آستان سے مشکل آسان ہو جائے گا۔ اور اس جہان میں شاد کام اور فائز المرام ہو جائے گا۔ لہذا اسی خیال پر والد اس کو فی الحال حضرت ذوالکمال کی خدمت بابرکت میں لے گیا۔ اور اس کی حالت پر ملالت کو بڑی ضراعت اور خجالت سے گذارش کیا۔ آپ نے شفقت اور مرحمت سے فرمایا کہ پروردگار کو اختیار ہے کہ اگر قدرت

کمال سے دختر بیحال کو مرد بنا دے۔ اور اُس کے والدین محزونین کے اندھیرے گھر میں چ
جگا دے۔ پھر اُس مقتداء نے بارگاہ کبریا میں دست بدعا ہو کر التجا کی۔ تو رب الارباب
جناب سے اس آزردہ دل کا مشکل حل ہو گیا۔ تب آپ نے اُس کے باپ کو فرمایا کہ شرف
کا نام شرف الدین رکھا جائے۔ اور اس کو خاص مردوں کا لباس پہنایا جائے۔ کیونکہ یہ عورت
بلکہ مرد ہے۔ انہوں نے بموجب صدق اعتقاد حسب الارشاد اسی وقت اس کو مردانہ لباس
اور خوشترین ہو کر اُس کا نام شرف الدین رکھ دیا۔ سبحان اللہ شمس الانوار کی برکت سے بقد
کردگار یکدم وہ دختر بیکار مرد سزاوار ہو گیا۔ چنانچہ بعد ازاں اس نے مقتضائے بشری اور خوا
دلی سے ایک عورت کے ساتھ نکاح کیا۔ جس سے تین فرزند دلبند اس کے پیدا ہوئے اور و
گھر کا کاروبار میں ہوشیار اور گذار ہو گئے۔ یہ بات مشہور ہے کہ شرف الدین مذکور مدت موفو
محبت اور سرور سے حضرت کے حضور میں حاضر ہوتا رہا۔ اور فیض پاتا رہا۔

کرامت (۵۴)

غلام شمس از قرضِ گرانبارے شدہ غمگین — بخدمت حضرتِ انور بگفت آنحالتے ہمگیں
دعا بنمود آنحضرت کلامے نیز فرمودش — ادا شد قرض آں یکدم ہمہ دود قفۂ چند بر
شرافت پناہ سید احمد شاہ صاحب ساکن فتح جنگ تحصیل تلہ گنگ جو فی الحال میرہ شریف میں مقیم
ہے۔ اور حضرت شمس العارفین کے عزیز ترین خادموں سے راسخ الیقین اور معارف آگہ
ہے اس نے اپنی زبان سے یوں بیان کیا کہ جب میرے والد ماجد نے دار نا پائدار سے
ذوالجلال انتقال کیا تو قرض گرانبار تخمیناً پانچ ہزار اس خاکسار کے ذمہ واجب الادا نکلا
کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

ایک ہندو کا الف اسا ررر۔ دوسرے ہندو کا الف لا ررر۔ ایک مسلمان
امانت الف سما ررر۔ دوسرے مسلمان کا ے۔

چونکہ بندہ نادار سے اس قرض کا ادا ہونا بہت دشوار تھا۔ اس لیے خاکسار کے دا
میں ہزاراں ہزار فکر افکار نمودار ہوئے۔ اور بیشمار غم الم کے خار جان ناتوان میں اظہار ہو

خراس فکر اور اضطراب سے بہت بیقرار ہو کر شمس الانوار کے دربار کو تیار ہوا۔ تو چچا صاحب
رگوار نے فرمایا۔ کہ حضور میں جاکر مجو مورے گریہ زاری کریں۔ امید ہے۔ کہ اس جناب
ں دستیاری اور مددگاری سے قرض کی گرفتاری سے تیری رست گاری ہو جائے گی۔ خیر جب
ہ متفکر گھر سے چل کر شمس الاقطاب کی جناب میں پہنچ کر زیارت سے شرفیاب ہوا۔ تو آپ
نے بڑے الطاف اور اعطاف سے سب حال احوال خاکسار سے استفسار فرمایا۔ اس کمترین
ئین نے بہت حزین ہو کر قرض کی نسبت التماس کی۔ جناب نے شفقت دلی اور عنایت
ی سے دعا طلبی فرمائی۔ اور پڑھنے کے لیے کچھ کلام بھی بتلائی۔ جب بندہ اُس یگانہ زمانہ
ے آستانہ سے روانہ ہو کر اپنے غریب خانہ میں پہنچا تو انہیں ایام میں ایزد سبحان کی قدرت
راواں سے ایک ہندو کا مکان جس کا یہ خاکسار ایک ہزار چار سو روپیہ کا قرضدار
ا تمام جل کر خاکستر ہو گیا۔ اور اس کے حساب کے کاغذات روزنامچات اور بہتیات اور
ر دیگر سامان سب نقصان ہو گیا۔ گویا قرضداروں کے سروں سے قرض کا بوجھ جو کہ سود در
د تھا گر پڑا۔ اور دوسرے قرضخواہ نے جس کا مبلغ الف ؍؍؍ واجب الادا تھا اس نے
ا ضا کیا۔ تو اُس کے مطالبہ پر کاغذات سابقہ سے محاسبہ کیا گیا۔ خدا کی شان مبلغ الف ؍؍؍
عملہ انساں اُس کے بہیات کے کاغذات میں حصول اور وصول نکلا۔ باقی دو سو روپیہ (۲۰۰) ماں
ں کو دیکر حساب بیباق کیا گیا۔ اور جس کا مبلغ الف ؍؍؍ روپیہ دینا تھا بفضل رحمان اس نے
ام بخش دیا۔ اور جس نے ساٹھ روپیہ (۶۰) لینا تھا اس کو عشر (۵۰) دے کر کہا گیا کہ للعشر
پیہ بقیہ تجھے پھر دیا جائے گا تو وہ بقیہ اُس نے بھی براہ الطاف معاف کر دیا۔ پروردگار کی عنایت
ر شمس الانوار کی برکت سے خاکسار تھوڑے دنوں میں اس قرض گرانبار سے یک دم رستگار
گیا۔ بعد ازاں کردگار کے کرم بیشمار سے کسی شاہوکار کا قرض دار نہ ہوا۔

کرامت (۵۵)

امے در شبے برآہ از ملاے تبر سیدہ — بہ دفع مار از حضرت بوئے ارشاد گردیدہ
نت آنجا دگفت اے ملا بہ دیندیں راہم — پس ازاں روز ہر یک مار از انجاے برمیدہ

marfat.com

لانگری احمدالدین جو حضرت شمس العارفین کے دربار فیض آثار پہ مدت کثیر اقامت پذیر رہا ہے اس نے گذشتہ حال بصدق مقال یوں بیان کیا ہے۔ کہ موسم تابستان میں علی الدوام حضرت ذوالکرام کی گائیں ترکھانوالہ کی چراگاہ میں جو وہ سیال شریف سے چار پانچ میل ہے چرتی تھیں اور رات کو آرام سے وہیں رہتی تھیں۔ اور ہر روز یہ غلام اُن کا دودھ شام کے وقت مدام دوہا کر حضرت کے مکان پر لاتا تھا ایک رات پُرخطرات اور ظلمات میں جو رعد گرج رہا تھا اور برق چمک رہی تھی۔ وہاں سے میں دودھ کا برتن اٹھا کر جب آستانہ کو روانہ ہوا تو بادل نے برسنا شروع کیا۔ خدا کی شان آگے آگے یہ غلام راہرواں تھا۔ اور پیچھے پیچھے باران آب افشاں تھا۔ جب دو میل کے فاصلہ پر آیا دیکھا تو ایک بڑا سانپ راستہ پر پڑا ہے۔ فنیر نانگ کی مثل شانگ کر اُٹھ کھڑا ہوا۔ میں ایسا ڈرا۔ کہ اُس کے ہراس سے بیحواس ہو گیا۔ مگر خدا نے اس کے نیش سے اس درویش دل ریش کو بچا لیا۔ جب بوقت نیم شب دربار پُرانوار پہ پہنچا۔ تو مولوی محمد معظم الدین صاحب مرولوی نے بڑی شفقت اور پیار سے کہا کہ اے یار حضرت شمس الانوار ابھی تک تیری انتظار میں بیدار ہیں۔ میں فی الفور دوڑ کر حاضر ہوا۔ حضور نے بڑے سرور سے فرمایا کہ ایزد غفور کا شکر موفور ہے۔ جو تو ایسے ظلمت اور ہیبت کے وقت میں بخیریت آگیا۔ بندہ نے عرض کیا کہ عالی جاہا آگے تو ہمیشہ راستہ کے درمیان سے کئی سانپ اور حیوان ضرر رساں غلام کے اقدام سے گذرتے تھے۔ اور بڑے آرام سے اپنے دھیان میں چلے جاتے تھے۔ لیکن آج ایک سانپ نے خاکسار کو پھنکار مار کر بڑا ڈرایا ہے جس کے ڈر اور خطر سے اب تک سینہ سے پسینہ بہہ رہا ہے آپ نے فرمایا کہ آئندہ میرے موزے پاؤں میں پہن کر وہاں جایا کریں میں نے عرض کیا کہ فیاضا موزوں کے پہننے سے پاؤں تو ضرور محفوظ ہو سکتے ہیں۔ مگر ادپہ کاندام سانپوں کے نقصان سے کس طرح مامون ہو سکتے ہیں اس لیے جناب کے موزے کوئی نہیں پہنتا صرف حضور کی دلی حفاظت اور سلامت چاہتا ہوں۔ تب اس پیشوا نے فرمایا کہ آئندہ اس دعا کو پڑھا کریں۔ اور کسی بلا سے نہ ڈرا کریں۔ پھر اس دعا کو میں نے روزمرہ پڑھنا شروع کیا

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ كُلِّهَا مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝

ذات کبریا نے ہر بلا سے مجھے آج تک بچا رکھا ہے۔ پھر دوسرے دن اس خاکسار کو اُس

marfat.com

بزرگوار نے فرمایا کہ جب تو نے ترکھانوالہ کو جانا تو سانپوں کو کہہ دینا کہ یہ راستہ فقیر کے کاردار کا ہے
تم اس کو چھوڑ کر واگذار کر دو۔ دوسرے جنگل کی بار میں چلے جاؤ۔ سو اس غلام نے بتعمیل فرمان اس موقع
پر جا کر بلند آواز سے آغاز کیا۔ کہ اے مارہائے زہردار اور اے حشرات جفا کار بموجب ارشاد
شمس الاقطاب کے تم تمام موذیان اس بیابان سے نکل جاؤ۔ ورنہ سزا پاؤ گے۔ سبحان اللہ اس روز
سے آج تک اس میدان میں کسی انسان نے کوئی حیوان ضرر رساں نہیں دیکھا۔ ہر ایک شخص امن
اور امان سے وہاں روز و شبان بیخطر پھر رہا ہے۔ اور نیز حضور نے بادل کی گرج کے لیے یہ فرمایا
اَللّٰھُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ وَلَا تُهْلِكْنَا بِعَذَابِكَ وَعَافِنَا قَبْلَ ذَالِكَ ۵ اس کلام
کو بادل کے وقت میں ہمیشہ پڑھتا ہوں۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ
الرَّاحِمِيْنَ ۵

تمت

ہزاراں ہزار حمد پروردگار جو زبدۃ العارفین والکاملین محبوب رب العلمین حضرت خواجہ
شمس الحق والدین چشتی سیالوی کی سوانحعمری کے حالات اور چندیں کرامات اور مکاشفات خاکسار عقیدت
شعار نامی امیر بخش منشی دربار شمس الانوار نے جو کوشش بیشمار سے بطریق اختصار جمع کر کے خاص
اور عوام کے فیضان کے لیے بصحت تمام یہ رسالہ ارقام کیا ہے اور بعد اختتام اس کا نام انوار شمسیہ
رکھا گیا ہے۔ اب بتوسل برگزیدہ عالمین پیشوا سالکین حضرت محمد ضیاء الدین سجادہ نشین سیال شریف
کے بحسن اہتمام بنا بر استفادۂ انام لاہور کے مطبع میں طبع کرایا گیا ہے۔ جمیع ناظرین اور مستفیدین
کو بشارت اور مبارک ہو کہ اس رسالہ کے مطالعہ سے رنگا رنگ لطائف اور اسرار اور گوناگون
نتائج اور انوار دلوں پر نمودار ہوتے ہیں۔ جس سے خطرات شیطانی اور حواجبات نفسانی بعنایت
رحمانی دور اور مفرور ہو جاتے ہیں۔ اور محبت ذات کبریا اور شوق مقبولان خدا کی پیدا وار ہو پیدا
ہوتی ہے۔ الحمد للہ اولا و آخرا و الصلوٰۃ علی حبیبہ ظاہراً و باطناً
ربنا لا تواخذنا ان نسینا او اخطانا بجاہ نبیک المصطفیٰ ورسولک المرتضیٰ
شفیع المذنبین امام المتقین وخیر خلقہ اجمعین آمین یا رب العلمین

marfat.com

نظم دربارۂ تاریخ ختم کتاب طبع زادِ مُصنّف رسالہ مستطاب

هزاراں حمد ہائے خلق پرور — کہ ختم ایں کتاب فیض گستر
بشارت برجماعت شمس انور — ولے برہریکے اخلاص پرور
کہ گشت ایں تحفۂ اہل محبت — مہیا درکمال وکشف حضرت
چہ تحفہ بلکہ گلزارِ کرامت — مزین تر زرنگارنگ نعمت
زگوناگون ثمرات است مُثمر — زبوقلموں گلہا ہست خوشتر
عجب رعنائے گلبن ہائے عرفان — عیاں گشتند بہرِ فیض انسان
نظارت بخش چشم ناظرینان — مسرت بخش جانِ سالکینان
ہرانکو سیر ایں گلشن نماید — زکلفت دو جہاں بیروں برآید
دلِ آں تازہ گردد از بہارش — شود مخمور از بوئے خمارش
چو در وقت مبارک ختم گشتہ — بتاریخ سنش فکرے گرفتہ
بہ اوّل از خرد تاریخ چوں جست — کتاب ودلت عشاق آں گفت
۲۴ ۱۳ھ
دگر چوں عقل شد با فکر ہم جفت — کتاب گلشن الفت بدل گفت
۱۳ ۳۴
دگر ہم نسخہ کشف حقائق — وزاں پس نسخہ گلشن حقائق
۲۴ ۱۳ھ ۱۳ھ
بگفتش باز از راہ تحیّت — سوانح عمری شمس عطیت
۲۴ ۱۳ھ
پس آنکہ گفت او با عجز نفسی — کتاب افضل وخوشبوئے شمسی
۲۴ ۱۳ ۲۴ ۱۳ھ
کرامات اشرف اعلیٰ وگر گفت — کمالات اشرف دوراں دگر جست
۲۴ ۱۳ ۲۴ ۱۲ھ
بگفتش باز با دل گشتہ ہمراز — حیاتِ عاشقین معنے پرداز
۲۴ ۱۳ھ
وازاں پس گفت تاریخ چہ احسن — سراج سالکین چشم روشن
۲۴ ۱۳
بہ آخر بار چوں پرسیدہ شد زاں — بگفت انوار شمس تاج ارکان
۲۴ ۱۳ھ
سن عیسیٰ بگفتش با اتارہ — بہارستان کرامت آشکارہ
۱۶ ۱۹ھ
سن بکرم دگر گفت آنچہ نایاب — بہارِ عاشقین تسخیر آحباب
۴۳ ۱۹

marfat.com

مناجات

قبلۂ اہل ارادت کعبہ اہلِ یقین — قدوۂ اہلِ معارف مقتدائے عارفین
سرور اہل کرامت رہنمائے سالکین — پیشوائے کاملین و تکیہ گاہ عاجزین
اے پناہِ دو جہاں ممتاز رب العالمین — کر عنایت کی نظر یا خواجہ شمس العارفین
محرم اسرار عرفان واقفِ راز جلی — مالکِ ملکِ ولایت افتخار ہر ولی
یادِ کمسب ہدایت عارفِ سرِ خفی — امرِ صدر نبی مشکلکشاء مثلِ علیؓ
اے پناہِ دو جہاں ممتاز رب العالمین — کر عنایت کی نظر یا خواجۂ شمس العارفین
حسن تیرا کیا عجب ہے رشک خورشید و قمر — نورِ ذاتِ کبریا سے تم ہوئے شکل بشر
کل جہاں میں ذات تیری ہو رہی ہے جلوہ گر — خاندان چشتیا کو ہے تیرا بھارا فخر
اے پناہِ دو جہاں ممتاز رب العالمین — کر عنایت کی نظر یا خواجۂ شمس العارفین
غوغا تیرا اس قدر ظاہر ہوا اندر جہان — جس سے حیران ہو رہے سب نوریاں اور ناریاں
ہو بہ ہو مثل سلیمان شکل میں تم عیاں — پُر ہوا ہے فیض تیرے سے زمین و آسمان
اے پناہ دو جہاں ممتاز رب العالمین — کر عنایت کی نظر یا خواجہ شمس العارفین
جبکہ دیکھا طور پہ موسیٰ کلیم اللہ نے نور — گر پڑا بیخود ہوا عقل و فکر سب اس کے دور
ہر زماں تم دیکھتے ہو نورِ اقدس کا ظہور — پھر تمہارا ہے تبسم با فراست با شعور
اے پناہ دو جہاں ممتاز رب العالمین — کر عنایت کی نظر یا خواجۂ شمس العارفین
معدن لطف و عنایت ہے تیری ذاتِ لطیف — مخزن گنج سخاوت دست گاہِ ہر ضعیف
تو دوا ہے با شفا ہر زار بیمار و نحیف — در تیرے پر بہرہ ور ہے ہر کثیف ہر لطیف
اے پناہ دو جہاں ممتاز رب العالمین — کر عنایت کی نظر یا خواجہ شمس العارفین
معرفت کے دشت میں ہے چستیاں تیرا قدم — عرصۂ عرفان پر ہے شان تیرے کا علم
تیز تر ہے تو شناور خاص دریائے قدم — مجمع اوصاف تو ہے مظہرِ فیضِ اتم

marfat.com

اے پناہِ دو جہاں ممتاز رب العالمین
کر عنایت کی نظر یا خواجۂ شمس العارفین

حادثوں میں دردمندوں کا تو خود ہمراہ ہے
خادموں پر ہر زماں تو شاہ ظل اللہ ہے

تکیہ گاہِ بیکساں دائم تیری درگاہ ہے
روز و شب محتاج سب ہر ایک حاجت خواہ ہے

اے پناہ دو جہاں ممتاز رب العالمین
کر عنایت کی نظر یا خواجۂ شمس العارفین

قرب ربانی میں تیری کیا بڑی توقیر ہے
ہر زمان تیری رضا پر منتظر تقدیر ہے

جلوۂ اسمار حسنیٰ سے تیری تصویر ہے
حسن تیرے کا جہاں میں شہرہ عالمگیر ہے

اے پناہِ دو جہاں ممتاز رب العالمین
کر عنایت کی نظر یا خواجہ شمس العارفین

ہے ترا خوانِ کرم انعام درگاہِ جلیل
بہرہ ور ہیں صد ہزاران ابن السبیل

تیری صورت باصفت ہے حسن مطلق پر دلیل
ہے تو بیشک واقعی مختار سرکار جمیل

اے پناہ دو جہاں ممتاز رب العالمین
کر عنایت کی نظر یا خواجہ شمس العارفین

نظر ہے اکسیر پُر تاثیر تیری کیمیا
گمرہوں کو کر دیا تو نے جہان کے راہ نما

تو حبیبِ مصطفیٰ ہے اور محبوبِ خدا
کیا عجب گر دل میرے کے مس کو فرماؤ طلا

اے پناہِ دو جہاں ممتاز رب العالمین
کر عنایت کی نظر یا خواجۂ شمس العارفین

ہو رہا منصور بے خود پیکے اک جام طرب
تو ہزاراں بحر پیکر ہے بظاہر خشک لب

باوجود زور مستی شرع پر ہے باادب
پھر بھی ہمت عالیہ سے ہے تجھے زائد طلب

اے پناہِ دو جہاں ممتاز رب العالمین
کر عنایت کی نظر یا خواجۂ شمس العارفین

شام عالم کا تو ہے روشن ترین شمس منیر
روشنی تیری ہوئی کل ملک میں آفاق گیر

نور تیرے سے ہوئے خلفاء کئی روشن ضمیر
چشتیوں کا سلسلہ اب کیوں نہو سبقت پذیر

اے پناہ دو جہاں ممتاز رب العلمین
کر عنایت کی نظر یا خواجہ شمس العارفین

شمس دین شمسِ جہاں تیرا معظم نام ہے
بادۂ وحدت سے تیرے ہاتھ اکرم جام ہے

جرعہ بخشی تشنگان کو خاص تیرا کام ہے
خادموں کی پرورش پر یہ تیرا انعام ہے

اے پناہ دو جہاں ممتاز رب العلمین
کر عنایت کی نظر یا خواجہ شمس العارفین

marfat.com

رعہ بخشی تشنگان کو خاص تیرا کام ہے
ے پناہ دو جہاں ممتاز رب العالمین
شماروں راہ زنوں کو تو کیا پیر و فقیر
عدد تو نے چھوڑائے قید خانوں سے اسیر
ے پناہ دو جہاں ممتاز رب العالمین
یر بخش احقر تیرے در پہ پڑا شام سحر
عنایت گستری سے خادم اپنے پر نظر
ے پناہ دو جہاں ممتاز رب العالمین

خادموں کی پرورش پر یہ تیرا انعام ہے
کر عنایت کی نظر یا خواجہ شمس العارفین
صد ہزاروں خاکساروں کو کیا تو نے امیر
لاکھ مردم کے لیے ہو دست حاجت دستگیر
کر عنایت کی نظر یا خواجہ شمس العارفین
نفس کے خطرات سے بے مضطر و خستہ جگر
تا محبت ذات اقدس کی کرے دل پر اثر
کر عنایت کی نظر یا خواجہ شمس العارفین

سلسلہ چشتیہ دعائیہ اُردو

ے خداوندا تو ذات کبریا کے واسطے
ں ہوا ہوں سخت زار اس بند محنت سے اسیر
جہ بصری حسن کا نام لاتا ہوں شفیع
ل کر مجھ پر طفیل خواجہ ابن عیاض
نرت خواجہ حذیفہ کے لیے مجھ رحم کر
جہ ممشاد کی خاطر میرا دل شاد کر
جہ ابدال احمد بو محمد مقتدیٰ
جہ مودود حق اور خواجہ حاجی شریف
ی ہندوستان خواجہ معین الدین حسن
م کر شیریں طفیل خواجہ گنج شکر
ں کو روشن کر طفیل شاہ نصیر الدین چراغ
سرت محمود راجن سرور دنیا و دین
سخ حسن اور خواجہ شیخ محمد کی طفیل

رحم کر مجھ پر محمد مصطفیٰ کے واسطے
کھولدے مشکل علی المرتضیٰ کے واسطے
شیخ عبدالواحد اہل بقا کے واسطے
شاہ ابراہیم بلخی پادشاہ کے واسطے
پھر ہبیرہ بصری صاحب ہدا کے واسطے
شیخ بو اسحاق قطب چشتیا کے واسطے
خواجہ بو یوسف صاحب صفا کے واسطے
خواجہ عثمان اہل اقتدا کے واسطے
شیخ قطب الدین قطب الاتقیا کے واسطے
اور نظام الدین محبوب اولیا کے واسطے
اور کمال الدین کمال اصفیا کے واسطے
اور جمال الدین حسن صاحب صفا کے واسطے
حضرت یحییٰ مدنی مقتدا کے واسطے

marfat.com

فضل کر مجھ پر طفیلِ شاہ کلیم اللہ دلی
اور نظام الدین مقبولِ خدا کیوا سطے

دین دنیا کا وسیلہ پیر عالم فخر دین
خواجۂ نور محمد رہنما کے واسطے

حضرت خواجہ سلیمان دو جہاں دستگیر
قبلۂ حاجات کعبہ مدعا کے واسطے

کر کرم مجھ پر طفیلِ خواجۂ عالی جناب
شیخ شمس چشتیا کے واسطے

کر عنایت کی نظر یا خالقِ ارض و سما
خود محمد الدین صاحب باصفا کیوا سطے

بخش دے اپنی محبت اور قطع ماسوا
برکتِ پیرانِ شجرۂ چشتیا کے واسطے

غم الم سب دور کر میرے رؤف العالمین
از طفیلِ حرمتِ کُل اولیا کے واسطے

دو جہانوں میں مجھے کر سرخرو ہر کام میں
برکتِ شانِ رسالت انبیا کیوا سطے

حادثوں کے بحر میں غرقاب ہوں پر مضطرب
کشتیٔ راحت عطا کر والضحیٰ کیوا سطے

دشمنوں نے ہر طرف سے آن گھیرا ہے مجھے
دے امان مجھ کو خدایا والسماء کیوا سطے

معرفت کی نعمتوں سے مالکا کر بہرہ ور
حرمتِ فرقان گنج بے بہا کیوا سطے

چاشنی اپنی محبت کی الٰہی بخش کر
آہ دردِ دردمندوں ذوالعلا کیوا سطے

بخش میرے سب خطا ایمان کامل کر عطا
برکتِ قربِ ملائک اذکیا کے واسطے

کتابت سے کتاب تک ——— ایک ہی نام
جمیل برادرز
لیاقت آباد، کراچی

marfat.com

نقشہ اعراس خواجگان چشت علیہم الرضوان

نمبر شمار	نام حضرات	تاریخ	سن ہجری	سنین عمر	مدفن پاک	
۱	حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۱ محرم الحرام	۲۴ سنہ ھ	۶۳	مدینہ طیبہ	۲۴ پاک آمد بدنیا پاک رفت
۲	شیخ شہاب الدین سہروردی رضی اللہ عنہ	یکم محرم	۶۳۲	۹۳	بغداد شریف	۶۳۲ زاھد شہاب الدین
۳	حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ	۴ محرم	۱۱۱	۹۰	بصرہ	۱۱۰ ہادی ملک
۴	حضرت خواجہ معروف کرخی رضی اللہ عنہ	۲ محرم	۲۰۰		بعداد شریف	۲۰۰ زبدہ اصفیا
۵	حضرت خواجہ فرید الدین مسعود گنج شکر رض	۵ محرم	۶۷۰	۹۵	پاک پٹن شریف	۶۷۰ فرد دین فرید وحید
۶	حضرت سید الشہداء امام حسین صاحب رض حضرت خواجہ محمد ضیاء الدین صاحب رض	۱۰ محرم ۱۳-۱۲ محرم	۶۰	۵۶	کربلا معلیٰ سیال شریف	۶۰ حبیب ازل
۷	حضرت خواجہ ممشاد علو دینوری رضی اللہ عنہ	۱۴ محرم	۲۹۸		مرقد معلی آپکی معلوم نہیں	۲۹۸ مہربان
۸	حضرت امام زین العابدین صاحب رضی اللہ عنہ	۱۹ محرم	۹۴	۶۶	مدینہ منورہ	۹۴ عابد زاہد

marfat.com

نمبر شمار	نام حضرات	تاریخ	سنہ ہجری	سنین عمر	مدفن پاک
۱	حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رضؓ	۷ صفر المظفر	۱۲۶۷	۸۴	توسہ شریف ۱۲۶۷ قطب حق مرشد سلیمان بادشاہ
۲	حضرت خواجہ محمود عرف شیخ راجن رضؓ صاحبزادہ نجم الدین صاحب سیالویؒ	۲۲ صفر ۲۲	۹۰۰		پیران پٹن سیال شریف
۳	حضرت خواجہ محمد شمس الدین سیالویؒ مولوی غلام محمد صاحب ساکن کدستی خلیفہ حضرت صاحب سیالوی رضی اللہ عنہ	۲۴ صفر ۲۶	۱۳۰۰	۸۶	سیال شریف شمس منیر ۱۳۰۰ کشور دینی کدلتہی ضلع جہلم
۴	حضرت خواجہ عبدالواحد ابن زید رضی اللہ عنہ	۲۷ صفر	۱۷۷		بصرہ ۱۷۷ امام عبدالواحد
۵	حضرت خواجہ یحییٰ مدنی رضی اللہ عنہ	۲۸	۱۱۴۱	۹۵	مدینہ طیبہ ۱۱۴۱ عاشق سخی
۶	حضرت خواجہ علم الدین رضی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	۲۶ صفر	۸۰۹		پیران پٹن گجرات احمد آباد۔
۱	حضرت سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	۱۲ ربیع الاول	۱۱	۶۳	مدینہ منورہ گشت از ہوش ۱۱ سال ترحیلش عیاں
۲	حضرت خواجہ فضیل ابن عیاض رضی اللہ عنہ	۳ ربیع الاوّل	۱۸۷		مکہ معظمہ ۱۸۷ جنت المعلیٰ سید اقطاب

marfat.com

نمبر شمار	نام حضرات	تاریخ	سنہ ہجری	سنین عمر	مدفن پاک	
۳	حضرت امام حسن عسکری رضی اللہ عنہ	۶ ربیع الاول	۲۶۰	۲۹	سرمن رائے	۲۶۰ امام مقبول
۴	حضرت خواجہ قطب الدین بختیار راد شی کاکی رضی اللہ تعالےٰ عنہ	۱۴ ؍	۶۳۴	۵۲	دہلی شریف	۶۳۴ قطب الدین مقدس قطب الاقطاب
۵	حضرت امام حسن علیہ السلام	۱۱ ربیع الاول	۵۰	سال۔ماہ ۴۵-۸	مدینہ طیبہ جنت البقیہ	۵۰ محبت
۶ ۷	حضرت خواجہ کلیم اللہ جہانا بادی رضی اللہ عنہ میاں عبدالرحمٰن صاحب خلیفہ حضرت صاحب ثانی سیالوی رضی اللہ عنہ	۲۲ ربیع الاول ۳۰	۱۱۴۲	۸۸	دہلی قریب مسجد جامع محمدی ضلع جھنگ	۱۱۴۲ شیخ اکبر
۸ ۹	حضرت خواجہ شیخ محمد صاحب رضی اللہ عنہ مولوی محمد ذاکر صاحب بگوی بہیروی رض	۲۹ ربیع الاول ۱۴	۱۰۴۰ ۱۳۳۴	۸۵ ۴۱	احمد آباد گجرات بھیرہ ضلع شاہ پور	۸۵ شیخ الاسلام غاب المنیر عاشق عجمی برنگ معشوق ۱۳۳۴
۱	حضرت خواجہ ابو اسحٰق شامی چشتی رضی اللہ عنہ	۱۴ ربیع الآخر	۳۲۹		عسکہ شام	۳۲۹ قطب الواصلین
۲	حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ	۱۷ ربیع الآخر	۵۶۲	۹۱	بغداد شریف	۵۶۲ ماہ عالم قطب ربانی
۳	حضرت خواجہ نظام الدین زرزری زربخش محبوب الٰہی رضی اللہ عنہ	۱۸ ربیع الآخر	۷۲۵	۹۴	غیاث پور دہلی	۷۲۵ سردار حق قطب الہدا

marfat.com

نمبر شمار	نام حضرات	تاریخ		سنہ ہجری	سنین عمر	مدفن پاک	
۴	حضرت خواجہ ناصر الدین ابو یوسف چشتی رض	۲۸	ربیع الآخر	۴۵۹	۸۴	چشت شریف	۴۵۹ عارف حق
۱	حضرت خواجہ شیخ سراج الدین رض	۲۱	جمادی الاول	۷۶۲		قلعہ پیران پٹن نہر والہ	۷۶۲ صاحب کرامت
۲	حضرت خواجہ سلطان ابراہیم ابن ادہم بلخی رضی اللہ عنہ	۲۶	جمادی الاول	۲۸۱		مقبرہ لوط علیہ السلام	۲۸۲ قطب حق
۳ ۴	حضرت امام نقی علیہ السلام رضی اللہ عنہ حضرت خواجہ الہ بخش صاحب توسوی رضی اللہ عنہ	۳۰ ۲۹	جمادی الاول جمادی الاول	۲۵۲	۴۱	سامرہ نواحی بغداد توسہ شریف	۱۵۱ محب علی امام ہدا
۱	حضرت ابی محمد ابن احمد چشتی رضی اللہ عنہ	۱۴	جمادی الآخر	۴۱۱	۷۰	چشت شریف	۴۱۱ محمد پیشوا
۲ ۳	حضرت خواجہ ابی احمد فرسنادہ چشتی رح شاہ صاحب حضرت حیدر علیشاہ صاحب جلالپوری خلیفہ حضرت شمس العارفین	۱ ۶		۳۵۵ ۱۳۶۲	۹۵	چشت شریف جلالپور شریف	۴۵۵ ولی مرجہاں
۴ ۵	مولوی معظم الدین ساکن مولد خلیفہ حضرت صاحب سیالوی حضرت ابابکر صدیق رض	۱۰ ۲۲	جمادی الآخر	۱۳	۶۳	بمقام مرولہ تحصیل بھیرہ ضلع شاہ پور مدینہ منورہ در روضہ مقدسہ حضرت سرور کائنات از احد سال ترجیلش عیاں	
۶	حضرت شیخ عبد الجلیل خلیفہ حضرت صاحب سیالوی رضی اللہ عنہ	۲۵	جمادی الآخر	۱۲۹۳		سیال شریف شیخ جلیل مکرم بود	۱۲۹۳
۷	حضرت خواجہ محمد فخر الدین محب النبی رضی اللہ عنہ	۲۷	جمادی الآخر	۱۱۹۹	۷۳	دہلی شریف محبوب فخر المسلمین	۱۱۹۹

marfat.com

نمبر شمار	نام حضرات	تاریخ	سنہ ہجری	سنین عمر	مدفن پاک	
۱	حضرت خواجہ مودود چشتی رض مولوی	۱ ربیع الثانی	۵۲۷	۱۲۰	چشت شاقلان	۵۲۷ صاحب مودود والی پشاور
۲	مولوی محمد نصیر الدین صاحب چاچڑوی خلیفہ حضرت صاحب سیالوی رض	۱ ربیع الثانی	۱۳۳۴		چاچڑ ضلع شاہپور	شدبختت معدن صدق و صفا ۱۳۳۴
۳	حضرت محمد الدین صاحب سیالوی رضی اللہ عنہ	۱ ربیع الثانی	۱۳۲۷	۷۴	سیال شریف حضرت شمس العارفین	۶۳۳ مظہر جمال حق
۴ ۵	حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری رض مولوی فضل الدین صاحب چاچڑوی خلیفہ حضرت صاحب سیالوی رض	۶ ربیع الثانی ۸	۶۳۳	۹۷/۱۰۴	اجمیر شریف	۶۳۳ آفتاب ہند
۶	حضرت خواجہ حاجی شریف زندانی رضی اللہ عنہ	۱۳ ربیع الثانی	۶۱۲	۱۲۰	بخارا محلہ زندانیاں	۶۱۲ حاجی شریف
۷	حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام	۶ ربیع الثانی	۱۸۶	۵۸	بغداد شریف	۱۸۶ سید ولی احمد
۸ ۹	حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام مولوی حفیظ ماہی صاحب سرکی والے خلیفہ حضرت صاحب سیالوی	۱۵ ربیع الثانی ۱۵	۱۸۹	۶۹	مدینہ طیبہ سرکی تحصیل خوشاب ضلع شاہ پور	۱۸۹ حق طلب
۱۰	حضرت امام المسلمین ابو حنیفہ کوفی رض	۱۵ ربیع الثانی	۱۵۰	۷۰	بغداد شریف	۱۵۰ طالب حق
۱۱	حضرت شیخ احمد معروف بہ میانجی رضی اللہ عنہ	۲۶ ربیع الثانی				
۱۲	حضرت خواجہ شیخ نصیر الدین بن شیخ مجد الدین رض	۲۷ ربیع الثانی				

marfat.com

نمبر شمار	نام حضرات	تاریخ	سن ہجری	سنین عمر	مدفن پاک
۱	حضرت خواجہ ابو الفتح	۱۶ شعبان			
۱	حضرت خواجہ سری سقطی رضی اللہ عنہ	۲ رمضان المبارک	۲۵۰		۲۵۰ بغداد شریف قطب الحق
۲	حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی	۱۸ رمضان	۷۵۷	۸۳	پرانی دہلی
۳	حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام	۲۱ رمضان	۴۰	۶۳	۴۰ نجف اشرف زاہد پاک
۴	حضرت امام موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۲۱ رمضان	۲۰۸	۵۵	۲۰۸ مشہد شریف قطب زمن
۵	شیخ محمد علی مکھڈوی توسہ حضرت صاحب توسوی رح	۲۹ رمضان	۱۲۵۳		مکھڈ شریف
۱	حضرت صاحبزادہ محمد شعاع الدین صاحب سیالوی رح حضرت خواجہ عثمان ہرونی رضی اللہ عنہ	۲ شوال المکرم ۵ شوال	۱۲۲۲ ۶۱۷	۵۸ ۹۱	سیال شریف ۶۱۷ مکہ معظمہ تاج الاصفیا
۲	حضرت خواجہ ابی ہبیرہ بصری رضی اللہ عنہ	۷ شوال	۲۸۷	۱۲۰ تا ۱۳۰	۲۸۷ بصرہ کامل امین الدین
۳	حضرت امیر خسرو کاسہ لیس دہلوی	۱۸ شوال	۷۲۵	۷۵	دہلی - قریب مرقد خواجہ محبوب الٰہی صاحب اشرف الاقطاب
۴	حضرت خواجہ مجد الدین بن شیخ سراج الدین رح	۲۲ شوال			

marfat.com

نمبر شمار	نام حضرات	تاریخ	سنہ ہجری	سنین عمر	مدفن پاک	
۵	حضرت خواجہ سدید الدین حذیفہ المرعشی رض	۲۵ ذی القعدہ	۲۷۶		مرقد معلوم نہیں	۲۷۶ سیر دین
۱	مولوی محمد امین صاحب چکوڑی والہ خلیفہ حضرت صاحب سیالوی	۱۱ ذی الحجہ	۱۳۰۲	۸۰	چکوڑی ضلع گجرات	
۲	حضرت خواجہ نظام الدین اورنگ آبادی	۱۲ ذی الحجہ	۱۲۴۲	۸۲	اورنگ آبادی	۱۲۴۲ شیخ العالمین
۳ ۴	حضرت خواجہ سید محمد گیسو دراز رضی اللہ عنہ سید اکرام شاہ صاحب خلیفہ حضرت صاحب سیالوی رضی اللہ عنہ	۱۶ ذی الحجہ ۲۶	۸۲۵ ۸۲۵	۱۰۵	گلبرگہ شریف ملک دکن سہلو کے	۸۲۵ بادشاہ اتقیا
۵	حضرت شیخ کمال الدین علامہ رضی اللہ عنہ	۲۷ ذی الحجہ	۷۵۶	۷۵	پرانی دہلی	۷۵۶ متقی اہل یقین
۶	حضرت خواجہ شیخ حسن محمد رضی اللہ عنہ	۲۸ ذی الحجہ	۹۸۰	۵۹	احمد آباد محلہ شاہ پورہ	۹۸۰ نداشد محمد حسن حق پرست
۱	حضرت خواجہ نور محمد رض صاحب مہاروی رض	۳ محرم الحرام	۱۲۰۵	۶۳	تاج سرور قریب قصبہ مہار شریف	۱۲۰۵ شیخ واقف حق
۲	حضرت امام محمد تقی علیہ السلام	۶ محرم الحرام	۲۲۰	۲۵	بغداد شریف	۲۲۰ زاہد صدیق
۳	حضرت خواجہ محمد موسیٰ صاحب توسوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۱۵ محرم الحرام			توسہ شریف	

marfat.com

نمبر شمار	نام حضرات	تاریخ	سنہ ہجری	سنین عمر	مدفن پاک
۴	مولوی عبدالعزیز صاحب بگوی خلیفہ حضرت صاحب سیالوی	۱۶ ذی الحجہ			بھیرہ ضلع شاہ پور
۵	حضرت خواجہ محمد موسیٰ صاحب تونسوی رضؓ	۱۵ ذی الحجہ			تونسہ شریف
۶	حضرت امیر المومنین عثمان ابن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۲۴ ذی الحجہ	۳۵	۸۱ / ۸۲ / ۸۳	مدینہ طیبہ جنت البقیع ۳۵ حبیب احد
۷	حضرت خواجہ جمال الدین چمن	۲۰ ذی الحجہ	۹۴۰		شاہ پور احمد آباد گجرات
۸	حضرت خواجہ شیخ صاحب رضی اللہ عنہ	۲۷ ذی الحجہ	۳۳۴	۸۸	۳۳۴ صدیق مکمل

مناجات بدرگاہِ قاضی الحاجات

جُبِ بِلُطفِكَ يَا اِلٰهِي من لَّهٗ زادٌ قَلِيلٌ
مُفلِسٌ بِالصِّدقِ يَاتِي عِندَ بَابِكَ يَا جَلِيلُ

بخش الٰہی نال کرم دے ہاں بے خرچ نماناں
آیا ہاں در تیرے یارب مفلس بھکھا بھانا ں

ذَنبُهٗ ذَنبٌ عَظِيمٌ فَاغفِرِ الذَّنبَ العَظِيمُ
اِنَّهٗ شَخصٌ غَرِيبٌ مُذنِبٌ عَبدٌ ذَلِيلُ

میں ہاں بہت گناہیں پھر بخش گناہ تمامی
عاجز خوار ذلیل اہاں میں بدکردار مدامی

مِنهُ عِصيَانٌ وَنِسيَانٌ رَمَوٌ بَعدَ مَلَمٌ
مِنكَ اِحسَانٌ وَفَضلٌ بَعدَ اِعطَاءِ جَزِيلُ

میں تھیں لکھ گناہ کبیرے ہور قصور خطائیں
فضل اتے احسان بے ادرک تیئیں تھیں یارب سائیں

marfat.com

قَالَ یَارَبِّیْ ذُنُوْبِیْ مِثْلُ رَمْلٍ لَاتَعُدْ
وانگوں ریت گناہ بے اوڑک ایہن یارب میرے

کَیْفَ حَالِیْ یَا اِلٰھِیْ لَیْسَ لِیْ خَیْرُ الْعَمَلْ
کہڑا حال ہے یارب میرا چنگا عمل نہ کوئی

عَافِنِیْ مِنْ کُلِّ دَاءٍ وَاقْضِ عَنِّیْ حَاجَتِیْ
ہر ہک میرا دکھ وینجا کر پوری حاجت میری

اَنْتَ شَافِیْ اَنْتَ کَافِیْ فِیْ مُھِمَّاتِ الْاُمُوْرْ
توں ہیں شافی توں ہیں کافی وچ تمام مہماں

رَبِّ ھَبْ لِیْ کَنْزَ فَضْلٍ اَنْتَ وَھَّابٌ کَرِیْمْ
یارب بخش خزانہ فضلوں توہیں بخشن ہارا

ھَبْ لَنَا مُلْکًا کَبِیْرًا اَنْجِنَا مِمَّا نُخَافْ
بخش اسانوں وچ حشر دے سبھے خوف مٹائیں

قُلْ لِنَارٍ اَبْرُدِیْ یَارَبِّ فِیْ حَقِّیْ کَمَا
اگ نوں آکھ توں ٹھنڈی ہو ونج یارب میریکارن

اَیْنَ مُوْسٰی اَیْنَ عِیْسٰی اَیْنَ یَحْیٰی اَیْنَ نُوْحْ
کتہ موسیٰؑ کتہ حضرت عیسیٰ کتہ یحییٰؑ کتہ نوحؑ

فَاعْفُ عَنِّیْ کُلَّ ذَنْبٍ فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِیْلْ
پس توں بخش گناہ تمامی کرتوں فضل بہتیرے

سُوْءُ اَعْمَالِیْ کَثِیْرٌ اَدْعُوْکَ عَاتٍ قَلِیْلْ
بدیاں بہت تے نیکی تھوڑی کہیں نہ بلدی ڈہوئی

اِنَّ لِیْ قَلْبًا سَقِیْمًا اَنْتَ مَنْ یَّشْفِی الْعَلِیْلْ
دل میرا بیمار اہے اتے شافی ذات ہے تیری

اَنْتَ رَبِّیْ اَنْتَ حَسْبِیْ اَنْتَ لِیْ نِعْمَ الْوَکِیْلْ
توں ہیں چنگا مالک میرا اندر ساریاں کماں

اَعْطِنِیْ مَا فِیْ ضَمِیْرِیْ اِنَّنِیْ خَیْرُ الدَّلِیْلْ
دل میرے دا مطلب مقصد پورا کرتوں سارا

رَبَّنَا اِذْ اَنْتَ قَاضٍ وَالْمُنَادِیْ جِبْرَئِیْلْ
جبرائیل پکارا تیرا حب ہوسی رب سائیں

قُلْتَ قُلْ یَا نَارُ کُوْنِیْ اَنْتَ فِیْ حَقِّیْ خَلِیْلْ
جیوں فرمایا تدہ ے اگ نوں ابراہیم دے کارن

اَنْتَ یَا صِدِّیْقُ عَاصِیْ تُبْ اِلٰی مَوْلَی الْجَلِیْلْ
اے عاصی صدیقا کرتوں توبہ خاص نصوح

حالاتِ مصنف

اس کتاب انوارِ شمسیہ کا مصنف عبودیت نقش منشی امیر بخش قوم کھوکھر عرف مخدوم ہے۔ جوکہ سیال شریف کے شہر میں عرصہ سے مقیم اور سکونت گزیں ہے۔ اس گمنام کا والد ماجد حضرت شمس دوران کا غلام صادق الایقان تھا۔ صوفی مشرب طالب عرفان تھا۔ ساڑھے چار سال کی عمر میں وہ بندہ پرور اس احقر کو حضرت کی خدمت میں لایا۔ اور آنحضور نے عنایت موفور سے بندہ کو بیعت فرمایا۔ اور قاعدہ کا سبق شروع کرایا۔ پس بیس سال کے بعد والدم صاحب کا انتقال ہوگیا۔ جس سے اس کنگال آشفتہ حال کو گذران کا فکر اور تردد کمال لاحق حال ہوا۔ اور اس وقت یہ قصیدہ منظوم بحالت مغموم بنام حضرت ذوالکرام بالعجز تمام ارقام کیا۔

marfat.com

قصیدہ

بعد تحمیدِ خدائے خالقِ ارض و سما — پس درودِ بر محمد مصطفےٰ بے انتہا
عرض دارم در حضورِ حضرتِ عالی ہمم — آنکہ جان عاجزم گشتہ بہ اقدامش فدا
مند او در سیالاں جلوہ اش تا آسماں — از ظہورش شد جہانے مستفید و پُر ضیا
ہست محبوبِ خدا و شمسِ دینِ احمدی — برگزیدہ بارگاہِ مصطفےٰ و مجتبےٰ
مقتدائے سالکین و فیض بخشِ عالمین — مادرِ گیتی نزاید ایں چنیں ابن العُلا
مصدرِ فیض و ہدایت معدنِ لطف و کرم — بیکساں را ہست ذاتش تکیہ و حاجت روا
ہر کہ آمد بر درش آزردہ از جور زمان — کامراں شد در دمے از رحمِ آں مشکل کشا
چونکہ دارد نظرِ شفقت بر وجودِ خادمان — چرخِ کجرفتار ہم دارد ز شان اکثر حیا
فرقۂ خدام شمسی زاں سبب ایمن تراند — بس تعجب کایں مرا ناگاہ چہ افتادہ بلا
من یکے از خادمانش آمدہ در گردشے — چرخِ گردوں خادمش شائد ندانستہ مرا
زاں سبب نالاں و گریاں آمدہ ام در حضور — حضرتا بر حالِ زارم چشمِ رحمت بر گشا
سایۂ والد برفتہ از سرم بیکس شدم — نیست احدے روزگارم مفلسم بس بینوا
بے سر و ساماں ستم غم دیدہ آوارہ ام — از رہِ فکرِ معیشت مضطرم صبح و مسا
جز درِ تو نیست دیگر جائے فریاد و فغاں — زاں نمائم استغاثہ بر درت اے پیشوا
با عطوفت کن نگاہے بر تباہیٔ حالِ من — کامرانی بخش دائم زیں غمم فارغ نما
جملہ حاجات و مطالب دینوی و دینوی — کن روا با مرحمت للہ بہ الطاف و عطا
میر بخش آمد بہ درگاہت بحالت بیکسی — کن عنایت از طفیلِ سرورِ کل انبیا

جب یہ قصیدہ اس درویش نے حضرت کی خدمت میں پیش کیا تو آپ نے نہایت

marfat.com

شفقت سے تین بار بہ تکرار ابتدا سے انتہا تک پڑھا۔ اور پھر لپیٹ کر اپنے آگے دھرا۔ اور بجناب الٰہی توجہ دلی اور عنایت قلبی سے دعا طلبی کر کے یہ فرمایا کہ تو نے بہت اچھا لکھا ہے حق تعالیٰ تجھے دونوں جہانوں میں آسودہ رکھے۔ پس یہ خاکسار جب اُس دربار سے اُٹھ کر باہر نکلا تو میاں غلام محمد بھٹو واری نے جو حضور کی کچہری کا خاص حاضر باش تھا مجھے بشارت اور مبارک دی کہ آج جناب کے فرمان سے تو دونو جہانوں میں کامران اور فائز المرام ہو گیا ہے۔ کیونکہ مجھے عرصہ سے تجربہ ہے کہ جب دعا طلبی کے وقت حضرت کے ناصیۂ اور رخسار سے رنگا رنگ انوار پدیدار ہوں۔ تو وہ دعا رب الارباب کی جناب میں فی الفور مستجاب ہوتی ہے۔ سو اب بھی دعاء کے ہنگام میں آں فیض رساں کے چہرہ منور پر وہی اطوار عجائب اور آں انوار غرائب پھر رہے تھے۔ پھر اُسی اثناء میں یہ خادم الفقراء بہ توجہ پیشوا بہ تعیین ملازمت تعلیم موضع میٹھ میں اقامت گزین ہوا۔ چونکہ وہ مقام بفاصلہ چند جریب سیال شریف کے قریب تھا۔ لہذا اکثر اوقات آں ذات بابرکات کی زیارت سے مشرف ہوتا رہتا تھا۔ اتفاقاً ایک دن حضرت کی جناب سے شرفیاب ہو کر مولوی صاحب مرحوم علیہ الرحمت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو وہ بکوشش کثیر ایک مسودہ تحریر کر رہے تھے۔ میں نے استفسار کیا تو انہوں نے یہ اظہار کیا۔ کہ حضرت ذوالکمال نے تو سہ مقدسہ کو ایک مراسلہ ارسال فرماتا ہے۔ جس کے لکھنے کے واسطے آنجناب نے مولوی غلام مصطفےٰ صاحب کو ساہیوال سے بلا بھیجا تھا مگر وہ کسی عارضہ سے نہیں آسکے۔ اس لیے آنجناب نے مجھے ارشاد فرمایا ہے سو میں نے اس سے پیشتر ایک مسودہ لکھ کر خدمت میں حاضر کیا ہے۔ مگر وہ تو حضور میں منظور نہیں ہوا۔ پھر اب یہ دوسرا تحریر کر رہا ہوں۔ شاید یہ آں ذات انور کے پسند خاطر ہو یا نہ۔ تب میں نے اُس مسودہ کا مضمون معلوم اور مفہوم کر کے قلم دوات لے کر بڑی احتیاط سے بکوشش تمام مراسلہ ارقام کیا۔ جس کو مولوی صاحب نے دیکھ کر تہ دل سے پسند کیا۔ اور جلد تر اس کو شمس انور کی خدمت اطہر میں لے گئے۔ اور آں حضور اُس کو پڑھ کر بہت مسرور ہوئے اور اس خاکسار کو کرم بیشمار سے بلا کر فرمایا۔ کہ اس زمانہ میں لائق انشا پرداز اور فارسی مسودہ باز بہت کمیاب ہیں۔ قبل اس کے قاضی الہ داد اچھا خوشنویس اور منشی قابل تعریف تھا اور لنگر کے کام کو دل اور جان سے انجام کرتا تھا۔ مگر وہ تبقدیر لایزال دنیا سے انتقال کر گیا۔

marfat.com

بعد ازاں مولوی غلام مصطفٰے ساکن ساہیوال بھی الحال محرر قابل کار اور ہوشیار ہے۔ مگر مصروفیت کاربار سے اس کا آنا دشوار ہے۔ کیونکہ جب اس کو بلایا جاتا ہے۔ تو کبھی ضرورت کے وقت پر پہنچ جاتا ہے۔ کبھی معذرت پیش کر دیتا ہے۔ آئندہ اگر تم مجھے کاغذات ضروریات لکھ دیا کرو۔ تو ہمیں اس مولوی کی محتاجی سے لایحتاجی ہو جائے گی۔ میں نے عرض کیا کہ فیاضا اس احقر کو اس سے زیادہ تر کیا فخر ہے۔ محض یہ حضور کی نوازش اور پروردش ہے بعدہٗ اُس مقبول ذوالجلال کے وصال تک عرصہ چار سال میں روزمرہ یہ غلام ایک وقت حاضر خدمت ہوتا تھا۔ اور نوشت خواند کا کام کر جاتا تھا۔ اس کے بعد جب صاحب ثانی مقبول ربانی شمس العارفین کے سجادہ پر جانشین ہوئے تو اس غریب نواز نے فدوی کو بڑے اعزاز سے اپنے شہر میں بٹھایا اور لنگر کی ملازمت میں سرفراز فرمایا۔ پھر چند سال کے بعد یہ غلام لنگر کے کام میں برادرم کریم بخش کو اپنا قائم مقام چھوڑ کر کچھ عرصہ بکارِ سرکار اور روسائے کبار ملازم رہا۔ اب عرصہ پانچ چھ سال سے پھر شمس الاخوار کے دربار پر یہ خاکسار لنگر کا کارگزار ہے۔ باقی قومیت اور عرفیت کی کیفیت یہ ہے کہ جو شجرہ نسب دیرینہ ہمارے بزرگان چشتیہ کا لکھا ہوا میرے جدی بھائی مولوی غوث محمد صاحب مدرس ساکن ساہیوال کے پاس ہے۔ اس کے عنوان میں ہمارے بزرگوں کا حال اور ان کے مقاموں کا انتقال بعبارت فارسی یوں درج ہے۔

بیان بزرگانِ مُصنّف

بدانکہ مخدوم محمد امین از نسب مخدوم برہان الدین صاحب قوم کھوکھر زینت بخش لنگر مخدوم پنجم پشت است۔ در اوائل عمر بہ شوق علم بہ زمانہ ہادشاہان چوغطہ در سنہ ۱۰۰۰ از لنگر مخدوم در شہر چک بندی آمد و بخدمت فقیر محمد حاضر صاحب اقامت کرد۔ و تحصیل علم نمود و فیض باطنی گرفت ملکان آں شہر کہ اقوام بلوچ و مسکن بودند معتقد محب وے شدند و نجانہ راجہ میکن شادی وے کردند دو چاہ برائے گذارہ نیز اورا بخشیدند۔ پس مخدوم صاحب در ہمانجا رہایش نمود و واپس نہ رفت صاحب اولاد شد و نبیرہ اش عبدالغفور زاہد و عابد گردید دراں زمانہ فقیر محمد نور مجذوب عارف کامل بود متصل شہر چکبندی قیام میداشت عوام دیرانو بہر پور می گفتند۔ مخدوم عبدالغفور را کثر بمحبت

marfat.com

واعتقاد در خدمت وے آمدے وفیض باطنی گرفتے روزے فقیر صاحب از شفقت دلی لعاب دہن خود در دہن وے انداخت وگفت کہ اثر ایں لعاب دراولاد تو ہم باقی خواہد ماند۔ پس ہمچناں شد کہ ہنوز اثر آں لعاب از اولاد وے ظاہر است۔ چنانچہ ہر کہ از اولادش بر زخم سگ گزیدہ لعاب خود اندازد بہ شود۔ دراں زمانہ جلال خاں بلوچ شہر جلہ نو آباد کرد۔ بموجب اعتقاد خویش بمحبت دلی آزاد در شہر خود نشاند در انجا دو فرزند انش شدند۔ یکے خان محمد و دیگر جان محمدؒ چونکہ خان محمد عالم و متقی گشت د شہرۂ علمش گردید۔ سردار فتح خاں صاحب رئیس ساہیوال دے را در شہر خود آورد د یکے چاہ متصل شہر د یرا بخشید مگر آں چاہ مسمار شد و بجاے آن پسرش گل محمد نزد مکان خویش یک چاہک نو تیار کردہ جاری ساخت چنانچہ تا حال آں جاری د آباد است۔

چونکہ اس عبارت سے بغیر کتابت شجرہ کے مندرجہ ناموں کی واقفیت اور وضاحت نہیں ہوسکتی اس لیے وہ شجرہ اصل تمام نقل کیا جاتا ہے جس سے سب حال روشن ہوسکتا ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ مخدوم محمد امین صاحب جو حضرت مخدوم برہان الدین صاحب کو پانچویں پشت سے ملتے ہیں وہ میرے خاندان کے مورث اعلیٰ ہیں۔ اور بہ زمانہ سلاطین چوغطہ لڑکپن کی حالت میں لنگر مخدوم سے بشوق علم چک بندی کے شہر میں جو ساہیوال سے پانچ چھ میل کے فاصلہ پر بجانب شرق واقعہ ہے۔ فقیر محمد حاضر صاحب کی خدمت میں جو وہ صاحب فقر اور عالم متبحر تھے آکر اقامت پذیر ہوئے۔ اس وقت وہ شہر بڑا آباد اور بارونق تھا اور اس میں علوم کا درس جاری تھا۔ پس صاحب موصوف وہاں علم ظاہری کی تحصیل کرکے معارف باطنی سے جب بہرہ ور ہوئے۔ تو مالکان شہر جو اقوام بلوچ اور میکن تھے۔ بڑی محبت اور عقیدت سے اُن کو وہیں ٹکایا اور میکنوں کے گھران کا بیاہ کرایا۔ پس آنجناب زندگی تک اسی جگہ شاد آباد رہے۔ اور صاحب اولاد ہوئے۔ پھر لنگر مخدوم کو واپس نہ گئے۔ باقی سب حالات عبارت مندرجہ فارسی سے ظاہر ہیں۔ اور عرفیت کی وجہ یہ ہے۔ کہ حضرت مخدوم برہان الدین صاحب کو پیشوا عارفین حضرت غوث بہاء الدین صاحب ملتانی محبوب ربانی کے جناب سے مخدوم کا خطاب عطا ہوا۔ جس سے ان کی اولاد مخدوم کے القاب سے نام نہاد ہوئی۔ فقط۔

marfat.com

نقل مطابق اصل شجرہ نسب دیرینہ آبا
اجداد مصنف

شجرہ نسب جناب حضرت مخدوم برہان الدین صاحب رضی اللہ عنہ

قوم کھوکھر زینت بخش لنگر مخدوم

حضرت مخدوم برہان الدین صاحب بن میلو بن چنن بن بگہ بن تتہ بن گورا بن چپت بن کوڈ بن سجن بن زمان علی بقول بعض محمد شاہ المعروف کھوکھر بن عبدالعلی معروف عون لقب قطب شاہ بن یعلی بن حمزہ بن طیار بن قاسم بن علی بن جعفر بن حمزہ بن حسن بن عبیداللہ بن عباس حضرت علی المرتضےٰ ابن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدالمناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر معروف قریش بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان بن عدہ بن اود بن الیسع بن حمیسع بن یعرب بن غسیس بن تبت بن قیدار بن اسماعیل علیہ السلام بن ابراہیم علیہ السلام بن آذر بن تاروخ بن اخوث بن فالخ بن عابر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح علیہ السلام بن مالک بن متوشح بن افنوخ بن یزد بن یارد بن مہلائیل بن کنیان بن انوش بن شیث علیہ السلام بن آدم علیہ السلام بن آدم علیہ السلام

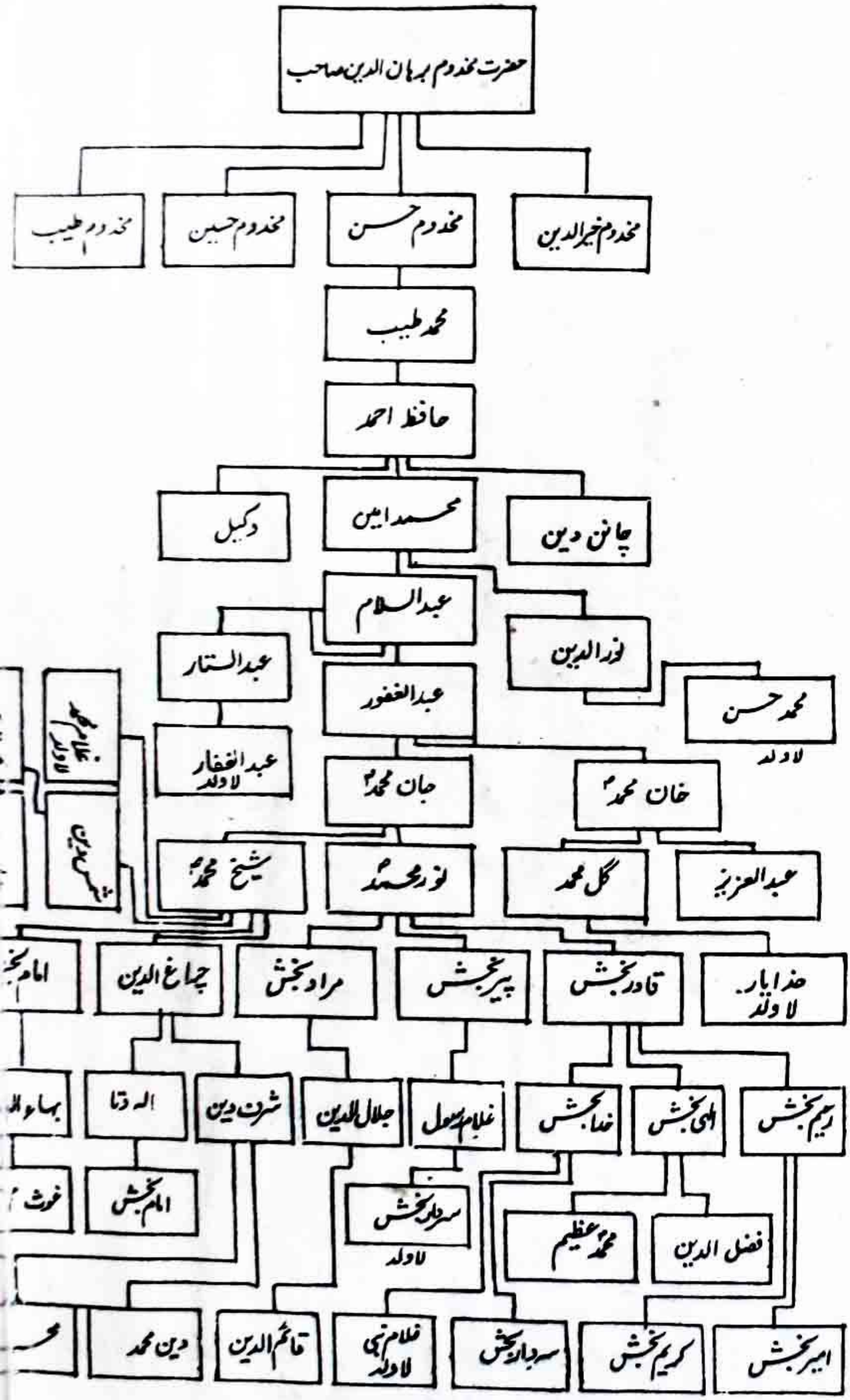
شجرہ صفحہ ۱۸۹ پر مندرج ہے

(نقل کردہ آستانہ عالیہ سیال شریف مشتاق احمد خوشنویس تلمیذ الرشید جناب خطاط العصر محمد صدیق الماس رقم صاحب لاہور)

۲۵ جنوری ۱۹۰۸ء

marfat.com

شجرہ



marfat.com